SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, June 08, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والتین والزیتون۔ و طور سینین۔ وھذا البلدالامین۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ثم رددنہ اسفل سافلین۔ الا الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت فلھم اجر غیر ممنون۔ فما یکذبک بعد بالدین۔ الیس اللہ باحکم الحکمین۔

ترجمہ: انجیر کی قسم اور زیتون کی۔ اور طورسینین کی۔ اور اس امن والے شہر کی۔ کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔ پھر (رفتہ رفتہ) اس (کی حالت) کو (بدل کر) پست سے پست کر دیا۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے بے انتہا اجر ہے۔ تو (اے آدم زاد) پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟ کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟

سورا التین (آیات ۱ تا ۸)

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, June 08, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والتین والزیتون۔ و طور سینین۔ وھذا البلدالامین۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ثم رددنہ اسفل سافلین۔ الا الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت فلھم اجر غیر ممنون۔ فما یکذبک بعد بالدّین۔ الیس اللہ باحکم الحٰکمین۔

ترجمہ : انجیر کی قسم اور زیتون کی۔ اور طورسینین کی۔ اور اس امن والے شہر کی۔ کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔ پھر (رفتہ رفتہ) اس (کی حالت) کو (بدل کر) پست سے پست کر دیا۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے بے انتہا اجر ہے۔ تو(اے آدم زاد) پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟ کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟

سورا التین (آیات ۱ تا ۸)

جناب چیئرمین، جزاک اللہ ۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔ شکریہ ۔

پروفیسر ابراہیم صاحب۔

Since, we have the recommendations to be referred to the Standing Committee on Finance, you please move the motion.

MOTION

REFERRING THE RECOMMENDATIONS TO THE STANDING COMMITTEE ON FINANCE

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I move the motion in the House that all proposals for making recommendations to the Finance Bill, 2006, containing the Annual Budget Statement received in the Senate Secretariat till adjournment of the sitting of the Senate held on 7th June, 2006 be referred to the Standing Committee on Finance to report by 10th of June, 2006.

Mr. Chairman: It has been moved that all proposals for making recommendations to the Finance Bill, 2006, containing the Annual Budget Statement received in the Senate Secretariat till adjournment of the sitting of the Senate held on 7th June, 2006 be referred to the Standing Committee on Finance to report, I think, we should add, till the adjournment of the Session on 10th June.

(The Motion is carried unanimously).

Mr. Chairman: The motion was carried. Now, we take up the leave applications and then we can continue with the other debate.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ سیکرٹریٹ نے ممبران

کو یہ کاپی بھیجی ہے۔ پروفیسر صاحب، کیا آپ کو مل چکی ہے؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : نہیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : اچھا، نہیں۔ Recommendations کمیٹی میں تو پہنچ جائیں گی۔

جناب چیئرمین، کل چونکہ آخری وقت تک وصول کرنے کا کہا تھا، اس میں ذرا تاخیر ہوئی ہے، اب وہ آ جائیں گی۔ Normally time شام کا ہوتا ہے۔ صبح کا اجلاس شروع کرنے میں بھی اسی لیے تاخیر ہوئی and I apologize for that.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : وہاں تو آجائیں گی۔

جناب چیئرمین، نہیں، یہاں بھی آ جائیں گی تاکہ باقی ممبروں کو بھی پتا ہو کہ یہ کیا ہیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : اگر سب ممبران اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ کاپی آج کسی وقت تقسیم کی جا سکے گی لیکن کمیٹی میں ساری recommendations tabulate ہو کر پہنچ گئی ہیں۔ ہم اس پر کام شروع کرنے والے ہیں۔

جناب چیئرمین، انشاء اللہ، اگر یہاں بھی ضرورت ہوئی تو پیش کر دیں گے۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: Now, I take up the leave applications.

نواب محمد ایاز خان جوگزئی نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 7 تا 9 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب محمد سرور خان کاکڑ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 7 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لیے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب اسفند یار ولی ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 7 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr.Chairman: Now, we will take up Item No. 2.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, some members of the House are leaving the session for attending the committee meeting because this has a precedence and you please just announce it.

Mr. Chairman: They are exempted. I think, the House is in agreement because that needs to be done. They are exempted and we appreciate their efforts.

Now, we go on to the next speaker. I think, it is Mr. Abdul Khaliq Pirzada and I will request the members to please strictly adhere to the time limit because after fifteen minutes, we will switch off the mike and go on to the next speaker.

DISCUSSION ON THE BUDGET 2006-2007

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد اللہ رب العالمین۔(عربی)

ترجمہ: اور اللہ نے تم میں سے بعض کو رزق، بعض کو بندگی دی زمین میں جن لوگوں کو فضیلت دی گئی ہے اور جن کو نہیں دی گئی وہ سب اس میں برابر ہیں۔ پس کیا تم اب بھی اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہو۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے صبح کے تازہ وقت میں بولنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جناب والا! یہ بجٹ کا معاملہ ہے اور میں کوئی economist تو نہیں ہوں۔ میں یہاں دینی فرائض ادا کرنے کے لیے آیا ہوں لیکن ظاہر ہے کہ بجٹ بھی دین کا ایک حصہ ہی ہے۔ اس کو عربی میں میزانیہ کہتے ہیں اور اردو میں بھی اسے

میزانیہ کہتے ہیں اور میزانیہ کا مطلب ہے' آمدنی اور اخراجات میں توازن کو ترتیب دینا۔ جو figures وغیرہ ہیں ' ان پر ماشاء اللہ دونوں جانب سے بڑی اچھی تقاریر ہو چکی ہیں اور اگر میں وہ بیان کروں گا یا کسی ضرورت کے تحت انہیں سامنے لاؤں گا تو یہ اچھا بھی نہیں لگے گا۔ اس لیے کہ یہ محققین کا کام ہے۔

جناب والا! میں یہاں آج چند اصولوں پر بات کرنا چاہوں گا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ بجٹ پر تبصرہ کرنے کے لیے سب سے پہلے ہمیں بحیثیت ایک عالم دین یہ سوچ لینا چاہیے کہ یہ بجٹ اسلامی تو ہے نہیں تاہم یہ ایک جمہوری بجٹ ہے کیونکہ اگر یہ اسلامی بجٹ ہوتا تو پھر کھڑے ہو کر پوچھا جاتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو خزانے میں جھاڑو دے کر تمام بیت المال کا اثاثہ غریبوں میں تقسیم کر دیا تھا تو ایسا یہاں کیوں نہیں ہوا۔ بہرکیف یہ ایک جمہوری بجٹ ہے' اسلامی بجٹ نہیں ہے۔ اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ضروریات کا بجٹ ہے۔ عوام کی جو ضروریات ہیں 'خواص کی جو ضروریات ہیں یا اس ملک میں رہنے والوں کی جو ضروریات ہیں' ان کی آمدنی اور اخراجات کے توازن کو ترتیب دینے کے بعد حکومت نے جو مناسب سمجھا ہے' وہ ایک قسم کا حساب کتاب پیش کیا ہے جسے بجٹ کہا جاتا ہے۔ تو یہ ضروریات کا بجٹ ہے' خواہشات کا بجٹ نہیں ہے۔ انسان میں سب سے بڑی بیماری خواہشات کی ہے اور یہ خواہشات نہ مال سے پوری ہوسکتی ہیں' نہ دولت سے پوری ہوسکتی ہیں اور نہ کسی material سے پوری ہوسکتی ہیں۔ اس کی صرف دین ہی تحدید کر سکتا ہے کہ وہ خواہشات کو ایک break لگا کر رکھے یا انہیں سنبھال کر رکھے۔ سب سے پہلی بات ہے کہ یہ خواہشات کا بجٹ نہیں ہے بلکہ یہ ضروریات کا بجٹ ہے۔ خواہشات کو ہم کسی طریقے سے بھی پورا نہیں کر سکتے۔ میری بھی خواہش ہے کہ مجھے بھی Blue Area میں ایک بنگلہ مل جائے اور اگر یہ پوری ہو جائے گی تو پھر میں دس بنگلے اور طلب کروں گا ۔ یہ تو خواہشات ہیں' اس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت جگہ ذکر کیا اور شاعروں نے بھی اس پر بہت لکھا ہے جیسے

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پر دم نکلے

ہر شخص کا دل چاہتا ہے کہ اس کی ہر خواہش' ہر چاہت اور ہر demand پوری ہو ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ فیصلہ فرما دیا کہ جب ہم جہنم سے یہ کہیں گے کہ تیرا پیٹ بھر گیا تو وہ

کہے گا کہ میرا تو پیٹ نہیں بھرا اور زیادہ لاؤ۔(عربی) ترجمہ، اور جب ہم جہنم سے کہیں گے کہ کیا تو بھر گئی ہے تو(جہنم) کہے گی کہ اور لاؤ۔باقی یہ ہے کہ انسانوں میں کچھ امیر لوگ ہیں اور کچھ غریب لوگ ہیں۔ ایسی حکومت ہو کہ جس میں سب کو سب کچھ دے دیا جائے یہ کام تو کارل مارکس بھی نہیں کر سکا اور نہ ہی لینن کر سکا جنھوں نے یہی دعوے کیے تھے ۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ تو قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ (عربی) ترجمہ، اور البتہ تحقیق ہم نے ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور ہم نے ان (انسانوں) کو اپنی بہت سی مخلوقات کو فضیلت عطا کی ہے۔اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جو پاکستان کو نعمتیں دیں، وہ الحمد للہ ایسی ہیں کہ دنیا کے کئی ملکوں سے ہمارا ملک غذائی طور پر ، عزت کے طور پر ، افرادی قوت کے طور پر اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے طور پر بہت سے ملکوں سے بہتر ہے۔ لیکن قرآن پاک میں اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہیں رزق میں بڑا چھوٹا بنایا ہے۔ خوش رہنے کا معیار کیا ہے ؟ چھوٹے جو ہیں وہ ہمیشہ مغموم رہیں اور وہ الم ناک زندگی گزاریں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس کا ایک عام طریقہ بیان کیا ہے جو حکمرانوں پر بھی لاگو ہوتاہے اور امراء پر بھی لاگو ہوتا ہے، زمینداروں پر بھی لاگو ہوتاہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہیں میں نے رزق بہت زیادہ دیاہے تو تم اپنے غلاموں کو پاس بٹھا کر کھلاؤ تاکہ ان کو اگرکبھی یہ کہا جائے کہ میں تجھے غلامی سے نکالتا ہوں تو کہیں کہ تیری غلامی اچھی ہے اس آزادی سے۔ تو یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ایک ایسا پیمانہ بنا دیا ہے کہ (عربی) جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو ان کے ہاتھ میں ہم نے رزق اور طاقتیں دی ہیں۔(عربی)تو اس (دیے ہوئے رزق میں) سب برابر ہیں۔ اگر ہم سینیٹر ہیں تو سینیٹ میں کام کرتے ہیں تاہم ابھی نئے ہیں اور کام کرنے لگے ہیں۔جو پارلیمنٹ میں کام کرتے ہیں، جو گورنمنٹ میں کام کرتے ہیں ، بڑے زمین دار ہیں، بڑے امراء ہیں، بڑے بڑے کارخانوں والے ہیں، ان کے پاس مال و ثروت ہے۔ وہ بہت مال کماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں یہ کمائی بغیر محنت کے دیتا ہے اگر وہ غریبوں کو اس میں شریک کرلیں تو اس طرح ایک ایک گھر میں اسلامی نظام شروع ہو جائے گا اور اس بجٹ کی ضرورت بھی نہیں ہوگی اور پورے سال میں کوئی خیال بھی نہیں کرے گا کہ بجٹ "کیڑے پاسیوں آیا سی اورکیڑے پاسے ٹرگیا اے"۔ لہٰذا ہم میں الحمد اللہ اسلام کے اس فکر کا فقدان ہے۔ یہاں آپ اجلاس کی ابتداء قرآن پاک سے فرماتے ہیں اور جب قرآن پاک کو پڑھا جاتا ہے تو

آپ جزاک اللہ کہتے ہیں اور اس کا ترجمہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ آج تک ہم نے کسی ترجمہ پر غور نہیں کیا ہے' آج تک ہم نے اپنے رزق میں برکت ڈالنے کے لیے یا جتنا مال ملتا ہے اس کے لیے اللہ سبحان تعالیٰ سے کوئی خیر طلب نہیں کی ہے۔ ہمارے ہاں نماز کا بھی پورا انتظام نہیں ہے' دو چار مصلے رکھے ہوئے ہیں۔ بہرکیف امراء حضرات و حکام حضرات سے درخواست ہے کہ جو بھی نوالہ ان کو ملتا ہے وہ اس میں غریب کو شامل کریں۔

باقی بات یہ ہے کہ یہ جو ایوان میں بجٹ کے خلاف اور موافقت میں تقاریر ہوئی ہیں' یہ تھوڑے سے الفاظ کی تبدیلی کے بعد تقریباً ایک ہی قسم کی باتیں ہیں اور ہر سال جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو شروع سے ہی یہ ہوتی ہیں۔ اگر لفظوں کا ہیر پھیر نکال دیا جائے تو بیچ میں سے بات کچھ بھی نہیں نکلتی۔ ایک خان صاحب ٹیکسی ڈرائیور تھے' انہوں نے ایک صاحب کو بٹھا لیا جو کہ بنگلہ دیش سے آئے تھے' خان صاحب نے کہا بولو تم نے کدھر جانا ہے' اس نے کہا بولدیا' ڈرائیور نے کہا بھائی بولدیا کیا' کدھر جانا ہے بولو۔ اس نے پھر کہا بولدیا۔ خان صاحب نے پانچ سات دفعہ اس سے کہا بولو کدھر جانا ہے' اس نے کہا بولدیا۔ لڑائی ہو گئی' خان صاحب نے ٹیکسی روک لی اور کہا ہم بولتا ہے بولو' تم کہتا ہے بولدیا۔ نیچے اتر کر جب ہاتھا پائی ہوئی تو ایک صاحب آئے تو انہوں نے کہا کہ میاں یہ کہہ رہا ہے میں نے بلدیہ جانا ہے۔ تو یہ لفظوں کا ہیر پھیر ہے' یہ بجٹ اچھا نہیں ہے' یہ بجٹ بہت اچھا ہے' تم کہو گے اچھا نہیں ہے' ہم کہیں گے بہت اچھا ہے' تم کہو گے غریب مر گئے' ہم کہیں گے امیر تر گئے۔ یہ ساری لفاظی ہے۔ آپ ہمیں allowances وغیرہ دے دیں گے ہم خوش ہو کر اپنی تقاریر اور خطابات وغیرہ کا رعب جھاڑ کر گھر چلے جائیں گے لیکن اصل بات یہ ہے کہ حکومت نے اپنی استطاعت سے زیادہ کیا ہے' میں یہاں کوئی حکومت کا آدمی نہیں ہوں' مجھے تو الطاف بھائی نے بھیجا ہے کہ قرآن و حدیث کی بات کرنی ہے۔ میں قرآن و حدیث اور اپنی فہم کے مطابق کہوں گا کہ موجودہ حکومت نے اپنی استطاعت سے زیادہ لوگوں اور غریبوں کے لیے پہلی دفعہ اتنا relief رکھا ہے' پہلی حکومتیں اچھی یا بُری تھیں مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن یہ تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ڈھائی ارب روپے غریبوں کے لیے رکھے گئے ہیں۔ اب ہم سب کو چاہیے کہ مل کر دعا اور دوا کریں اور کوشش کریں کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف مل کر کہ اس بجٹ کے مصارف' اس کا نفاذ اور اخراجات

صحیح طریقے سے ہوں۔ اگر یہ صحیح طریقے سے ہو گئے تو پھر ہم اور کچھ نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ ہم دعا کریں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اگلے سال سے بھی زیادہ relief دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب میں figures تو بیان نہیں کرتا وہ تو بہت سے ساتھیوں نے بیان کر دیئے ہیں۔ البتہ میں حکومت کو یہ suggestion دینا چاہتا ہوں جیسے یہ کہا گیا کہ آپ نے ٹریکٹروں کو سستا کر دیا' اس پر ڈیوٹی وغیرہ ختم کر دی ہے۔ ایک ساتھی نے کل فرمایا تھا کہ غریب آدمی تو ٹریکٹر نہیں خرید سکتا' اصل میں میں نے جو 20 سال میں پڑھا ہے' جتنا فائدہ مجھے وہاں سے نہیں ہوا' یہاں تقاریر سن کر اس سے زیادہ میری education بڑھ رہی ہے۔ اس وقت system یہ ہے کہ ایک آدمی نے ٹریکٹر خرید لیا اور ٹریکٹر کو اس نے اپنا کاروبار بنا لیا' ایک آدمی کی پانچ کلے زمین ہے' وہ اس سے دو گھنٹے کے لیے ٹریکٹر کرایہ پر لاتا ہے اور اس سے اپنی زمین وغیرہ ٹھیک کروا کر اور اس کو تھوڑا سا کرایہ دے کر اپنا کام نکال لیتا ہے۔ اس کے بڑے فوائد ہیں' گورنمنٹ نے جن جن چیزوں پر relief دیا ہے یا taxes اور duties وغیرہ کم کی ہیں وہ مجھے تقریباً بہتر لگتی ہیں۔ جناب قبلہ چیئرمین صاحب ! آپ کی وساطت سے ایک بات میں کہنا چاہوں گا کہ یہ بڑی بات ہے کہ عراق' افغانستان کے حادثات جو کہ دو عشروں سے چل رہے ہیں اور یہ جو پاکستان میں زلزلہ آیا تھا' ان تمام دھچکوں کے بعد تو ایسا ہونا چاہیے تھا کہ جیسے انگلینڈ میں دوسری جنگ عظیم میں ایک انڈا ایک پونڈ کا ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے نواب سگریٹوں کے ٹکڑے سڑک سے اٹھا کر پی رہے تھے۔ یہ جو افغانستان' عراق کا اور جو ہم پر زلزلے کا سانحہ گزرا ہے اور یہاں جتنی چور بازاری ہوتی ہے' گورنمنٹ کے محکموں سے لے کر نیچے تاجروں اور دفاتر تک اور جو سرمایہ داروں نے غریبوں کا گلا گھوٹ رکھا ہے' اس سے تو اس ملک میں یہ ہونا چاہیے تھا کہ ہمارے بڑے بڑے نواب کراچی اور لاہور کے سٹیشن پر بیٹھ کر بوٹ پالش کر کے اپنی روٹی کھاتے۔ اس کے باوجود یہ ملک چل رہا ہے۔ میں شوکت عزیز صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ وہ میرے دوست نہیں ہیں نہ میری ان سے ملاقات ہے کہ اتنے برے حالات کے باوجود دو پیسے نکال کے رکھ تو دیئے ہیں یار' کم از کم اتنا تو کہہ دیں کہ اللہ آپ کو برکت دے کہ آپ نے اتنا تو کام کیا لیکن ایک بنیادی بات ابھی تو کھانا وغیرہ کھانے کے لیے جب کام کیا جائے ----جب میں نے

مصر میں سوچا کہ میں بڑا ڈٹ کے پڑھوں گا تو میں نے جو بنگلہ کرایے پر لیا ہوا تھا وہ چھوڑ دیا' گاڑی بیچ دی۔ لفٹ کا کرایہ مجھے ڈیڑھ سو پاؤنڈ مہینہ دینا پڑتا تھا وہ میں نے چھوڑ دیا۔ ایک چھوٹے سے فلیٹ میں جا کے بیٹھ گیا اور وہیں جہاں حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے خیمے لگائے تھے وہاں ایک فلیٹ مجھے مل گیا اور وہاں میں نے بڑی اچھی طرح آرام سے سالہا سال گزارا کیا۔ اسلام میں الحمدللہ صبر اور شکر ادا کرنے پر اللہ تبارک و تعالیٰ برکت دیتا ہے۔ ہم نے نہ صبر کیا ہے' نہ حکومت والے صبر کرتے ہیں جتنی مرضی تنخواہ بڑھا دو وہ کہتے ہیں تھوڑی ہے اور بڑھا دو۔ نہ ہمارے عوام صبر کرتے ہیں' نہ اسلام پر عمل کرتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ سے بھیک مانگتے ہیں کچھ بھی نہیں کرتے ہم۔ ویسے کہتے ہیں جی پیسے لاؤ پیسے لاؤ' پیسے کہاں سے لا کے دیں۔ میرا خیال ہے جتنے بڑے بڑے لوگ ہیں ان کے پاس اتنی جائیدادیں تو نہیں کہ وہ ساری جائیدادیں بیچ کے بھی کھلا دیں پھر بھی کسی کا کچھ نہیں ہو گا۔

ایک میں suggestion آپ کو پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے اسلام آباد میں بیٹھ کر تمام صوبوں کو کنٹرول ایک آدمی یا ایک ادارہ نہیں کرسکتا لہٰذا یہ جتنا بھی بجٹ یا جتنا بھی خزانہ خرچ ہوتا ہے یا جتنے بھی حکومت کے ماتحت ادارے ہیں ان کے اچھے بہتر انتظام کے لیے صوبوں کو مالیاتی اختیارات دیے جائیں کیونکہ صوبے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو زیادہ پتا ہوتا ہے کہ کہاں' کیا' کتنا اور کب خرچ کرنا ہے۔ مرکز سے زیادہ صوبے کے جو لوگ کام کریں گے ان کو زیادہ پتا ہو گا نمبر ایک۔ نمبر دو یہ کہ پھر صوبے کے جو ذمہ دار لوگ ہوں گے وہ اس بات کے بھی ذمہ دار ہوں گے کہ وہ دوسرے صوبوں سے اچھی کارکردگی دکھائیں اور اگر کوئی صوبہ اچھی کارکردگی نہیں دکھاتا ہے تو اس کا معاملہ یہاں قومی اسمبلی میں اور یہاں پیش کیا جاسکتا ہے۔ تو صوبوں کو اختیار دیا جائے اور وفاقی حکومت اس کی سرپرستی کرے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اس قرآن پڑھنے کی برکت سے اور صبر سے اور اس کے بعد شکر سے اور دعا سے اللہ تبارک و تعالیٰ اس بجٹ میں برکت عطا فرمائے اور آئندہ جو بھی حکومت ہو' یہ حکومت ہو' دوسری حکومت ہو اس کو بھی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ اس بجٹ سے نیچے نہ اترے۔ یا تو ایسے ہی بجٹ پیش کرے یا ذرا اوپر جائے۔

مشکلات تو بہت زیادہ ہیں۔ اٹھاون سال سے مشکلات ہیں اب ساری مصیبتیں ایک آدمی

کی پگڑی پر ہم نہیں باندھ سکتے ہیں۔میں جانتا ہوں کہ جتنی تکالیف بلوچستان کی ہیں خدا کی قسم میرا دل خون کے آنسو روتا ہے لیکن اتنی ہی تکلیفیں نیویارک کے شہر کی گلی میں بھی دیکھتا ہوں۔ اتنی ہی تکلیفیں میں لاہور میں بھی دیکھتا ہوں۔ لاہور لسی اور گنڈیریوں کا شہر ہے لیکن وہاں بھی اتنے غریب ہیں، اتنے مجبور ہیں، اتنے مفلوک الحال ہیں کہ آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے کہ ساتھ ایک آدمی کروڑ پتی ہے اور دوسرا آدمی ساری عمر سے بیٹھا ہوا ہے کہ پتا نہیں دوپہر کی روٹی میرے پاس کہاں سے آئے گی۔یہ اٹھاون سال کی مصیبت نہیں بلکہ یہ اورنگ زیب عالمگیر کے مرنے کے بعد سے لے کر اب تک کی جتنی مصیبتیں ہیں ان ساری کو اکٹھا کرکے موجودہ حکومت وقت کے سر پر باندھ دینا بھی مناسب نہیں ہے۔ اپنی تکالیف پیش کرنا بھی واجب ہے، ہرصوبے کا اپنا حق لینا بھی واجب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (عربی) کہ دنیا میں جو آپ کا حصہ ہے وہ مت چھوڑو لہٰذا ہر سیاسی لیڈر، ہر سینیٹر محترم کا یہ فرض ہے کہ اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے وہ بڑے سے بڑے دلائل اور براہین کے ساتھ حکومت کے سامنے اپنی عرضی پیش کرے اور اپنے مطالبات پیش کرے اور مجھے معلوم ہے،جہاں تک میری اڑھائی تین مہینے کی سروس ہے یہاں، جس سے مجھے بڑے تجربات حاصل ہوئے کہ کوئی بات ایسی نہیں ہے کہ جو پیش کی جائے اس پر غور نہیں ہوتا ہے۔ میں اپنے صوبوں کے، اپنے عوام کے، اپنی اقوام کے، اپنے شہروں کے، اپنے محلے والوں کے مسائل پیش کرنے والوں کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑے اچھے انداز سے اپنے مسائل پیش کیے اور آپ کے سامنے بھی میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت کو ہماری طرف سے یہ پیغام بھیجیں کہ صوبوں کو اتنی خودمختاری دی جائے کہ ان میزانیات کو، ان اموال کو وہ اچھی طرح خرچ کریں۔ اور ایک چھوٹی سی بات اور کہہ کر میں ختم کروں گا کہ جن لوگوں کے کروڑوں billion کے قرضے معاف ہوئے ان کو عدالت میں لایا جائے۔یہ بات بالکل ناجائز ہے کہ جن لوگوں نے کروڑوں روپے قرضے لیے اور اس کے بعد انہوں نے معاف کروائے ۔ یہ نہ شریعت میں جائز ہے، نہ قانون میں جائز ہے، نہ عقل میں جائز ہے، نہ فطرت میں جائز ہے ، کسی طرح بھی جائز نہیں ہے ۔ پاکستان جب سے بنا ہے جتنے خاندانوں نے قرضے لے کر معاف کرائے ہیں ان سے قرضے واپس لیے جائیں اور جو حکومت کی instructions کے بعد، اتنا قربانی دینے والا بجٹ پیش کرنے کے بعد

اس بجٹ کا غلط استعمال کرے ۔ اس کو میدان میں لا کر سزا دینی چاہیے تاکہ مخالفین ، محاضرین اور منافقین کو پتا چلے کہ اس کا یہ حشر ہوا ہے تو کل کو کوئی زیادتی نہیں کرے گا اور اس بجٹ کو غلط خرچ نہیں کرے گا۔ میرا خیال ہے اس بجٹ کو صحیح طور پر خرچ کرنے کی اللہ ہمیں توفیق دے دے ' ہمارا ایمان صحیح کر دے تو پاکستان خوشحالی کی طرف رواں دواں ہو گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین، ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب ۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، شکریہ ' جناب چیئرمین صاحب ! بجٹ کے بارے میں چند چیزیں میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ پچاس کے قریب ایسے ممالک ہیں جہاں بجٹ پیش کرنے کے لیے اور پاس کرنے کے لیے تقریباً ۴۴ دن دیئے جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں وقت بہت کم ہے ۔ بجٹ کے لیے یہ وقت بڑھانا چاہیے ۔ کینیڈا میں تقریباً چھ سات مہینے مسلسل کمیٹیاں بجٹ کے لیے کام کرتی ہیں۔ ہندوستان میں تقریباً پارلیمنٹ سال میں 180 دن کام کرتی ہے اور تقریباً 180 دن میں سے ۷۵ دن ان کے بجٹ کے لیے مختص ہوتے ہیں بجٹ میں یہ بھی ہونا چاہیے کہ گزشتہ بجٹ پر کتنا عمل ہوا اور نہیں ہوا تو کیوں نہیں ہوا ' اس کا محاسبہ بھی ہونا چاہیے ۔ کچھ ممالک میں بجٹ خفیہ رکھا جاتا ہے کچھ ممالک میں اس کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ برطانوی سسٹم میں بجٹ کو خفیہ رکھا جاتا ہے اور جو ممالک برطانیہ کے زیر اثر رہے یا ان کی نوآبادی رہے ' وہاں برطانیہ کے طرزعمل پر بجٹ کو خفیہ رکھا جاتا ہے ۔ امریکہ اور کچھ دوسرے ممالک میں بجٹ کو خفیہ نہیں رکھا جاتا۔ وہاں باقاعدہ مذاکرے ہوتے ہیں' اس پر کام ہوتا ہے ' لوگوں کو بلایا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ کو خفیہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اس کو ظاہر کرنا چاہیے۔ باقاعدہ محنت ہونی چاہیے ۔ زندگی کے مختلف شعبوں کے لوگوں کو بلا کر ان سے بات کرنی چاہیے اور ان کی آراء کی روشنی میں بجٹ تیار کرنا چاہیے ۔ دعویٰ کرنے کے لیے تو ہر کوئی شخص دعویٰ کرسکتا ہے ۔ اللہ کرے کہ عمل بھی ہو ، مثلاً دالوں کی قیمتیں کم کرنے کے لیے کہا گیا ہے لیکن یوٹیلیٹی سٹور پر ملیں گی ۔ یوٹیلیٹی سٹور ہیں کتنے ' اور انہیں بڑھائیں گے تو کتنے بڑھائیں گے اور کتنے لوگ وہاں پر پہنچ پائیں گے اور پھر وہاں بھی شرط ہے کہ دو سو روپے کا آپ سودا سلف خریدیں گے تو پھر آپ کو ایک کلو چینی ملے گی ورنہ نہیں ملے گی ۔ open market میں اگر

قیمتوں میں استحکام آ جائے پھر مسائل حل ہوں گے۔یہ کہہ دینا کہ ہم نے غربت ختم کر دی' یہ کر دیا ' وہ کر دیا یہ بالکل اسی طرح ہے کہ جس طرح صدر بش دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے عراق میں جمہوریت بحال کر دی ۔ ایک طرف کہا جاتا ہے کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ' دوسری طرف کالا باغ ڈیم کے لیے پیسے رکھے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے ڈیموں کی باتیں کی جاتی ہیں تو قرضے لیے بغیر آپ یہ ڈیم نہیں بنا سکتے ۔میں سمجھتا ہوں کہ چھوٹا کشکول توڑ کر پھر بڑا لینا پڑے گا تب بات بنے گی ورنہ کام نہیں چلے گا۔سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں ۱۵ فیصد اضافہ کیا گیا ہے ۔ ٹھیک ہے جی ' ۱۵ فیصد اضافہ ہوا ۔ سارے لوگ سرکاری ملازمین نہیں ہیں۔اکثر کسان ہیں' مزدور ہیں' محنت کش ہیں' اکثریت ان کی ہے۔ وہ کہاں جائیں اور اگر ۱۵ فیصد سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے تو مہنگائی سو فیصد اور دو سو فیصد ہے تو توازن کس طرح ہو گا' تعلیم کے لیے ۱۸ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ صحت کے لیے چار ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ رقم بہت کم ہے۔اس میں خاطر خواہ اضافہ ہونا چاہیے۔ تعلیم کے شعبے کی طرف اور صحت کے شعبے کی طرف خصوصی دھیان کرنا چاہیے۔

ایک بات جو مجھ سے پہلے مولانا موصوف نے فرمائی کہ جو قرضہ جات معاف کیے جاتے ہیں یہ بہت غلط سلسلہ ہے۔ جن لوگوں نے بھی قیام پاکستان سے لے کر آج تک قرضے لیے ہیں اور معاف کروائے ہیں ان سے قرضے واپس لیے جائیں اور ان کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے۔ کبھی کسی غریب کا بھی قرضہ معاف ہوا ہے؟ اگر قرضے معاف ہی کرنے ہیں تو پھر غریبوں کے قرضے معاف ہونے چاہییں' امیروں کے قرضے معاف نہیں ہونے چاہییں۔

آئین کے آرٹیکل ۱۶۰ کے تحت National Finance Commission جو ضروری ہے اس وقت وہ نہیں ہے۔ اس کی غیر موجودگی میں وسائل کی تقسیم آئین اور صوبوں کے ساتھ بہت بڑا مذاق ہے۔ گزشتہ سال دفاعی بجٹ میں ۱۸ ارب کا اضافہ ہوا۔ سماجی ترقی کے لیے ۴۴ ارب کم کیے گئے۔ یہ بات قابل افسوس ہے۔ فوجیوں کی پنشن کی رقم ۳۵ ارب روپے سویلین بجٹ سے ادا کی گئی یہ بھی بہت افسوس ناک بات ہے۔ گزشتہ دنوں میں غلط حکمت عملی کی بنیادوں پر ایک ارب ڈالر کے ریلوے انجن خریدے گئے۔ ایسے انجن جو پاکستان کی پٹڑیوں پر چلنے کے قابل ہی نہیں۔ کچھ محاسبہ بھی ہونا چاہیے کہ یہ کیوں قوم کے خزانے کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے؟ اعداد

و شمار جو ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۹۶ء میں غربت ۱۷ فیصد تھی اور اب غربت ۶۰ فیصد ہے۔ ۶۰ فیصد پاکستانی دو ڈالر روزانہ سے بھی کم پر گزارہ کرتے ہیں یہ انتہائی قابل افسوس بات ہے۔

چونکہ میں صوبہ سندھ کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ مجھے یہ بتایا جائے اس بجٹ سے صوبہ سندھ والوں کو کیا ملے گا؟ بڑے بڑے جتنے ادارے ہیں جن سے مشاورت کی ضرورت پڑتی ہے وہاں سندھ کی نمائندگی نہیں ہے ۔ National Electric Power Regulatory Authority میں سندھ کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ واپڈا میں سندھ کا کوئی ممبر نہیں ہے۔ پلاننگ کمیشن میں سندھ کا کوئی ممبر نہیں ہے۔ Higher Education Commission جس کا بجٹ ۵۰ ارب روپے رکھا گیا ہے اس میں سندھ کا کوئی ممبر نہیں ہے۔ آخر یہ زیادتی کیوں کی جاتی ہے؟ جتنے بھی بڑے بڑے ادارے میں ان میں چاروں صوبوں کی برابر نمائندگی ہونی چاہیے۔

ہمارے سندھ میں اساتذہ کی ۴۰ ہزار آسامیاں خالی ہیں۔ ان کے لیے کوئی انتظام کیا جائے۔ ہزاروں آسامیاں ڈاکٹروں کی خالی ہیں۔ ہمارے ہسپتالوں میں ڈاکٹر نہیں ہیں۔ میرا تعلق لاڑکانہ شہر سے ہے۔ چانڈکا میڈیکل کالج سے میں نے Graduation کیا ہے۔ چانڈکا میڈیکل کالج میں ۵۰ فیصد آسامیاں خالی ہیں، بھری نہیں جاتیں۔ لیڈی ڈاکٹر نہیں ہیں۔ Higher Education کے لیے ۵۰ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ ہمارے لیے سکول کی تعلیم کا بندوبست کرو۔ پرائمری تعلیم کا بندوبست کرو، مڈل کی تعلیم کا بندوبست کرو۔ ان کا بجٹ بڑھاؤ۔

میں یہ بھی تجویز کروں گا کہ اگر آپ ملک کو خوشحال بنانا چاہتے ہیں اور غریبوں کی حالت بہتر بنانا چاہتے ہیں؟ تو جناب چیئرمین صاحب! زرعی اجناس آپ import نہ کریں۔ بالکل پابندی لگا دیں۔ یہاں کے آباد کاروں کو ترغیب دیں کہ وہ محنت سے کام کریں۔ گزشتہ سال ابھی گندم کی کٹائی مشکل سے شروع ہوئی تھی تو اعلان کر دیا گیا کہ گندم ہم باہر سے منگواتے ہیں۔ صرف اس اعلان کی وجہ سے گندم کی قیمت ۴۱۵ سے ۳۵۰ تک پہنچ گئی۔ سندھ میں تقریباً ۲۱ لاکھ من گندم ہوتی ہے۔ سرکار نے گزشتہ سال اعلان کیا کہ خریدتے ہیں مگر انہوں نے ۷ لاکھ من خرید لی باقی ۱۴ لاکھ من کہاں جائے، وہ کون خریدے گا؟ Government کوئی انتظام کرے۔

پیاز اور مرچ بھی، اس قسم کی جتنی بھی چیزیں ہیں آپ آبادکاروں کو سہولیات دیں۔ باہر سے کوئی چیز آپ import نہ کریں۔ یہ سب کچھ یہاں ٹھیک ہوگا بشرطیکہ آپ آبادکاروں کو سہولیات دیں۔ پھر آپ لوگوں کو اجازت دیں کہ وہ اجناس باہر بھیج سکیں، export کر سکیں۔ اگر آپ غریبوں کی حالت بہتر بنانا چاہتے ہیں اور زرعی شعبے کو ترقی دینا چاہتے ہیں تو پھر یوریا، DAP تیل اور بجلی کے ریٹ آپ کم کریں۔ یہ غریبوں کے استعمال کی چیزیں ہیں ان کی وجہ سے ان کا فائدہ ہوگا۔ بڑی بڑی گاڑیاں سستی ہو رہی ہیں۔ AC اور فریج سستا ہو رہا ہے، موبائل فون سستا ہو رہا ہے۔ یہ غریبوں کی چیزیں نہیں ہیں۔ غریب کے لیے تو یہ ہے کہ گندم سستی ہو، آٹا سستا ہو، گھی سستا ہو اور چینی سستی ہو تاکہ ان کے مسائل حل ہوں۔ یہ کہا گیا ہے کہ ٹریکٹرز ڈیوٹی فری دیں گے۔ میں خیر مقدم کرتا ہوں لیکن میں تجویز دیتا ہوں کہ جس طرح آپ گاڑیاں باہر سے منگواتے ہیں تو second hand بھی بہت ساری گاڑیاں منگوائی جاتی ہیں، Pajero بھی second hand آتی ہیں، Land Cruiser بھی second hand آتی ہیں۔ وہ سستی پڑتی ہیں تو پھر آپ آباد کاروں کے لیے بھی یہ حکم فرمائیں کہ زرعی آلات جتنے بھی ہیں، tractor ہو، thresher ہو دوسرے زرعی آلات ہوں، اس کی بھی اجازت دیں کہ وہ بھی باہر سے second hand منگوائے جائیں، بہت سستے پڑیں گے، غریبوں کو آسانی ہو گی، نیا tractor منگوانا، کوئی فرض واجب نہیں ہے۔

Budget میں کہا گیا ہے کہ ہم dairy کے شعبے کو ترقی دیں گے، livestock کے شعبے کو ترقی دیں گے، میں تجویز دیتا ہوں کہ غریبوں کو پیسے وغیرہ دیں تاکہ وہ جانور پالیں، دودھ بھی بڑھے گا، غریب کا مسئلہ بھی حل ہو گا۔ کسی کو ایک بھینس لے کر دیں، کسی کو دو، کسی کو دس، کسی کو بیس اور ان بھینسوں کی insurance ہونی چاہیے۔ جب ہر چیز کی insurance ہو رہی ہے تو آپ غریب کو بھینسیں دیں، ان کی insurance کروائیں، اگر کوئی بھینس مر جائے تو insurance والے ادا کریں۔ اس طرح آپ ارب ہا ارب روپے خرچ کریں گے تو کھرب ہا کھرب ملک کو نفع ملے گا، ایسی سکیمیں بنائیں جن سے غریبوں کو فائدہ ہو۔ State Bank کے سابق Governor ڈاکٹر عشرت حسین صاحب کے زمانے میں مسلم کمرشل بینک کی وساطت سے اس حوالے سے ایک committee بھی بنی تھی، ایک سکیم تیار کی گئی

تھی لیکن اس پر عمل نہیں ہوا۔ اس قسم کی سکیموں کو آگے لایا جائے۔

خورد و نوش کی جو اشیا ہیں، دنیا کے ممالک میں اس پر کوئی tax نہیں ہوتا، America میں ان پر کوئی tax نہیں، برطانیہ میں اشیا خوردنی پر کوئی tax نہیں، ہندوستان میں ان چیزوں پر کوئی tax نہیں، پاکستان میں ان پر tax کیوں ہے۔ اشیا خورد و نوش پر جو tax ہے اس کو ختم کر دیا جائے GST اس پر نہیں ہونی چاہیے۔ چینی، آٹا اور خوردنی تیل وغیرہ جو استعمال کیے جاتے ہیں، ان تمام چیزوں پر tax نہیں ہونا چاہیے۔ سندھ میں پانی کی شدید قلت ہے اور Government یہ اعلان کرتی ہے کہ آپ کو اتنا پانی کم ملے گا، ایک ہفتہ پانی ملتا ہے تو دو ہفتے نہیں ملتا۔ جب پانی کی اتنی قلت ہے، Government تسلیم کرتی ہے تو پھر آپ سندھ والوں سے آبیانہ مکمل کیوں لیتے ہیں، آبیانہ اتنا کم لیں، جتنا آپ پانی کم دے رہے ہیں۔ ہم تو یہ دیکھیں گے کہ اس حکومت میں غریب کی حالت بہتر ہو رہی ہے یا غریب پیچھے جا رہا ہے۔

12 اکتوبر 99 کو جب جنرل مشرف صاحب مسند اقتدار پر براجمان ہوئے، اس وقت آٹا پانچ روپے کلو تھا، اب پندرہ روپے کلو ہے، اس وقت چینی اٹھارہ روپے کلو تھی، اب پینتالیس روپے کلو ہے۔ اس وقت petrol بیس روپے لیٹر تھا، اب اٹھاون روپے لیٹر ہے، ان چیزوں میں آپ کتنی کمی کریں گے۔ صاف پانی نہ ملنے کی وجہ سے اور جو ملا، سو ملا، لوگوں کو صاف پانی بھی نہیں مل رہا صاف پانی نہ ملنے کی وجہ سے تقریباً پاکستان کے ایک کروڑ افراد hepatitis کے موذی مرض کا شکار ہو چکے ہیں، جناب! آپ لوگوں کو صاف پانی مہیا کریں۔ پاکستان میں بدترین load shedding ہے، اس کے لیے آپ کچھ کریں۔ کہا جاتا ہے کہ کراچی کو روشنیوں کا شہر بنایا جا رہا ہے، گزشتہ ہفتے دو دن میں کراچی میں تھا، آٹھ، آٹھ گھنٹے، دس، دس گھنٹے بجلی بند ہے، انہوں نے کراچی کو تاریکیوں کا شہر بنا دیا ہے، ان چیزوں پر آپ ضرور دھیان دیں۔ Good governance کا یہ حال ہے کہ تھانوں میں 90 فیصد بے گناہ لوگ جوتے کھا رہے ہیں، ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ بڑی بڑی سوسائٹیوں کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے، وہاں پر بڑے بڑے خرچے ہو رہے ہیں اور غریب لوگوں کی بستیوں کو بلڈوز کیا جا رہا ہے۔ کراچی میں تین بستیاں جہاں پر غریب جھگیوں والے، کچے مکانات والے، سینکڑوں سالوں سے آباد تھے، ان کو بلڈوز کیا گیا ہے، یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ ظلم بند ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، جی میں مختصر کرتا ہوں۔ ہندوستان میں زرعی شعبے کو آگے لایا جا رہا ہے اور زرعی آلات سستے کیے گئے ہیں، زرعی یونیورسٹیاں قائم کی گئی ہیں، زرعی graduate پیدا کیے گئے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم زراعت کے شعبے کی طرف خصوصی توجہ کریں۔ بجلی حاصل کرنے کے کچھ دوسرے ذرائع بھی ہیں، یہ بہت اہم بات ہے، Government اس طرف توجہ کرے، سورج سے، ہوا سے، کوئلے سے بجلی حاصل کی جا سکتی ہے۔ China نے کہا ہے کہ وہ ان شعبوں میں آپ سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہے اور وہ nuclear بجلی دینے کے لیے بھی تیار ہیں، ذرا ان چیزوں کی طرف بھی توجہ ہونی چاہیے۔ ہمارے بڑے مسئلے یہ ہیں کہ ہم مہنگائی کو control کریں، ہم بے روزگاری کو control کریں، ہم تجارتی خسارہ کم کریں، مالیاتی خسارہ کم کریں۔ اگر ہم ان چیزوں کو control کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی حالت بہتر ہو سکتی ہے۔ آخری بات یہ عرض کر رہا ہوں کہ civil sector میں آپ لوگوں کو مراعات دیں۔ اس موجودہ حکومت میں جنرل مشرف صاحب کے دور میں تقریباً 7500 حاضر service اور retired فوجیوں کو civil sector میں بڑی بڑی ملازمتیں دی گئی ہیں، جو بہت بڑا ظلم ہے۔ آخر civil servants کہاں جائیں گے؟ مہربانی کریں، ان چیزوں پر control کریں۔ ہمارے وزیر موصوف نے بجٹ کے حوالے سے جو وعدے کیے ہیں، ان پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے اور انہوں نے یہ وعدہ بھی کیا ہے کہ کوئی mini budget نہیں آئے گا، اس کو بھی یقینی بنایا جائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ Mr. Shahid Hassan Bugti.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب چیئرمین! Thank you. جمہوری ملکوں میں سال میں ایک مرتبہ بجٹ آتا ہے اور وہ بجٹ ہمیشہ people friendly ہوتا ہے لیکن بدقسمتی سے گزشتہ چند سالوں سے اس ملک میں غریب عوام کو ہر پندرہ دن، مہینے، دو مہینے کے بعد 440 volts کا جھٹکا لگتا ہے۔ کبھی چینی، کبھی دالوں، کبھی سیمنٹ کی قیمتوں میں اضافے کی شکل میں اور سب سے زیادہ جب ہر پندرہ دن کے بعد petroleum کی قیمتیں اس flimsy ground پر بڑھائی

جاتی ہیں کہ international market میں petroleum کی قیمتیں بڑھنے کی وجہ سے مجبوراً بڑھائی جا رہی ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! آج اور کل سے ہم بیٹھ کر اس بجٹ پر بحث کر رہے ہیں' یہاں سے تنقید ہو رہی ہے بلکہ جو کچھ positive aspects ہیں' اس side کے لوگوں نے ان کو سراہا بھی ہے جب کہ اس side سے اس بجٹ کو defend کیا جا رہا ہے اور قصیدہ خوانیاں کی جا رہی ہیں۔ ویسے میں کہتا ہوں بجٹ میں ہے کیا؟ بجٹ تو import/export policy, گاڑیوں پر tax slab change, کرنے یا اس قسم کی چیزیں ہیں۔ یہ کسی بھی طریقے سے کسی غریب شخص کو کوئی relief نہیں دیتا۔ غریب کے یے بجٹ تو گزشتہ چھ مہینے سے آ چکا ہے۔ 2006-2007 کا بجٹ' January' 2006 سے آنا شروع ہو چکا تھا جب چینی کی قیمت تیس سے چالیس روپے' سیمنٹ کی قیمت ڈھائی سو سے چار سو روپے' دالوں کی قیمتیں تیس سے اسی روپے تک پہنچ گئی تھیں' اسی طریقے سے petroleum کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اور petroleum ایک ایسی چیز ہے جو ہر چیز پر اثر انداز ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! کچھ دن پہلے بھی میں نے یہاں پر عرض کیا تھا کہ Public Accounts Committee نے نشاندہی کی ہے کہ چینی کی قیمتیں بڑھانے کا کون ذمہ دار ہے۔ نام لے کر' sugar factory اور ان owners کا نام لے کر' انہیں pin point کر کے کہا ہے یہ اشخاص اس مہنگائی کے ذمہ دار ہیں کیا ہوا؟ جنرل صاحب سے لے کر نیچے جتنے بھی وزیر و مشیر ہیں سب نے کہا ہم یہ کر رہے ہیں' ہم import کر رہے ہیں' جناب! کیا ہوا؟ حالات آپ کے سامنے ہیں' ممکن ہے آپ کو' ہمیں pinch feel نہ ہوتا ہو لیکن غریب آدمی اس pinch کو feel کرتا ہے کہ اگر ایک کلو میں پانچ روپے بھی کمی آتی تو اس کے لیے ایک بڑا relief ہوتا لیکن کیوں کمی نہیں آئی؟ کمی اس لیے نہیں آئی کہ جو policy بنانے والے ہیں' جو حکومت کی policies mould کرنے والے ہیں' وہی اس ذخیرہ اندوزی کے ذمہ دار ہیں تو چینی کی قیمتیں کیسے کم ہوں گی؟ جناب! میں نہ کوئی economist ہوں' نہ کبھی میرا banking سے کوئی تعلق رہا ہے' نہ میرا شعبہ ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: No interruption please.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی ، بجٹ کے یہ جو figures ہیں وہ ہمارے جیسے لوگوں کے سر کے اوپر سے گزر جاتے ہیں ۔لیکن جو دو چار باتیں میری سمجھ میں آئی ہیں میں ان پر ضرور بات کروں گا۔ جناب! اس بجٹ میں ہم نے دیکھا ہے لیکن یہ ذرا touchy معاملہ ہے ۔ کل یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ جناب بابر اعوان صاحب نے Last Session میں جب مہنگائی پر بات کی تھی تو اس کی بنیاد پر اس کے خلاف ایک FIR درج ہو گئی ہے ۔

جناب چیئرمین ، نہیں Session کی بات نہیں تھی ۔ Session میں کوئی FIR آپ کے خلاف نہیں ہو سکتی ۔ یہاں میں ہی آپ کو check کروں گا ۔ FIR نہیں ہو گی ۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی ، بالکل جناب ! وہ آپ کا prerogative ہے لیکن بہرحال ایسا ہو رہا ہے ۔میں یہ گزارش کروں کہ ابھی Defence Budget پر بات کرنا ہم سمجھتے ہیں As member of this august House ہمارا حق بنتا ہے لیکن کوئی FIR کٹتی ہے تو اللہ مالک ہے ۔ اس کو بھی دیکھ لیں گے ۔ جناب والا! جنرل مشرف As Chief of Army Staff اس نے بارہا یہ کہا ہے ۔ گزشتہ چندسالوں سے مختلف سیمیناروں میں ، مختلف speeches میں وہ یہ کہتے رہے ہیں کہ پاکستان کا دفاع اب اتنا مضبوط ہوچکا ہے کہ اب اسے کوئی external threats نہیں ہیں ۔ اور particularly جب سے پاکستان ایک nuclear power بنا ہے پاکستان کا دفاع اتنا مضبوط ہوچکا ہے کہ اسے کوئی بھی external threat نہیں ہے ۔ جناب ! Chief of Army Staff جو Defence کا most responsible person ہے جب وہ یہ statement دیتا ہے کہ کوئی external threat نہیں ہے بلکہ پاکستان کو internal threat زیادہ ہے fundamentalists سے ، terrorism سے ان چیزوں سے پاکستان کو زیادہ threat ہے ۔ Most responsible person he has admitted time and again تو جناب یہ ہماری سمجھ سے بالا تر ہے کہ Defence Budget میں اتنا heavy اضافہ کیوں کیا گیا ہے ۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ Defence کو ignore کیا جائے ۔ہم کسی بھی طریقے سے ملک کے Defence سے آنکھیں بند نہیں کرسکتے ہیں لیکن جو اضافہ کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں اس میں کوئی

justification نہیں ہے ۔ پھر اس میں ایک اور چیز بھی آ جاتی ہے ۔ اس میں ایسے hidden expenses بھی ہوتے ہیں جو ہمارے ، آپ کے ، قومی اسمبلی کے سامنے کبھی پیش نہیں کیے جاتے ہیں ۔ اگر کہیں سے کوئی معلوم ہو بھی جائے تو اس کو حذف کر دیا جاتا ہے ۔جیسے ابھی چند سالوں سے Army کے جو retired personnels ہیں ان کو defence budget سے pension نہیں دی جاتی ان کو ایک اور head of account سے pension دی جا رہی ہے ۔ اگر اس کو بھی اس میں incorporate کر دیا جائے تو پھر ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ 250 Billion نہیں ہے اس سے کہیں زیادہ اوپر چلا گیا ہے ۔

جناب والا! کل یہاں پر ایک معزز رکن نے quote کیا تھا انڈیا کا دفاعی بجٹ اور چین کا دفاعی بجٹ ۔ جناب! میں کہتا ہوں کہ China کی گزشتہ بیس سال سے آپ economy دیکھیں تو اس کا جو growth rate ہے وہ گزشتہ پندرہ ، بیس سال سے constantly double figure میں چلا آ رہا ہے ۔ اس نے دنیا میں rapidly جتنی ترقی کی ہے وہ تو ہمارے لیے ایک مثال ہونا چاہیے ۔ اگر ہم اس کا آدھا حصہ یعنی 50% بھی اس رفتار سے ترقی کرتے تو میں یہاں پر کھڑے ہو کر کہتا کہ پاکستان کے بجٹ کو 250 ارب نہیں بلکہ 250 ارب ڈالر ہونا چاہیے ۔ لیکن پہلے ہم وہ چیز تو develop کرلیں ۔ہم چین کی مثال تو دیتے ہیں ، دوسرے ترقی یافتہ ممالک کی مثال تو دیتے ہیں لیکن ہمیں comparison کرتے وقت ان تمام چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے ۔

جناب! ابھی حال ہی میں وزیراعلیٰ بلوچستان نے ایک statement جاری کی تھی اور اس کے بعد صوبائی وزیر داخلہ نے بھی ایک بیان جاری کیا تھا ۔ انہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ مرکزی حکومت بلوچستان میں جاری آپریشن کے حوالے سے 35 کروڑ روپے جو مرکزی حکومت کی Para- Military Forces ہیں یا Armed Forces ہیں جو بھی ہیں ان کے اخراجات تقریباً 35 کروڑ روپے ہیں وہ حکومت بلوچستان سے طلب کیے گئے ہیں ۔میں سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر اور کیا سنگین مذاق ہوگا کہ ہم سے ہمارا گلہ کاٹنے کا معاوضہ طلب کیا جا رہا ہے۔ Last session میں honourable Minister نے price hike پر جب وہ wind up کر رہے تھے price comparisons دی ہیں ، تو مجھے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمیشہ ہم انڈیا کے ساتھ price

compare کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے جی پڑوسی ملک ہے، لیکن پڑوسی تو ہمارا ایران بھی ہے۔ I
come to the point sir کہ منسٹر صاحب نے on the floor of the House یہ کہا تھا کہ انڈیا
میں آج بھی پٹرول پاکستان کی نسبت مہنگا ہے اور انہوں نے price جو quote کی تھی that
was some where above 60 rupees per litre جناب یہ ڈان اخبار ہے جون چھ کا اس میں
یہ لکھا ہے جناب کہ نو مہینے prices stagnant رہنے کے بعد انڈیا میں پٹرولیم کی قیمتوں میں
9.9% اضافہ ہوا ہے اور اس 9.9% اضافہ کے بعد انڈیا میں پٹرول 47.49 پیسے available ہے۔
جناب میں سمجھتا ہوں کہ یا ہمارے جو منسٹر صاحب ہیں مجھے نہیں پتا کہ ان کا by profession وہ
کیا کرتے ہیں لیکن جو price انہوں نے یہاں floor of the House پہ quote کی تھی جو
comparison دی تھی اور جو statement دی تھی وہ سراسر غلط دی تھی۔ جناب بجٹ تقریر
میں انہوں نے کہا تھا کہ fertilizer پہ subsidy دینے کے حوالے سے کہ گورنمنٹ جو fertilizer
import کر رہی ہے اس پہ cost Rs.1100 پڑتی ہے اس پہ subsidy دے کر growers یا
farmers کو پانچ سو روپے per bag ان کے لیے availability یقینی بنائے گی۔ جناب اس
کے ساتھ ان کی اپنی speech میں ہی میں ذکر کرونگا کہ وہ کہتے ہیں کہ at present the
canal system has irrigated 40 million acres of land جناب 40 million کا مطلب یہ
ہوا کہ چار کروڑ ایکڑ۔ اب جناب میں بھی grower ہوں اور آپ بھی ماشاء اللہ بہت بڑے
grower ہیں یہ چیزیں آپ بھی سمجھتے ہیں اور بحثیت banker آپ ان چیزوں کو زیادہ بہتر
سمجھتے ہیں کہ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ جب چار کروڑ ایکڑ cultivate ہو رہا ہے اور اگر ہم
DAP ڈایا نومیا فاسفیٹ فرٹیلائزر کی بات کرتے ہیں تو اگر ہم اس کی usage کا bear
minimum بھی لیں تو اس کا تقریباً ایک بوری سے ڈیڑھ بوری per acre bear minimum
جہاں زمینیں کمزور ہیں وہاں دو دو تین، تین بوریاں بھی استعمال کی جاتی ہیں لیکن اگر ہم اس کا
bear minimum بھی لیتے ہیں تو چھ سو روپے per bag subsidy کی جو بات ہو رہی ہے چار
کروڑ ایکڑ کے لیے یہ ایک بیگ کے حساب سے it comes to 24 billion rupees اور اگر ہم
ڈیڑھ بوری کا حساب لگائیں تو وہ بنتا ہے 36 billion rupees اور یہاں پر یہ کہتے ہیں کہ ہم 12.3
billion rupees کی subsidy دیں گے۔ جناب یہ jigsaw puzzle جو ہے یہ یہاں پر fit نہیں

بیٹھتا۔ اگر ہم یوریا کو لیں DAP sir جناب almost 70% import کرتے ہیں جو ہماری local requirement ہے۔ دو سال پہلے تک ہمارے ملک میں یوریا کی جو usage تھی وہ 100% local production سے اپنی requirement کو meet کر رہے تھے۔ لیکن جیسے دوسروں سیکٹروں میں ہو رہا ہے کہ جن چیزوں میں ہم خود کفیل تھے وہ بھی ہم گزشتہ چند سالوں سے تمام چیزیں import کرنے لگ گئے ہیں۔ گندم میں ہم خود کفیل ہوتے تھے گندم اب import ہو رہی ہے cotton میں ہم خود کفیل ہوتے تھے cotton import ہو رہی ہے۔ similarly fertilizers میں ہم خود کفیل ہوتے تھے fertilizer import ہونے لگ گیا ہے۔

جناب چیئرمین، جی وقت کا ذرا خیال رکھیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب ابھی تو میں warm up بھی نہیں ہوا ہوں۔

جناب چیئرمین، پندرہ منٹ ہو گئے ہیں - warm up ہو جائیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب میں جب بھی بات کرتا ہوں تو گھڑی تیز چلنا شروع کر دیتی ہے جناب۔ جناب گزارش یہ ہے کہ figure کے حساب سے تو I will skip it لیکن یہ جو یوریا جو امپورٹ ہو رہا ہے تو اس کو بھی اگر ہم calculate کریں۔ یوریا جو import ہو رہا ہے اگر اس کو بھی ہم calculate کریں تو وزیر صاحب نے جو figure quote کی ہے تو وہ کسی بھی حوالے سے درست نہیں ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سب سے بڑی زیادتی بلوچستان کے ساتھ ہے اور کسی حد تک گیس کے حوالے سے چونکہ fertilizer کی بات ہوئی' یوریا کا raw material گیس کی صورت میں ہوتا ہے ' fertilizer factories میں گیس fuel کے طور پر استعمال ہوتی ہے اور fertilizer بنانے کے لیے جو raw material ہے وہ بھی گیس ہی use ہوتی ہے۔ جناب والا! میرے پاس یہاں gas production کے حوالے سے figures ہیں کہ اس وقت سندھ پورے پاکستان کی 69 % gas requirement پوری کر رہا ہے اور بلوچستان almost 25 % یہ requirement meet کر رہا ہے۔ جناب والا! fertilizer factories کو حکومت کی طرف سے گیس کی قیمت پر بڑی heavy subsidy دی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی زیادتی کی

بات ہے کہ بلوچستان جو آج سے پندرہ سال پہلے پورے ملک کی ساٹھ فیصد gas requirement پوری کرتا تھا اور جو گیس fertilizer factories میں استعمال ہوتی ہے' fertilizer کی صورت میں ' میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں fertilizer کی کھپت پورے پاکستان کی production سے دو فیصد سے بھی کم ہے لیکن اس کو at source gas پر subsidy دے کر بلوچستان کا حق مارا جاتا ہے اور اس پر سونے پر سہاگہ یہ کہ بلوچستان کی gas wellhead prices جو ہیں وہ چاروں صوبوں میں سب سے کم ہیں - اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ چونکہ بلوچستان میں گیس کی production زیادہ ہے - جناب والا! ہمیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جس angle سے بھی ہوتا ہے ڈنڈا بلوچستان کے سر پر پڑتا ہے - آپ نے growers کو subsidy in the form of fertilizer دینی ہے ' آپ fertilizer companies کو after finished goods subsidy دیں۔ گیس کو دینے کی کیا تک بنتی ہے کہ ہر طریقے سے بلوچستان کے بجٹ میں آپ ڈنڈی مارنے کی کوشش کرتے ہیں -

جناب والا! یہاں پر چند دنوں سے بات ہو رہی ہے کہ begging bowl توڑ دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کشکول ہے وہ توڑا نہیں گیا' وہ کم بخت ٹوٹ گیا۔ اس میں اتنا پڑا' اتنا پڑا کہ وہ اپنے وزن سے وہ ٹوٹ گیا ہے۔ اب اس کشکول کے لیے ہمیں ایک بہت بڑی بالٹی یا ڈرم رکھنا ہوگا - ہم کہتے ہیں کہ ہم debt retire کر رہے ہیں' debt پہلے سے کم ہو گیا ہے۔ جناب والا! ہم نے پچھلے دنوں یہ سنا ہے کہ ساڑھے چھ ارب ڈالر لیا جا رہا ہے ' وہ چاہے آئی ایم ایف کا ہو یا عالمی بنک کا ہو' قرضہ ' قرضہ ہوتا ہے لیکن بات یہ ہے پچاس سال سے بھیک مانگ مانگ کر ہم گزارہ کرتے رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں جیسے کہ انگریزی میں کہتے ہیں old habits die hard یہ عادتیں جاتے جاتے جائیں گی لیکن اس کے لیے ہمیں بہت کچھ کرنا پڑے گا۔

جناب والا! اس کو آپ critical statement کہہ لیں یا جو بھی ' لیکن میں یہاں پر تجاویز اس لیے نہیں دوں گا کیونکہ مجھے بھی ممبر بنے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے لیکن میری معلومات کے مطابق قومی اسمبلی کا یہ prerogative ہے کہ وہ اس ایوان کی recommendations پر بحث کر کے ' انہیں reject کرے یا accept کرے ' partly accept کرے' partly reject کرے یہ قومی اسمبلی کا wholly, solely prerogative ہے

تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سفارشات نہیں ہیں۔ یہ جو ایوان بالا سے ایوان زیریں میں جائیں گی وہ سفارشات نہیں ہیں وہ ہماری طرف سے گزارشات ہوں گی کہ ہم ان سے ہاتھ جوڑ کرگزارش کر رہے ہیں کہ یہ ہماری گزارشات ہیں براہ مہربانی آپ ان پر غور فرمائیں۔

جناب والا! سینیٹ چاروں صوبوں کا نمائندہ فورم ہے ۔ ہم ہمیشہ مضبوط مرکز کے مخالف رہے ہیں ۔ ہم نے ہمیشہ مضبوط ملک کی بات کی ہے ، مضبوط ملک اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب اس کی وفاقی اکائیاں' federating units مضبوط ہوں گی اور ان کی representation مرکز میں ہوتی ہے۔ یہاں پر تمام صوبوں کی برابری کی بنیاد پر نمائندگی ہے گو کہ مرکز نے یہاں پر بھی دائیں بائیں سے کچھ ڈنڈی ماری ہے لیکن پھر بھی چاروں صوبوں کی برابری کی بنیاد پر یہاں نمائندگی ہے۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس ایوان کو ' اس کی پوزیشن کو بالکل ہی undermine کیا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے ملک کو ترقی دینی ہے تو ہمیں اس ایوان کو اختیارات دینے ہیں۔ ایک مضبوط مرکز ہونا چاہیے۔ سینیٹ کے پاس جو تھوڑے بہت اختیارات ہیں وہ بھی آپ واپس لے لیں' چیخنے چلانے سے کچھ نہیں ہوگا۔ نیشنل اسمبلی کے پاس اگر اختیارات ہیں تو وہ بھی آپ واپس لے لیں' کچھ نہیں ہوگا' چیختے چلاتے رہیں گے۔ پہلے بھی ہم چیختے چلاتے رہے ہیں کسی نے کچھ نہیں سنا' آئندہ بھی ہم روتے رہیں' گے۔ ہمارے آنسو پونچھنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ پورے ایوان کو میں کہتا ہوں کہ اگر ہم نے ملک کو مضبوط کرنا ہے تو اس ایوان کو اختیارات دینے ہوں گے کیونکہ اس ایوان میں چاروں صوبوں کی برابر کی نمائندگی ہے۔ مولانا صاحب نے وہاں سے فرمایا تھا کہ صوبوں کو اختیارات دیئے جائیں میں سب سے پہلے اس کی حمایت کرتا ہوں' میں کہتا ہوں کہ آپ تین subjects کے علاوہ تمام اختیارات صوبوں کو دے دیں۔ ہم تو تصور بھی نہیں کرسکتے کہ ان پر کوئی غور و خوض ہوگا لیکن اگر ہم نے ملک کو مضبوط کرنا ہے تو اس ایوان کو اختیارات دینے ہونگے۔ یہ نہیں کہ ہم اس کو ایک debating society بنائیں، نشستند ، گفتند ، برخاستند ' الاؤنس کا چیک جیب میں ڈال کر رفتند' یہ نہیں ہونا چاہیے۔ لوگ ہم پر انگلیاں اٹھا رہے ہیں کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ لاکھوں روپیہ ہم الاؤنسز کی مد میں لیتے ہیں' کیا ہماری input ہے؟ جناب! میں عرض کرتا ہوں کہ میں بغیر کسی divide کے ' چاہے اس طرف کے لوگ ہوں یا اس طرف کے لوگ ہوں' میری سب سے earnest request ہے

کہ اگر یہ in the form of motion ہوتا ہے، in the form of resolution ہو، in the form of constitutional amendment ہو، we have the brute majority in both the Houses, یہ amendment move کریں تاکہ اس ہاؤس میں تمام چیزیں discuss کی جائیں۔ باقی چیزیں بھی تو discuss ہوتی ہیں، سب سے بڑا مسئلہ پیسے کا ہی ہوتا ہے۔ زر، زن اور زمین، زمین کا یہاں پر کوئی جھگڑا نہیں ہے، زن کا یہاں پر کوئی مسئلہ نہیں ہے، جھگڑا ہوتا ہے تو صرف زر پر ہوتا ہے۔ زر پر تو سارے اختیارات ہم نے ایوان زیریں کو دے دیئے ہیں۔ ہم ایوان بالا میں بیٹھ کر صرف گزارشات کرتے رہیں۔ جناب! یہ کسی بھی طریقے سے ایوان کے وقار کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔ ہر حوالے سے ایوان کے وقار کے منافی ہے۔ میں ایک دفعہ پھر تمام دوستوں سے درخواست کروں گا کہ جو بھی requirement ہے، پارٹی affiliation سے بالا تر ہو کے ایک amendment move کریں، resolution move according to the need تاکہ آئندہ جب بجٹ بنے اور یہاں سے جو recommendations نیشنل اسمبلی جائیں ان پر نیشنل اسمبلی پوری طرح سے bound ہو، ان میں کوئی بھی زیر زبر کی وہ تبدیلی نہ لا سکیں۔ شکریہ جناب۔

Mr.Chairman: Thank you. S.M.Zafar Sahib.

Senator S . M . Zafar: Thank you Mr . Chairman! at the very outset , I shall agree with the suggestion of Mr . Ishaq Dar for the conversion of the Federal Bureau of Statistics into an autonomous body . That is a wise suggestion . We should accept it because that will then keep the figures clear of any counter dispute which would can then be avoided.

Sir , the study of the budget would indicate whether our future is going to be different from our past and if so, how much different? Or are we going to suffer *status quo*. Personally, sir, I am very uncomfortable with status quo as much as I am unhappy with indifference. The figures of 1315

billion in the budget and the figures of the development budget, they do indicate that there is going to be a change. We are not going to be stuck with *status quo*. It is going to be different a history, as and when this budget is implemented.

I will not go into the figures which have been, of course, mentioned from both sides of the House. I am not an expert either. But I shall certainly like to say that the centre of this budget and the most important and vital part of this budget is the 315 billion in the public sector development. If you go through items of this programme, they speak for themself. I shall touch upon a few of those items and then I will go on to other subjects.

Sir, I was happy to note that in this programme a balance has been maintained, a very clear balance has been maintained between the expenditure which is to be incurred for the infrastructure, physical infrastructure and for the social sector. As a matter of fact both are being equally divided. One knows, sir, that the development [illegible] two [illegible] process. It is a two dimentional concept. We need [illegible] and useful infrastructure which also requires that there should be educated and healthy people to use them

The PSDP programme does indicate that a proper balance has been achieved and I shall like to recommend it to the House as a very good balance which we must appreciate. It is a very fine balance. But I have to point out one thing which is from our past record, the past track record is bit dismal one. What we find is that whatever fund has been

allocated for any development, it remains idle for the major portion of the year and only at the later part and in the last quarter, it is hurried up to complete some projects which too is done many times inefficiently or dishonestly. I hope it does not happen this time. I have noted that Dr. Ishrat Hussain has been appointed and has been mandated to take up the task of seeing that the development projects are fully implemented. Knowing his track record and the way he has dealt with the State Bank of Pakistan, I am quite sure that he will be able to deliver. We expect him to deliver and I wish him good luck.

Sir, finally, it seems that agriculture too has received attention of our financial managers. Our *baboos* have been treating this sector as a step child but because of the low yield this time and its effect on the GDP, they have suddenly woken up. Thanks God that they have and they are in a way now returning to the land. I would say that not only one should return to the land, time has come to pamper our tillers and farmers who are the backbone of Pakistan.

Sir, I have a comment to make here that is that merely providing some tractors or having drip irrigation may not bring about the green revolution. We have got to take care of those who work on the ground. Who is there in the farm and who cultivates. I don't see anything specially being done for the farmers and the tillers in the budget with regard to is the seeds. I find that the countries which have progressed are the countries which provided quality seeds in the season and on time to the farmers before the sowing takes place. I hope that our Seed Corporation

and the Government is able to implement this part of the policy properly because without the quality seed, we cannot make any real progress.

Sir, I see something is being done for education also. I agree that the figures have been raised and this time it is stated to be 2.9 billion for to education. One is very happy that some extra money is being spent on education, but we have been left far behind. Whole world has progressed quite ahead. Sir, if I were to reallocate and redistribute the given budget and see that what can I do for the education, I would say that the budget for the education should be enhanced double and I would have certainly raised it from 22.9 billion to 50 billion by cutting down on the expenditure on civil adminsitration and even defence.

Sir, education is the best guarantee for good administration and for defence and we should pay more attention to education. In the matter of education I also find something lacking. The Government wants to spend and the Higher Education Commission wants to spend all this money in public sector. They are not paying attention to the private sector at all. I think the time has come that there should be a partnership between the government and the private sector i,e the private universities. We will not be able to progress and reach that level of excellence which is required in this century unless there is a partnership between the government and the private institutions. A university sir, you know is as good as its faculties are. There was a recommendation by the Education Committee of the Senate that in the case of faculties for the private institutions and universities, the Higher Education Commission should

share it 50:50 with them. That recommendation was forwarded to the Government but I don't find it reflected in the Finance Budget. I would recommend through this House that in the recommendations that the Senate would make this should be included. Thus in the case of private universities the expense for faculties should be shared between the government and the private universities half and half. This is the way we can develop our sciences, our knowledge in genetics, artificial intelligence and many other hard sciences.

Sir, I have noted the subsidies that have been given for pulses. It is a good thing that subsidies have been given and also that 15% relief in salary has also been given. But sir these are only temporary reliefs. These are like pain relievers. You relieve the pain by giving some pills. It would have been better management, if while giving subsidies for the purpose of buying the pulses, subsidy was also given to the farmers and to those who could cultivate and produce more pulses.

Sir, one is reminded of that wonderful example from the Chinese philosophy. That if you give a fish to somebody, it will probably provide him for one day's meal. But if you teach him how to catch the fish you will provide him for life. We are just trying to provide some pulses to our masses but that will be only for some time. It would have been much better if we enabled them to grow better and more pulses.

Sir, then I want to proceed on to the next item and more important one. Now I find that in this Budget Rs. 1.8 billion has been alloated to the Election Commission for its expenditure I suppose for the coming

elections. Sir, the next elections are going to be crucial and vital for Pakistan. We should all be concentrating and looking at that because that is going to be the turning point for us. As for the Chief Election Commissioner and the Election Commission their duty is well known and is defined in the Constitution. They are required to be independent. They have got all the powers. Once appointed their removal is not possible. They have been given, according to the Constitution, full authority over the Executive during the elections. The time has come that our Election Commission prepares itself both administratively and mentally for holding a fair, free and transparent election. Much depends upon it. Sir, I would like to use the words that there should not only be fair, free independent but fiercely independent. They, the Commission shall have to show that sort of attitude. I would recommend through you, sir, and this House that the Chief Election Commissioner should have parleys with all the parties and make out a model role of conduct. A role of conduct which should be applicable to the parties, which should be applicable to the Government, which should be applicable even to the Election Commission. It is the time that the Election Commission should spend this money in creating a vigilance group of its own. Whenever the elections are held immediately soon after the elections there are allegations. One who wins, he accepts the election results, the one who loses, he comes out with a complaint of rigging. It is time that the Election Commission an Indepdent Organ should have its own eyes and ears. CEC should be provided with officers from the government and from outside the Government during the

elections to go to various polling stations for the purpose of the vigilance. This is now their duty, this is being done all over the world and the money allocated to EC should be properly spent. I have seen that bill boards, chalking on the walls, are all stopped by the Election Commission in other countries but this is not being done in my country. It should be done. I again repeat, our Election Commission should be fiercely independent.

Sir, as a matter of fact, during the election period and close to the election, the real government is Election Commission. All other government organizations are under the Election Commission during that period. We have in our Constitution the interim government which probably was required on account of our special situation but if an Election Commission is independent, there is no need of an interim government. They can deliver the good and I would certainly, through you, sir, and through this House, remind them of this heavy historical burden. Remind those who are going to hold the election, i.e, the Chief Election Commissioner and his colleagues. They should see and ensure that the next elections that we are going to hold in this country are fair, free, respectable, accepted and transparent.

Sir, I proceed to the next item. Mr. Nisar Memon and his committee, the Defence Commitee has done a good job. They have set a good example, a good beginning. In that committee the defence budget was discussed. Whatever was the extent it was and I have seen some reports in the newspaper, there was positive response and

understanding. The Defence Forces came and explained the budget. Sir, I think the atmosphere and environment is changing. It is time to assert and hope that it will sooner than later become practically possible that the defence budget come before the Parliament for scrutiny.

Sir, every item of expenditure whether of the civil or of the defence when itcomes before the Parliament, it ensure the supremacy of the Parliament. Scrutinizing items of expenditure and receipt of every type is what the supremacy of the Parliament means. So, therefore, keeping the defence budget out, is keeping half of the supremacy of the Parliament out and I think now is the time that we should move in that direction.

But we can also move in this direction by doing something more. Going back over the past history of Pakistan and the views of the historians and the thinkers and Parliamentarians that sometimes it is the civilians who are responsible for calling the Army in and sometimes it is the Army who has taken to adventurism, or Bonapartism. Some call it the pretorian rule, some refer to the failure of the civilians. I think the time has come to end this type of charges and counter charges. It is time for a very serious dialogue. For a deliberate thinking sir, on the part of both the civil and the military leadership for establishing, for reconstructing new norms for civil and military. That I believe is the need of the time.

I am suggesting sir, a grand dialogue between the civil and the military leadership, that has happened all over the world, why can't we do it here? People are talking to each other who have been enemy in the past. So, let us free ourselves from our past history and move ahead in the right

direction now. The time has come for this sort of a dialogue and we should be able to sustain it. A beginning has been made. Let us proceed to the logical end.

I shall now like to mention another very serious matter that Sir, I am Chirman of the Human Rights Committee of the Senate, as well as the Chairman of the Human Rights Society, I have been receiving complaints from a number of people from all over the country, not one province but all the provinces, from all the four provinces and more that people are disappearing and allegations are or the charges are that they are picked up by certian law enforcing agencies. Whenever any efforts are made by the relatives of the person disappearing, the answer given by the law enforcing agencies or by the government is, even when the matter goes to the High Court through the *Habeas Corpus* petition, the response is "we do not know anything about it". Sir, if it has happened once, the answer may be acceptable, that we do not know anything about it. If it happens twice, the answer may still be acceptable. But if it keeps on happening and there are number of people disappearing and even then the answer is we do not know, then I think, something is wrong with the State of Denmark, then we shall have to do something about it. I, through you, would like to convey to the government that the disappearance of people without their relatives knowledge as to where they are? Who have picked them up etc is considered to be gross violation of human rights. We must bring that to an end.

[Applause]

Shahid Bugti very rightly mentioned that provinces must get more autonomy. There is a similar and positive thinking in the government also. This is the policy of this government as much that a federation is as strong as the provinces are and a committee has already been constituted for this purpose. So let us all get together there and it hurts me when I find that there is a committee to discuss issues but there is boycott of the committee. Let us now shun the policy of boycotting the committees. We can sit down together and be above partisan and discuss like two respectable groups.

In a democracy, there is one truth i.e. that the government of today can be the opposition of tomorrow and opposition of today may be the government of tomorrow. This is the ultimate truth of democracy. On that basis we have to work. So, why not work together? Boycott from the committee should be avoided. Let us get into that particular matter of autonomy. Sir, we have a committee functioning. Why should not we therefore, bring that committee into operation.

With these words sir, I shall like to complete my suggestions and say that when I look at the figures, when I look at the words of budget speech, I find that there is work which has been left and which can be done and which may be done in future including for example that dams which are to be built, including for example the infrastructure that is being built. The roads are being built. Sir, the debate on whether the glass is half full or is half empty will continue but I find there is more water in the jar and I am sure there will be more water in the glass is also. Thank you

very much.

Mr. Chairman: Maulana Gul Naseeb Sahib.

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اعدلوا ھوا اقرب لتقوی۔ صدق اللہ مولانا العظیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! اس وقت ہاؤس میں 2006ء کا بجٹ زیر بحث ہے اور بجٹ ملک کا وہ میزانیہ ہے جو آئندہ پورا سال ترقی، تعمیر اورنظم و ضبط اور ملک کے چلانے میں ایک بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ بجٹ میں اس وقت حزب اقتدار کی طرف سے جو remarks دیے جا رہے ہیں وہ اس کو ایک متوازن،غریب پرور اور ملک کی ترقی کے بجٹ کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے ان تمام کمزوریوں اور کوتاہیوں کے نشاندہی کی جا رہی ہے ۔جس سے ملک آئندہ انہی مشکلات سے دوچار ہو سکتا ہے لیکن میرے خیال میں اس وقت سینیٹ کی حاضری سے یہ لگ رہا ہے کہ سینیٹ کے اراکین کی دلچسپی کم ہوتی جا رہی ہے اور اس نکتے کی طرف ہمارے کئی سارے ممبران نے نشاندہی کی ہے کہ سینیٹ کو وہ role اور وہ اختیار دینا چاہیے جو آئینی طور پر اس کا حقیقی حق ہے۔

جناب چیئرمین! آج سے تقریباً 47/48 سال پہلے اس ملک اور اس قوم کو آزادی نصیب ہوئی اور اس ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا ۔ اس نام سے یہ بات واضح ہے کہ اس ملک کے نظام اور نظام معیشت اور اقتصادیات ، اسلام کے بتائے ہوئے ضابطے کے مطابق ہوں گے لیکن اس وقت 47/48 سال گزرنے کے بعد اس ملک کا باشندہ ہونے کی وجہ سے اور پارلیمنٹ کے ممبر کی حیثیت سے جب ہم تجزیہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو ملک کی economy ، معیشت اور اقتصادیات اسلامی ڈھانچے کے مطابق نہیں ہیں ۔ اس وقت ملک پر اور پوری دنیا پر سرمایہ دارانہ نظام مسلط ہے اور پوری دنیا کا بجٹ اورمعیشت اور اقتصادیات اسی سرمایہ دارانہ نظام کے تحت کردہ اورمتعین کردہ ضابطوں کے مطابق بنتے جا رہے ہیں اس وقت IMF, World Bank, اور ایشین بنک کےمتعین کردہ قوانین، سرمایہ داریت اور سرمایہ داروں کو ترقی دینے کے لیے میرے خیال میں اور میرے فکر میں بنائے گئے ہیں۔پوری دنیا کے اندر وہ ملک جو سرمایہ دار ملک ہیں وہ سرمایہ دار سے سرمایہ دار تر ہوتے جا رہے ہیں اور جو غریب ملک ہیں وہ غریب سے

غریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ایک زمانہ دنیا میں ایسا بھی آیا تھا کہ جس وقت دنیا میں ایک دوسرا معاشی نظام اور اقتصادی نظام `Russian Federation` میں متعارف ہوا انہوں نے ایک دوسرے طرز پر دنیا کو معاشی راستے پر ڈالا لیکن جب وہ فطری نظام سے موافق نہیں تھے تو جا کر راستے میں شکست ہوئی تو پوری دنیا میں وہ سرمایہ دارانہ نظام دوبارہ قابض ہو گیا اور وہ پوری دنیا کے غریب ملکوں کے اور غریب انسانوں کے خون چوسنے پر بجٹ بناتے ہیں - جناب چیئرمین! اسلامی معیشت کا بنیادی نکتہ جو ہے وہ اعتدال ہے - قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے - (عربی) آپ زندگی کے نظام میں اعتدال لائیے - عدل لائیے ' میانہ روی لائیے ' اور فطرت بھی یہی ہے - چینی میٹھی ہوتی ہے لیکن چائے میں زیادہ ہونے سے چائے بنتی نہیں ہے۔ خراب ہو جاتی ہے۔ نمک انسان کی ضرورت ہے لیکن کھانے میں ڈالنے کے بعد زیادہ ہونے سے وہ کھانا ذائقہ دار نہیں بنتا ہے بلکہ تلخ بنتا ہے ۔اسی وجہ سے کہ وہ اعتدال سے ہٹ جاتے ہیں۔تو سب سے پہلے اگر ہم دنیا کے ساتھ جانا چاہتے ہیں اور ملک کے اندر ایک ایسا نظام چاہتے ہیں جو ملک اور قوم کی ترقی کا سبب بنتا ہے تو اس کا پہلا نکتہ اعتدال ہو۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ (عربی) آپ دولت کا نظام، معیشت اور اقتصادیات کا نظام اس انداز سے ترتیب دیں تاکہ دولت سرمایہ داروں کے ہاتھ میں جمع نہ ہو۔ دوسری مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ سرمایہ داروں سے لینے کا اسلام نے ایک طریقہ ترتیب دیا ہے اور اس کو عبادت قرار دیا ہے۔ (عربی) آپ سرمایہ داروں سے دولت لے لیں اور غربا میں تقسیم کر دیں۔ پوری انسانیت کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اہل و عیال سے تعبیر فرمایا ہے۔ (عربی) پوری انسانیت، جس کی تخلیق ہوئی ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اہل عیال ہیں۔ وہی اللہ کو زیادہ پسند ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس عیال سے اچھائی کریں۔

جناب چیئرمین! اس وقت جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، میرے خیال میں اپنے اصل موضوع پر آنے سے پہلے ایک مستحکم اور منظم بجٹ پیش کرنے کے لیے ایک منظم اور مستحکم حکومت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے آئین میں طے کیا گیا ہے کہ ایک منظم اور مستحکم حکومت کے لیے یہاں پرجمہوری اور پارلیمانی نظام ہوگا۔ اس کے لیے شروعات اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گی لیکن جناب چیئرمین! اس وقت اگر آپ سوچیں تو ہماری حکومت مارشل لاء سے شروع ہو کر

جمہوریت کی طرف سفر کرتی ہے اور جمہوریت سے ہو کر مارشل لاء کی طرف سفر کرتی ہے۔ ۵۸ سال میں ہم قوم اور ملک کو ایک مستحکم اور مضبوط، جمہوری، پارلیمانی اور اسلامی نظام نہ دے سکے۔ جب ہم نے ایک مستحکم نظام نہیں دیا تو نتیجہ کے طور پر تمام ادارے اس وقت روبہ زوال ہیں۔

جناب چیئرمین! کسی ریاست کے بنیادی فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہاں پر بسنے والے انسانوں کو امن دے۔ کسی ریاست کے بنیادی فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہاں کے بسنے والوں کو انصاف مہیا کرے۔ کسی ریاست میں بسنے والوں کا یہ بھی بنیادی حق ہے کہ ان کو معاشی انصاف دیا جائے لیکن جناب چیئرمین! اس وقت آپ دیکھ رہے ہیں کہ عدالتوں سے لوگوں کا اعتماد اٹھتا جا رہا ہے۔ جب عدالتیں انصاف نہیں دے سکتیں تو لوگ عدالتوں میں جانے کی بجائے پنچایت اور جرگہ سے اپنے مسائل حل کرنے کے درپے ہوتے ہیں تاکہ بھاری بھرکم بوجھ اور وکلاء کی فیسوں سے اور بہت طویل مقدمات سے ہمیں نجات مل سکے۔ عدالت میں جانے کے لیے لوگ اس لیے جاتے ہیں کہ وہ عدالت کا تجربہ رکھتے ہیں اور لوگوں کو تنگ کرتے ہیں اور باقی انصاف کے لیے لوگ عدالتوں کا رخ نہیں کرتے۔ عدلیہ سب سے بڑا ادارہ ہوتا ہے جو ملک کو چلانے، سسٹم کو منظم کرنے اور قوم کو انصاف دلانے میں سب سے بڑا کردار ادا کرتا ہے لیکن جناب چیئرمین! ہماری عدلیہ سے قوم کا اعتماد اٹھتا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ ہمارے ملک کی انتظامیہ پر بھی قوم کا اعتماد نہیں رہا۔ جناب چیئرمین! اب میں بصد احترام یہ عرض کروں گا کہ انتظامیہ کے لوگوں کو دیکھ کر عام public ڈرتی ہے کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک ہو گا

جناب چیئرمین، مولانا گل نصیب صاحب! ایک منٹ کے لیے معذرت آپ سے، میں مداخلت کروں گا۔

I am grateful to our colleague Mr. Gul Naseeb Khan for allowing me to interrupt his speech because I would like to inform the House of such privilege presence here, we welcome our dear brother His Excellency Dr. Mehmood Al-Zahid, Minister for Foreign Affairs of the State of Palestine.

(Desks thumping)

We are honoured by your presence here sir. Please, continue.

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، جناب چیئرمین---

(مداخلت)

سینیٹر مشاہد حسین سید، جناب! پورے پاکستان کے عوام کا sentiment ہے۔

The people of Pakistan are very happy over the victory of Hamas, a victory of democracy in Palestine and the visit of the delegation of Palestine. Thank you.

(Desks thumping)

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، جناب چیئرمین! عدلیہ سے نیچے آ کر، کسی قوم کی تعمیر اور ترقی میں بنیادی کردار نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کا ہوتا ہے۔ ہمارا محکمہ تعلیم، نظام تعلیم اور نصاب تعلیم پورے ستاون، اٹھاون سال میں ہمیں اس قابل نہ بنا سکے کہ ہم دنیا سے science اور technology میں مقابلہ کر سکیں، ہمیں اس قابل نہ بنا سکے کہ ملک جس نظریے پر بنا ہے، ہم اس نظریے کا تحفظ کر سکیں۔ اس نظریے کو قوم کو سکھا سکیں، اس کی بنیاد سے قوم کو آگاہ کر سکیں۔ جناب چیئرمین! اس وقت نظام تعلیم کی یہ صورت حال ہے کہ سینکڑوں سکول ایسے ہیں کہ جہاں پر اساتذہ کرام duty نہیں کر رہے، سینکڑوں سکول ایسے ہیں جہاں پر science master نہیں ہے، سینکڑوں سکول ایسے ہیں، جہاں پر متعلقہ مضمون کے لیے استاد نہیں ہیں۔ جناب چیئرمین! نظام تعلیم کی یہ صورت حال ہے اور ہم ہر آنے والے budget میں تعلیم کے لیے budget کو علیحدہ کرتے ہیں لیکن نظام تعلیم اور نصاب تعلیم اس position پر نہ لا سکے جس کے ذریعے قوم ایک ترقی یافتہ، تعلیم یافتہ اور ایک علمی قوم بن جائے۔

جناب چیئرمین! محکمہ صحت کا بھی یہی حال ہے، محکمہ WAPDA تو اس حد تک اس قوم کو تنگ کر چکا ہے اور کھا چکا ہے کہ اس وقت پوری قوم کی چیخیں نکل رہی ہیں۔ ایسے

bills, گھر میں ایک bulb, ایک پنکھا اور بیوہ کا گھر' جب اس کا ماہانہ bill آتا ہے تو 10000 روپے کا ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین! پھر اس bill کو ہم ایک دفتر میں لے جاتے ہیں' دوسرے دفتر میں لے جاتے ہیں' تیسرے دفتر میں لے جاتے ہیں' اسی bill کو 500 روپے اور 100 روپے پر لاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! پھر دوسرے مہینے وہی bill آتا ہے تو پھر 12000 روپے کا ہوتا ہے' کس دفتر میں جا کر اور کس عدالت میں جا کر' کس کے سامنے روئیں اور فریاد کریں۔ جناب چیئرمین! آپ WAPDA کی پوری صورت حال دیکھیں تو یہ اس قوم کے لیے ایک عذاب بنی ہوئی ہے اور ہم اس کی اصلاح نہ کر سکے۔ Education کی اصلاح نہ کر سکے' صحت کی اصلاح نہ کر سکے۔ ان تمام محکموں میں ان لوگوں کو مراعات' ان لوگوں کو احترام' ان لوگوں کو protocol ملتے ہیں جو حیثیت کے مالک ہیں' جو دولت رکھتے ہوں' جو منصب کے مالک ہوں' غریب' مجبور اور بے کس لوگوں کے لیے ان محکموں میں کوئی سہارا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! یہ ملک زرعی ملک ہے' agricultural ملک ہے اور یہاں پر زرخیز زمینیں ہیں اور یہاں پر پانی کی فراوانی ہے۔ لیکن جناب چیئرمین! وہ مزدور' کسان جو دن بھر اس ملک کے لیے محنت کر کے اس کی پیداوار بڑھاتے ہیں' جو دن بھر اپنی پوری قوت لگا کر اس ملک کے لیے گندم پیدا کرتے ہیں' اس ملک کی پیداوار بڑھاتے ہیں' اس پورے بجٹ میں آپ دیکھیں اس زمیندار' کسان اور مزدور کے لیے کوئی relief نہیں ہے۔ وہ کل بھی مزدور تھا' آج بھی مزدور ہے' صبح سے شام تک محنت کر کے بھی وہ بچوں کو پیٹ نہیں پال سکتا۔ جناب چیئرمین! اسی طرح سے آپ پولیس کا محکمہ دیکھیں کہ وہاں سے کتنا انصاف ملتا ہے۔ طاقتور اور مضبوط لوگ دوسرے لوگوں کے خلاف کس طرح FIR درج کراتے ہیں اور پھر ان کو تھانوں میں بند کر کے اپنے سیاسی مقاصد کے لیے کیسے استعمال کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ علمی آدمی ہیں' منجھے ہوئے سیاستدان بھی ہیں اور پورے ملک کے حالات سے واقف بھی ہیں۔ اس سینیٹ میں بار بار پولیس کی زیادتیاں آپ لوگوں کے سامنے آئی ہیں تو پولیس کا محکمہ بھی لوگوں کو پوری امداد دینے کی بجائے پورے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

جناب چیئرمین! جس علاقے سے میرا تعلق ہے اس کا نام مالاکنڈ ڈویژن ہے۔ مالا کنڈ میں دو صاف اور شفاف دریا بہتے ہیں' ایک کا نام دریائے سوات اور دوسرے کا نام دریائے پنجکوڑہ

ہے۔ 57 سال گزرنے کے باوجود وہ صاف اور شفاف پانی سونے کی طرح بہہ رہا ہے لیکن اب تک ملک کی ترقی اور تعمیر کے لیے ہم نے اس سے کوئی کام نہیں لیا۔ اس وقت اگر ان پر ڈیم بنایا جائے اور اس کو بجلی بنانے کے لیے استعمال کیا جائے تو پورے ملک کو بجلی فراہم کی جا سکتی ہے۔ جناب چیئرمین! اگر دریائے سوات پر طوطا کان۔بٹ خیلہ سے لے کر کالام تک دونوں طرف پشتے بنائے جائیں اور اس کو control کیا جائے اور اس پر پل، دونوں طرف ہوٹل، سیرگاہیں اور پارک بنائے جائیں تو پورے صوبے اور ملکی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا کام دے سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! مالا کنڈ ڈویژن میں صاف و شفاف جو دو دریا بہتے ہیں، ہم اس سے صرف پینے کے پانی کے علاوہ اور کوئی کام نہیں لے سکتے اور وہ ہماری زمینوں کو ہر سال تو بہا لے جاتے ہیں، یہ نقصان تو ہمیں پہنچاتے ہیں لیکن ہم نے اب تک ان سے کوئی فائدہ نہیں لیا۔ جناب چیئرمین! پورا مالا کنڈ ڈویژن جنگلات سے بھرا ہوا علاقہ ہے اور روزانہ تقریباً گیارہ کروڑ روپے کی اچھی اور کارآمد لکڑی برباد ہو رہی ہے۔ اگر ہم وہاں پر گیس پہنچا سکیں اور جنگلات کا تحفظ کریں تو وہاں باشندوں کو پھر رزق کی تلاش میں بیرون ملک جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی لیکن جناب چیئرمین! فاریسٹ کا محکمہ روبہ زوال سے بھی نیچے چلا گیا ہے اور جنگلات کو تحفظ دینے کی بجائے وہ اپنے آپ کو تحفظ دے رہے ہیں اور اپنے سرمائے میں اضافہ کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! اسی طریقے سے صوبہ سرحد میں گیس اور تیل کے ذخائر نکل آئے ہیں لیکن آج بھی وہاں کی سڑکوں کا حال دیکھیں، وہاں پر مشکلات دیکھیں، صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت سے درخواست کی تھی کہ ہمیں چالیس ارب روپے قرض دیں اور دو سال کے بعد صوبہ زرعی خود کفالت حاصل کرے گا لیکن جناب چیئرمین! نہ تو ہمیں باہر کی دنیا سے قرض لینے کی اجازت دی جاتی ہے اور نہ اپنا ملک قرض دیتا ہے اور قرض کے معنی یہ ہیں کہ ہم واپس کریں گے لیکن ملک کی تعمیر و ترقی کے سلسلے میں یہ صورتحال ہے۔ جب وہاں کے باشندے یہ سوچیں گے کہ ہم ایک ملک میں رہ رہے ہیں ہمیں قرض بھی نہیں دیا جا رہا۔ قرضہ کے معنی یہ ہیں کہ ہم واپس کریں گے ۔ لیکن ملک کی تعمیر و ترقی کی یہ صورتحال ہے ۔جب وہاں کے باشندگان یہ سوچیں گے کہ ہم ایک ملک میں رہ رہے ہیں ، ہمیں تعمیر و ترقی کے لیے قرضہ بھی نہیں دیا جا رہا ہے ، ایک بنیادی Unit کے ہوتے ہوئے ہمیں وہ مراعات نہیں دی جا رہی ہیں ،جناب چیئرمین!

پھر واضح بات ہے کہ وہی سوچیں پیدا ہوں گی، وہی نفرتیں پیدا ہوں گی جو ملک اور قوم کے لیے کسی بھی طور سے فائدہ مند نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، جناب چیئرمین! جنرل پرویز مشرف صاحب نے 1999 کی پہلی نشری تقریر میں سات نکات جو بیان کیے تھے اور اس دن سے لے کر آج تک جو بجٹ پیش کیے جا رہے ہیں، یہ بجٹ اور وہ تقریر دونوں متصادم ہیں۔ جناب چیئرمین! افراط زر 1999 میں 5.7 % تھا جبکہ 07-2006 میں یہ 8% ہو گیا ہے۔ بیروزگاری کی شرح 5.89% تھی اب یہ 6.65% ہے۔ جناب چیئرمین! تجارتی خسارہ اس وقت 1.5 ارب ڈالر تھا اب یہ 10 ارب ڈالر ہے۔ ٹیکسوں میں وصولی اس وقت 13.4% جبکہ اس وقت 10.1% ہے۔ زرعی شعبے میں ترقی اس وقت 4.4% تھی جبکہ اس وقت 2.5% ہے۔ بنکوں میں deposit اس وقت 7% تھے جبکہ اس وقت 2.5% ہیں۔ قومی بچت کی سکیمیں 18% تھیں جبکہ اس وقت 9% ہیں۔ بجٹ خسارہ اس وقت 3% تھا اس وقت 4.2% ہے۔ جاری حسابات کا balance 1.8% جبکہ اس وقت 5% سے زیادہ رکھا گیا ہے۔ نئے ٹیکس اس وقت 25 ارب روپے ہیں۔ اندرونی قرضے اس وقت 850 ارب روپے ہیں۔ بیرونی قرضے اس وقت 31 billion dollar تھے جبکہ اس وقت 33 billion dollar ہیں۔ پٹرول فی لیٹر حکومتی ٹیکس کے ساتھ اصل قیمت تو 33 روپے ہے لیکن اس وقت 24 روپے بڑھایا گیا ہے اور 57 روپے فی لیٹر ہے۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! وقت کا خیال رکھیے۔ آپ کا وقت کافی ہو گیا ہے۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، جناب چیئرمین! میں آخری گزارش یہ کروں گا کہ سینیٹ جو سفارشات مرتب کرتا ہے ان کو اہمیت دی جائے۔ سینیٹ کو اپنا کردار ادا کرنے میں اہمیت دی جائے۔ جناب چیئرمین! میں ایک منٹ میں اپنی ساری بات ختم کرنے والا ہوں لیکن اس وقت یہ بجٹ ایسے حالات میں پیش ہو رہا ہے جب کہ ملکی حالات خانہ جنگی کی طرف جا رہے ہیں۔ وزیرستان میں اپنی Army اور اپنی FC اپنی ہی قوم سے لڑ رہی ہے۔ ایسی ہی صورتحال بلوچستان میں بھی ہے۔ اگر قومی اسمبلی اور سینیٹ کو وہ اختیار نہیں دیئے گئے جو ان کا پارلیمانی

اور آئینی حق ہے تو جناب! انارکی بڑھے گی ۔ حکومتیں ایک دوسرے کو گرائیں گی اور جب مستحکم حکومت نہیں ہوگی تو ہم برملا یہ کہتے چلے آ رہے ہیں کہ پھر ملک، قوم اور بجٹ میں استحکام نہیں ہوگا اور جب تک اسلامی اصولوں کے مطابق ہم بجٹ نہیں بنائیں گے، جب تک ہم قرآن و سنت کو اہمیت نہیں دیں گے اس وقت تک حقیقی ترقی ممکن نہیں ہے ۔ میں ان ہی الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے آپ کا پھر شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین، شکریہ ۔ ساجد میر صاحب ۔ جی رضا صاحب ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائدحزب اختلاف)، جناب چیئرمین! ساجد میر صاحب سے ایک منٹ پہلے میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ پچھلے بیس یا پچیس منٹ سے ایک بھی وزیر یہاں ایوان میں موجود نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین، باہر لابی میں ہوں گے ۔ کیوں آغا صاحب؟

سینیٹر میاں رضا ربانی ، جناب! آغا صاحب ابھی آئے ہیں ۔ Agha Sahib is not taking notes? کوئی اور متعلقہ وزیر جس نے notes لینے ہیں وہ کوئی نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین، نہیں، انیسہ بی بی بیٹھی ہیں ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی ، جناب! ابھی آئی ہیں ۔ میرا مطلب ہے یہ خانہ پری تو نہ کریں ۔ یہ پیچھے بیٹھی ہوئی گپ شپ لگا رہی تھیں۔ یہ مجھے ایک note دکھا دیں، I don't want to say لیکن اگر خانہ پری کرنے پر آئیں گے تو پھر اس طرح بات نہیں بنے گی ۔ There is not a single Minister in the House who is taking notes.

جناب چیئرمین، آپ کی بات بڑی معقول ہے، اس پر پوری توجہ ہونی چاہیے ۔ وزیر مملکت برائے خزانہ نے شروع میں کہا تھا کہ ان کا staff بھی یہاں notes لیتا رہے گا اور نہیں چاہیے کہ وہ یہاں موجود ہوں

سینیٹر میاں رضا ربانی، یہاں پر گیلریز ہیں آپ کے سامنے کون بیٹھا there is not even a Deputy Secretary sitting over here from the Finance Ministry

میرا مطلب ہے کہ اگر یہ حالت ہے سینیٹ کی۔

جناب چیئرمین، سامنے بیٹھے ہیں وہ ہاتھ اٹھا رہے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب سامنے اگر بیٹھے ہوئے ہیں تو ایک وہاں پر بیٹھا ہے تو you think that is enough for the Senate.

Mr. Chairman: No, I am just telling, I think the Ministers should be here. One person is enough to make the point but the Minister should be writing, Minister is in the Committee meeting right here.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب مسئلہ یہ ہے کہ چلیں عمر is not here, it is alright but یہاں پر تو منسٹروں کی پوری فوج ہے why isn't a responsible minister sitting over here, taking notes. Why is not here a Joint Secretary from the Ministry میرا مطلب یہ ہے،

is this the status of the Senate, our recommendations go to the Senate and they are dismissed by the National Assembly in one minute and here honourable Senators are making speeches, which are being prepared for them and you look at the recommendations, they are much better than the budget itself or anything that the National Assembly will churn out. This is the respect they are showing for the Senate that for the last 20 minutes, the Parliamentary Leader of the MMA was speaking and this whole bench was empty.

Mr. Chairman: I think your points are very valid. Agha sahib, you must ensure the presence of the ministers and colleagues.

سینیٹر کامل علی آغا (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور): جناب میں request کر کے گیا تھا تھوڑا سا مجھے کام تھا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: نہیں نہیں جی آغا صاحب کا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں یہ کہہ رہے ہیں کہ دوسروں کو بھی کہیں وہ۔

سینیٹر کامل علی آغا، نہیں جی یہ نہیں ہے کہ سنجیدگی نہیں ہے۔ notes لے جا رہے ہیں میں نے عرض کیا ہے اور میں پھر دوبارہ check کر لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، نہیں نہیں یہ تعداد کی یہ بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، یہ ڈپٹی سیکریٹری صاحب notes لے رہے ہیں تو سینیٹ کا یہ تو وقار نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، منسٹر صاحب تو Finance Standing Committee میں ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب میں جس وقت گیا تھا اس وقت چار منسٹرز موجود تھے اور میں request کر کے گیا تھا میں عرض کرتا ہوں کہ منسٹر صاحبان lobby میں بیٹھے تھے اور وہ تشریف لے آئے ہیں آئندہ ایسا انشاء اللہ نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین، آغا صاحب میرا خیال ہے کہ آپ نہ جایا کریں کیونکہ آپ جاتے ہیں تو اور بھی بہت سے چلے جاتے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، نہیں جناب مجھے ایک ضروری کام تھا میں پارلیمنٹ ہاؤس میں تھا۔

Mr. Chairman: But Raza Sahib your points are very valid, we are taking it up and I will also get conveyed,

پہلے بھی جو آپ نے points دیئے تھے

we were referring to Prime Minister, there will be, there should be due reverent displayed for the Senate, there is no two thoughts about it. Sajid Mir Sahib.

سینیٹر ساجد میر، شکریہ جناب چیئرمین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب 2006-7 کا بجٹ اس مفروضے کی بنیاد پر پیش کیا گیا ہے کہ ملک کی economy take off کر چکی ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ کم از کم 35% اس ملک کے عوام خط غربت سے نیچے زندگی

چکی ہے افراط زر بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ current account کا خسارہ گزشتہ سال کے 6.6 billion سے بڑھ کر آئندہ سات بلین ہونے کا خدشہ منہ کھولے سامنے کھڑا ہے۔ امپورٹ ایکسپورٹ کا فرق اور تجارتی خسارہ دس بلین تک پہنچ گیا ہے۔ ان تمام حقائق سے آنکھیں بند کر کے جب بجٹ بنایا جائے گا، غریبوں اور غربت کی بھرمار سے انکار کر کے جب بجٹ بنایا جائے گا تو ظاہر ہے کہ وہ زمینی حقائق سے بہت دور ہو گا۔ اور ملک کو اور ملک کی معیشت کو کوئی بھی فائدہ پہنچانے سے قاصر ہوگا۔ economy نے take off کیا ہے لیکن کس کی economy نے۔ سیمنٹ مافیا کی economy نے۔ شوگر مافیا کی economy نے۔ builders مافیا کی economy نے ضرور take off کیا ہے لیکن ملک کی economy نے take off نہیں کیا ہے۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ۔ جو کچھ کہنا ہے مزے سے کہیں کھل بات کریں۔ ہم سینیٹرز نے اپنی عزت خود بنائی ہے۔

سینیٹر ساجد میر، جناب چیئرمین! نئے وزیر اطلاعات نے فرمایا ہے کہ ماضی کے حکمران اپنے بزنس پارٹنرز کے ساتھ مل کر بجٹ بنایا کرتے تھے۔ موجودہ حکمران کیا کر رہے ہیں؟ وہ اپنے business partners کے ساتھ مل کر بجٹ نہیں بنا رہے' وہ اپنے business کے لیے بجٹ بنا رہے ہیں۔ اس لیے چینی اور دالوں پہ تھوڑی سی سبسڈی تو عوام تک پہنچتے پہنچتے پہنچے گی' ایک محدود طبقے کو یوٹیلٹی سٹورز کے ذریعے مشکل سے ملے گی لیکن ان حکمرانوں کے بس میں یہ نہیں ہے کہ منہ زور مافیے' چینی کے' شوگر کے' سیمنٹ کے' بلڈرز کے' ان کو لگام دے سکیں جس سے کہ عوام کو کوئی حقیقی relief مل سکتی ہے۔ ان کا نقطہ نظر اس سے پہلے بھی یہی تھا اور اب بھی یہی ہے جناب چیئرمین! کہ عوام کے منہ سے نوالہ چھینو' ان کے منہ سے نوالہ چھین کر امیروں کو امیر تر بناؤ۔ آپ دیکھ لیں کہ property tax جو متوسط طبقے کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے' Property کا کرایہ متوسط طبقے کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کرائے پہ پانچ فیصدی ٹیکس کا اضافہ کیا گیا' مزید پانچ فیصدی لگایا property tax جو original تھا' اس کے علاوہ۔ لیکن پراپرٹی کی خرید و فروخت' پراپرٹی مافیا جس سے آمدنی حاصل کرتا ہے' اس پہ

صرف دو فیصد ٹیکس لگایا ہے اور جناب چیئرمین! Stock Exchange.005 سے بڑھا کر تیر مارا ہے سٹاک ایکسچینج پر ٹیکس کو .01 کیا گیا ہے۔ آخر کیوں؟ اتنی بڑی کمائی وہاں سے لوگ حاصل کر رہے ہیں، وہ تو دیں ٹیکس .01 اور غریب طبقے indirect taxation کے ذریعے حکومت کا خزانہ بھرتے چلے جائیں۔ Tax base اگر بڑھانی ہے تو indirect طریقے سے عوام کی جیب پر ڈاکہ نہ ڈالیں، پٹرول، گیس ان چیزوں کی قیمت بڑھنے سے براہ راست عوام پر اثر پڑتا ہے لیکن اس کا فائدہ حکومت سے بھی زیادہ یہ کمپنیاں حاصل کرتی ہیں، multi national کمپنیاں جو گیس، تیل اور تیل کی مصنوعات فروخت کرتی ہیں۔ ان پر ٹیکس بڑھائیں، ان کی جیبوں سے مال نکالیں مگر وہ تو آپ کے business partner ہیں۔ یہ شوگر مافیا والے، یہ تیل مافیا والے، وہ تو آپ کے business partner ہیں۔ آپ کے اپنے business ہیں اس لیے ان سے آپ کیسے ٹیکس لے سکتے ہیں۔ یا پھر جناب چیئرمین! services sector ہے، property dealers اور میں اپنے بعض colleagues سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ بڑے بڑے وکلاء، ڈاکٹرز، advertisers, beauty parlours, departmental stores, restaurants, یہ services sector ہے۔ جی ڈی پی میں اس کا حصہ 52% ہے لیکن ٹیکس میں اس کا حصہ صرف 20% ہے۔ اسی طرح جناب چیئرمین! agriculture sector ہے اس کا جی ڈی پی میں 23 % حصہ ہے لیکن یہ بڑے بڑے زمیندار 2% دیتے ہیں۔ زرعی سیکٹر ہمارا بنیادی سیکٹر ہے اس کو آپ سہولتیں دیں۔ ان کے لیے ڈیزل سستا کریں، ان کو آپ پانی وافر فراہم کریں اور ان بڑے زمینداروں سے ٹیکس لیں۔ اس طرح اپنے tax base کو وسیع کریں۔ یہ تو tax base اور حکومتی آمدنی کی بات تھی۔

جناب والا! جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے، انتظامی اخراجات کم کریں۔ وزیر اعظم ہاؤس جس کا خرچہ کبھی بیس کروڑ سے زیادہ نہیں بڑھا تھا اب پانچ ارب انتالیس کروڑ روپیہ صرف وزیر اعظم ہاؤس کے خرچے کے لیے رکھا گیا ہے اور اترا رہے ہیں آپ چند اشیاء پر سبسڈی دے کر، یہ زر تلافی اور سبسڈی کی رقم کہاں سے آئے گی؟ یہ بھی عوام کی جیبوں سے نکالی جائے گی۔ پٹرول مزید مہنگا کیا جائے گا، ڈیزل مزید مہنگا کیا جائے گا، air tickets جو ہیں ان پر 15 % tax لگا دیا گیا ہے تاکہ عمرے پر جانے والے متوسط طبقے کے جو لوگ ضروری سفر

کرتے ہیں عام لوگ، بہت سے لوگ جو بیرونی ممالک میں مقیم ہیں پاکستانی اور قیمتی زرمبادلہ بھیجتے ہیں ان پر تو ٹیکس 15% بڑھا دیا ہے، ان کی ٹکٹوں پر لگے گا لیکن امیر طبقے کے لیے ایسا کچھ نہیں ہے۔ آپ فخر کر رہے ہیں کہ آپ نے تنخواہوں میں پندرہ فیصد اضافہ کیا ہے جبکہ مہنگائی میں overall اضافہ کم از کم 35% ہے۔ بہت سی اشیاء ایسی ہیں جن کی قیمتوں میں سو فیصد سے لے کر تین سو فیصد تک اضافہ ہوا۔ چینی فی کلو پہلے سے کم از کم بیس بائیس روپے زیادہ ہو چکی ہے۔ گوشت یکدم پچاس ساٹھ روپے کلو بڑھا ہے۔ پٹرول تیس پینتیس روپے فی لیٹر اس حکومت کے دور میں بڑھا ہے۔ تنخواہوں میں جو اضافہ ہوا ہے اس میں بھی امیر غریب کا فرق ملحوظ رکھا ہے۔ ابتدائی گریڈ، چھوٹے گریڈ والوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ تین سو سے چھ سو روپے ماہوار کا ہوگا اور بڑے گریڈ والوں کو گریڈ بیس سے اوپر والے لوگوں کو چار ہزار سے چھ ہزار کا فائدہ ہو گا۔

ایک طرف تو باتیں اور دعوے ہیں اور دوسری طرف عملی حقائق میں بہت فرق ہے۔ ایک دعویٰ وزیرمملکت برائے خزانہ نے یہ بھی کیا، ان کی بجٹ تقریر کے الفاظ ہیں۔ "کہ غربت کے دکھ کم ہو رہے ہیں"۔ جی ہاں غربت کے دکھ کم ہو رہے ہیں مگر خودکشیاں بڑھ رہی ہیں۔ خودکشی کو حرام سمجھتے ہوئے لوگ اسے اپنانے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ اس موقع پر عوامی شاعر جالب یاد آتا ہے، جس نے کہا تھا

کہ پھول شاخوں پر کھلنے لگے تم کہو
جام رندوں کو ملنے لگے تم کہو
چاک سینوں کے سلنے لگے تم کہو
اس کھلے جھوٹ کو، ذہن کی لوٹ کو
میں نہیں مانتا، میں نہیں جانتا

ایک اور جھوٹ جو مسلسل بولا جا رہا ہے اور بجٹ تقریر میں بولا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے۔ دوسری طرف internal اور external قرضوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ پہلے کی نسبت وہ زیادہ ہوگئے ہیں۔ ملک کے قیمتی اثاثے بیچنے کے باوجود ان میں اضافہ ہوا ہے۔ احمد ندیم قاسمی نے درست کہا ہے۔

لاکھ انکار کرو' لاکھ بہانے ڈھونڈو

تم گداگر کے گداگر ہی رہے

اور یہ جو جملہ وزیر مملکت برائے خزانہ عمر ایوب صاحب کو لکھ کر دیا گیا ہے کسی ذاتی کشکول اٹھانے والے speech writer نے یہ جملہ لکھ کر دیا ہے کہ نہ کشکول واپس آئے گا' نہ کشکول والے واپس آئیں گے۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ جنہیں آپ کشکول والے کہتے ہیں وہ آئیں گے اور ضرور آئیں گے۔

وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی

آپ کہتے ہیں کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے۔ توڑا نہیں ہے' اسے چھپایا ہے۔ جب وہ آئیں گے، جنہیں آپ کشکول والے کہتے ہیں' جب وہ آئیں گے' تو کشکول چھپانے والے اپنا منہ چھپاتے پھریں گے۔یہ جو غریب کا نام لیتے ہیں' غریب کے لیے آپ نے کچھ نہیں کیا لیکن نام جو ان کی زبان پر آیا ہے وہ بھی ان کی مہربانی ہے' یہ بھی ان کا اعجاز ہے۔ ادھر انہوں نے بیٹھ کر میثاق جمہوریت کیا' ادھر آپ کو غریب یاد آگیا۔ اس سے پہلے آپ کو غریب یاد نہیں تھا۔ غریب کے لیے سوچ اور فکر میاں نواز شریف نے اور ذوالفقار علی بھٹو نے' تمام تر اختلافات کے باوجود انہوں نے یہ سوچ اور فکر دی اور کہا کہ

اب ان کی تیرہ شبی بھی چراغ چاہتی ہے

جو لوگ نصف صدی تک رہے اندھیروں میں

جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ جس ملک کا صدر یہ جانتا ہو کہ برسر اقتدار آنے' برسر اقتدار رہنے اور دوبارہ سہ بارہ منتخب ہونے کے لیے اسے عوام کے ووٹوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ جس ملک کا وزیراعظم یہ جانتا ہو کہ وہ عوامی ووٹ یا عوامی نمائندوں کے ووٹ کی بجائے صرف صدر کی خوشنودی پر وزیراعظم رہ سکتا ہے' انہیں عوام کے بارے میں سوچنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان حالات میں عوام یہ نہ کہیں تو کیا کہیں

غریب ماں باپ کے گھرانوں میں ہم نے بے شک جنم لیا ہے'

یہی خطا ہے میرے خداؤ' مگر یہ کوئی خطا نہیں ہے۔

تمہارے سینوں میں دل تو ہو گا' جو ہو سکے تو اسی سے پوچھو

کہ تم نے جو قوم سے کیا ہے تمہیں کہو وہ ناروا نہیں ہے

جناب چیئرمین! یہ کیسی خوشحالی ہے جو غریب کو غریب تر بنا رہی ہے اور اسے خودکشی پر مجبور کر رہی ہے۔ یہ کیسی دولت ہے جو عوام کو دو وقت کی روٹی دینے سے قاصر ہے۔ یہ کیسی ترقی ہے جو بے روزگار کو روزگار فراہم نہیں کر سکتی۔ مہنگائی پر گزشتہ دنوں گفتگو کرتے ہوئے میں نے شعر کی زبان میں کچھ کہا تھا۔ میں وہ ساری بات دہرانا نہیں چاہتا۔ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

نامراد دل کیسے صبح و شام کرتے ہو
کیسے زندہ رہتے ہو، اور کیسے مرتے ہو
تم کو کب نظر آئی فاقہ کش کی آہ زاری
زیست بے اماں کیا ہے، تم نہ جان پاؤ گے

آخر میں، میں ایک وارننگ دینا چاہتا ہوں کہ بھوکے اور ننگے عوام کو بالکل بے حس نہ سمجھیں۔ ان کی خاموشی ایک بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہے۔ اعزاز آذر کا ایک پنجابی شعر ہے۔

اے ہوتے اک گل اے جیڑی کسی دے پلے پیندی نئیں
اک دن چنڈے بن جاندے نیں، گل دیاں پائیاں لیراں دے

اس دن سے ڈریں جس دن گلے کے پھٹے کپڑوں کے جھنڈے بن جائیں گے۔ جناب چیئرمین! تزک جہانگیری میں، جہانگیر کا ایک مکتوب، کشمیر کے عوام دشمن صوبیدار کے نام لکھا ہوا ہے۔ اس کا میں اقتباس سنانا چاہتا ہوں۔ جہانگیر عوام دشمن صوبیدار کشمیر کو لکھتا ہے۔

(فارسی) اے حکومت کا بوجھ اٹھانے والے تو نے فریادی زیادہ بنائے ہیں اور شکر گزار کم بنائے ہیں۔ یا تو پیاسوں کے لبوں پر اپنی رحمت برسا، یا حکومت سے کنارہ کش ہو جا۔ بہت شکریہ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، حبیب جالب کے شعروں کا ذکر کیا، لگتا ہے کہ بلوچستان والوں کے بہت قریب ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ مذاق بہت ضروری ہے ورنہ آدمی scale ہو جاتا ہے،

سنا ہے کہ سلمان شاہ نیشنل اسمبلی کا الیکشن اس بجٹ کے بعد لڑ رہے ہیں۔ نعیم چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب چیئرمین ! کئی دنوں سے پاکستان کا بجٹ 2006-07 اس معزز ایوان میں زیر بحث ہے۔ بہت ساری گفتگو، بہت سارے اچھے اچھے مقررین نے اس کے far and against کافی کچھ کہا ہے۔ میں اس figure and facts پر جانا نہیں چاہتا اور جو کچھ لوگوں نے کہا ہے اسے repeat بھی کرنا نہیں چاہتا۔ بہرحال جو کچھ میں نے ذاتی طور پر محسوس کیا ہے وہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ یقیناً مثالی ہے، غریب دوست ہے اور عوام کو ہرصورت اور ہر area میں فائدہ پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے میں یقیناً اس بجٹ کو خوش آئند اور بڑا مثبت قرار دیتا ہوں۔ under the circumstances پاکستان کی موجودہ مالی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے یقیناً یہ شاندار بجٹ ہے۔ اس میں تعلیم کے لیے بہت سارے پیسے تفویض کیے گئے ہیں۔ صحت کے لیے، زراعت اور لائیوسٹاک پر کافی توجہ دی گئی ہے۔ بجلی اور کھاد کو subsidy دی گئی ہے۔ تنخواہوں میں ساڑھے پندرہ فیصد اضافہ کیا گیا ہے بلکہ پنشنوں اور اجرتوں میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ Youth کو آسان قرضے فراہم کرنے کی سکیم بنائی گئی ہے۔ دالوں میں relief دیا گیا ہے۔ گاڑیوں کو سستا کیا گیا ہے۔ تو ان ساری چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے یقیناً یہ بہت جامع بجٹ ہے جس میں ہر area کو address کیا گیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں جہاں تک ہو سکا اور یہ اتنا جامع ہے کہ ہر مکتب فکر اور ہر section of public کو address کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ جیسا کہ میرے فاضل ارکان from the Opposition ان خدشات کا اظہار کر رہے ہیں کہ آیا اس کے بعد بھی بجٹ آئیں گے تو وزیر خزانہ نے یقیناً اس میں ایک positive وعدہ کیا ہے کہ اس کے بعد کوئی قسم کا بجٹ یا mini budget پورے سال میں نہیں آئے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں بار بار یہ نہیں کہنا چاہیے۔

اس کے ساتھ ترقیاتی فنڈ میں میرا خیال ہے اس دفعہ تاریخی اور مثالی فنڈز مختص کیے گئے ہیں جو کہ 435 ارب بتائے جاتے ہیں۔ اس بجٹ کا ایک اور جو اچھا پہلو ہے وہ یہ ہے کہ دفاعی بجٹ میں بھی حسب ضرورت کافی اضافہ کیا گیا ہے۔ تو جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ

بعض ہمارے ساتھی اس پر تنقید کرتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ defence and security پر کسی قسم کا compromise نہیں ہونا چاہیے ۔ جب تک security نہیں ہے تو آپ کسی قسم کی ترقی کرلیں یا اس میں اچھی چیزیں develop کرلیں لیکن سیکورٹی کا ہونا ازحد ضروری ہے ۔ اس پر کسی قسم کا دباؤ قبول نہ کیا جائے اور خاص طور پر ہمارے ملک کے لیے کیوں کہ ہمارا ازلی دشمن انڈیا بڑا چالاک اور ہوشیار ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ زمانہ امن کے دوران بشمول کشمیر سارے مسائل بھی حل ہو جائیں تو ہمیں پھر بھی اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔اس لیے ہمیں defence and security سے کسی صورت غافل نہیں ہونا چاہیے۔ یہ سب سے ضروری اور بنیادی حقیقت ہے اس کا ہمیں اعتراف کرتے ہوئے اس بجٹ کے اضافے کو بھی یقیناً احسن اور قابل تحسین سمجھنا چاہیے۔

میں ان ساری باتوں کے ساتھ ساتھ جناب والا ! اس بات کو positive سمجھتے ہوئے کہ ملک یقیناً ترقی کر رہا ہے ' اقتصادی حالت جیسے 99ء میں تھی جب موجودہ حکومت نے take over کیا تھا تو اس وقت خزانہ خالی تھا اور اب ان کی تسلسل کے ساتھ اچھی پالیسیوں پر عمل کرتے ہوئے خزانے میں کافی چودہ ارب ڈالر کے قریب پڑے ہیں۔ یقیناً یہ ایک safety guarantee ہے جس کی وجہ سے افراط زر بڑھنے سے روکنے میں مدد ملے گی اور اس کے ساتھ ساتھ جس طرح export and import بڑھ رہی ہے تو یقیناً یہ ایک ترقی کی علامت ہے ۔ اور عام شخصیات کی آئے دن باہر سے پاکستان میں آمد و رفت ہے اور ہمارے صدر اور وزیر اعظم اکثر باہر دورے بھی کرتے ہیں ۔ یہ بھی ترقی کی ایک علامت ہے اور اسے بھی سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ نہیں کہنا چاہیے کہ ہم دنیا سے کٹے ہوئے ہیں ۔ یقیناً کئی موقعوں پر اور کئی مرتبہ یہ ثابت ہوا ہے کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی بڑی ضروری اور مفید ہے جس کے ساتھ پاکستان کا وقار یقیناً بین الاقوامی سطح پر بڑھا ہے۔

ہماری اقتصادی ترقی اور overall development کی ایک وجہ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ سات سالوں سے یہ حکومت اپنی پالیسیوں کو تسلسل کے ساتھ چلا رہی ہے ۔ اس سے پہلے حکومتیں عام طور پر پہلی جانے والی حکومت کی پالیسی کو nullify کرتے ہوئے سارا پیسہ یا جو investment تھی یا ساری strategy تھی ' اسے ازسرنو بناتے اور اس میں وقت لگتا تھا ' وہ

ساری کی ساری nullify کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اور یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے ملکوں کی تاریخ میں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں موجودہ حکومت کو بھی ساری parties کو بلاکر ایک consensus پیدا کرنا چاہیے اور consensus کے مطابق ایک national plan development and national achievements کا سامنے رکھنا چاہیے تاکہ اگر کوئی گورنمنٹ آئے بھی تو اس میں کسی قسم کا رخنہ نہ ڈالا جائے اور قومی ترقی اور ملکی ساکھ کو کوئی دھچکا نہ لگے اور ملک بدستور اسی طرح ترقی کرتا رہے۔ اسی نسخے کو اپناتے ہوئے سارے ترقی یافتہ ممالک نے ترقی کی ہے، ہمیں بھی یقیناً اس پر عمل کرتے ہوئے اس کو آگے بڑھانا چاہیے تاکہ اس میں کوئی رخنہ نہ پڑے۔

جناب والا! ان ساری باتوں کے باوجود خزانہ بھرا ہے، حکومت ٹھیک چل رہی ہے اور ترقی کر رہی ہے، یہ یقیناً ایک admitted fact ہے لیکن اس کے باوجود مہنگائی اور بیروزگاری پھر بھی ہے جس سے کہ غریب عوام پریشان ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت اس کا جواب ضرور دیتی ہے کہ یہ global phenomena ہے، یہ دنیا کے سارے ممالک میں ہو رہا ہے۔ ان ممالک کے لوگوں کی قوت خرید زیادہ ہے، روزگار زیادہ ہے، وہ اس ساری مہنگائی کو برداشت کر لیتے ہیں۔ ہمارے روپے کی مالیت، بیروزگاری، کمزوری اور poverty کو سامنے رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ قوت خرید نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لیے ہمیں مہنگائی اور بیروزگاری کا فوری طور پر انتظام کرنا ہو گا۔ مجھے یہ کہتے ہوئے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے ہمیں بہت اچھا زرعی ملک دیا اور زراعت ہر ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہوا کرتی ہے۔ پاکستان بڑے fertile land، بڑا وافر پانی، بڑی اچھی laborious اور محنتی قوم پر مشتمل ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ پھر بھی ہم غریب ہیں، ہم اس کے وسائل سے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں لے رہے۔ ہماری 70% آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے، اگر ہم اس آبادی کو خوشحال بنائیں یا اس کے لیے کوئی ایسی planning کریں تو یقیناً یہ پاکستان کی ترقی ہے۔ یہ ممکن نہیں ہو سکتا کہ ہم پاکستان کو خوشحال کرنا چاہیں اور 70% آبادی کو ignore کر دیں۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ دنیا کا انحصار پانی، زراعت اور food پر ہو گا۔ ہمیں اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ سب کچھ دے رکھا ہے تو پھر ہم اس سے کیوں فائدہ نہیں لیتے۔

غربت، مہنگائی اور بیروزگاری کے سدباب کے لیے فوری اقدامات کیے جانے ضروری ہیں۔
جناب صدر اکثر کہتے ہیں کہ ہمیں ground realities کو address کرنا ہو گا تو وہ ground realities یہی ہیں کہ یہ غربت اور مہنگائی اس وقت ختم ہو سکتی ہیں جب تک ہم سستی بجلی اور سستا ڈیزل نہ دیں۔ اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ وافر پانی اور سستی بجلی کے لیے ہم dams بنائیں۔ ہمارا جو اتنا پانی ضائع ہو رہا ہے اور ہم محض کسی مفاہمتوں کی خاطر politicize کر رہے ہیں اور ہم اپنی اصل حقیقت سے غافل ہو رہے ہیں اور آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ منصوبہ بندی آج سے بہت پہلے ہونی چاہیے تھی، ہم already بہت late ہیں۔ ہمیں اپنی اقدار کی خاطر کسی قومی مفاد اور قومی مسئلہ پر کسی مفاہمت اور مسلک کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ ہر technical اور ذی شعور انسان اس بات کا داعی ہے ہمیں reservoirs, dams وغیرہ بنانے چاہییں۔ ہمیں اللہ تبارک تعالیٰ نے ساری نعمتیں دے رکھی ہیں اور یہ اس قسم کا golden project ہے کہ وہ اپنی اپنی constructions, manufacturing اور installation کا خرچہ ایک سال میں واپس کر رہے ہیں، تو پھر ہم کیوں اتنی دیر کرتے ہیں۔ ہمارے جو بھی technical لوگ ہیں، جو تجربہ رکھتے ہیں، Engineers ہیں وہ سارے یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ہر صورت dam بنانا ہے۔ بڑی خوش آئند بات ہے کہ پچھلے دنوں صدر مملکت نے بھاشا ڈیم کا افتتاح کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ اتنا مشکل، اتنا دور اور فائدے کے لحاظ سے اتنا کمزور ہے کہ اس میں بہت سارے نقصانات بھی ہیں، ایک فائدہ بھی ہو گا لیکن فائدہ بہت تھوڑا اور بہت دیر سے ہو گا۔ میرے خیال میں اس کا بنانا وقت اور پیسے کا ضیاع ہے۔ اس میں ہم صرف گلیشیئر کا پانی اکٹھا کر سکیں گے جو ایک دو مہینے گرمیوں کے برف پگھلتی ہے اور پھر صرف بجلی پیدا ہوگی اور پھر بہت دور سے اور مشکل علاقوں سے پیدا ہوگی جس کو deploy کرنا اور استعمال کرنا again ایک کار دارد ہے اور maintain کرنا مزید مشکل ہوگا اور اس میں خاص طور پر تین چار سو کلومیٹر شاہراہ ریشم جو چین سے ملاتی ہے جو ہماری اقتصادیات میں ایک اہم role ادا کرتی ہے، وہ ضائع ہو جائے گی اور زیادہ کسی اور جگہ پر بنانی پڑے گی اور پھر کافی اچھے اچھے قصبے اور آبادیاں اس سے ضائع ہو جائیں گی اور پھر اس کا فائدہ بہت کم ہو گا۔
میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ کا نام لے کر ہمیں کالا باغ اور منڈا ڈیم فوری طور پر بغیر کسی

ہچکچاہٹ کے اور بغیر کسی تاخیر کے شروع کرنا چاہیے۔ اس میں بجلی پیدا ہوگی اور بجلی اور پانی جو اس ملک کی ضرورت ہے' اس ملک کی بقا کے لیے اور ساری دنیا کے------

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا صاحب آپ بیٹھیں' یہ تو ان کا opinion ہے ناں۔ وہ تو علیحدہ issue ہے ۔ وہ بجٹ کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ جی چٹھہ صاحب Please continue.

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: میں اپنی تجویز اور سوچ دے رہا ہوں۔ میں اپنے آپ کو پاکستانی سمجھتا ہوں اور میں اس ڈیم کو نہ بنانا ایک بھارتی agenda سمجھتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے پاکستان کی بقا کے لیے اور یہ ان کا رویہ یقیناً پاکستان کے مفاد کے منافی ہے' یہ بھارتی agenda ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چٹھہ صاحب آپ اصل موضوع پر آئیں۔ آپ نے opinion دینا ہے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: میری opinion یہ ہے کہ پاکستان کی بقا اس میں ہے اور اس میں کسی قسم کی hesitation ' یا کسی شخصیت' کسی خاندان یا کسی سیاست کا ہمیں شکار نہیں ہونا چاہیے۔ یہ قومی مفاد ہے اور اس کے بغیر پاکستان کی بقا نہیں ہے۔ میں اس لحاظ سے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمیں بغیر کسی وقت کو ضائع کیے ہوئے اس کو بنانا چاہیے کیونکہ ساری دنیا کے Think tank اور ہمارے اپنے انجینیئر جو ان کے علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں' جو پشتون بھی ہیں' جو سندھی بھی ہیں' جو بلوچ بھی ہیں وہ سارے کے سارے یہ ڈیم بنانے پر متفق ہیں۔ یہ ذاتی طور پر کیوں الرجی محسوس کرتے ہیں۔ یہ بیٹھ کر بات کریں ۔ یہ پاکستانی ہیں۔ اگر پاکستان کو قائم رکھنا ہے' بنانا ہے تو پھر پاکستانی مفادات کی نگرانی کرنا ہوگی اور اپنے مفادات کی قربانی دینی پڑے گی۔

اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں کالا باغ ڈیم کو بلا تاخیر شروع کرنا چاہیے اور میں یقیناً آپ کو بتاتا ہوں کہ پاکستان کی بہت بڑی اکثریت کالا باغ ڈیم اور منڈا ڈیم کو جلدی

بنانے کے حق میں ہے۔ بہت تھوڑی اقلیت اور بہت تھوڑے ذاتی مفادات رکھنے والے لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! کچھ تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ قومی مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے ساری parties کو سامنے لا کر ایک consensus programme بنانا چاہیے جو حکومت بدل بھی جائے لیکن اس کے agenda کو پیچھے نہیں ہونا چاہیے ۔ یہ ایک ترقی کا راز ہے۔ تسلسل کے لیے کام کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ ہمارے سامنے مثالیں موجود ہیں۔ جناب میاں نواز شریف نے موٹر وے بنایا۔ اس کی حکومت ٹوٹ گئی بعد میں بے نظیر آئی انہوں نے موٹر وے کو ختم کر دیا اور پھر اس کی lanes کم کر دیں۔ جب نواز شریف دوبارہ آئے تو انہوں نے پھر پشاور تک کا ٹھیکہ دیا۔ اس پر پیسہ بھی ضائع ہوا' وقت بھی ضائع ہوا اور بہت ساری جگ ہنسائی بھی ہوئی۔ اس لحاظ سے انہوں نے پیلی ٹیکسی اورگرین ٹریکٹر کی سکیمیں شروع کیں جو بعد میں کھٹائی میں پڑ گئیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے المیوں کو روکنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ consensus programme جیسا کہ دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے بنایا جائے اور اس پر عمل کرنا ensure کرایا جائے۔

دوسرا میں یہ سمجھتا ہوں کہ public کی بہت زیادہ demand ہے کہ احتساب ہرصورت بلا رو رعایت' بلا تمیز شروع کیا جائے۔ یہ پاکستان کی اور پاکستانی public کی ایک بڑی خواہش ہے اور ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بڑا جائز مطالبہ ہے۔ رشوت اور اقرباء پروری کا سد باب کیا جائے۔ تعلیمی سلیبس میں اسلامی اور پاکستانی اقدار کو روشناس کرایا جائے اور نئی نسل کو نظریہ پاکستان' قائد اعظم اور علامہ اقبال کے افکار سے روشناس کرایا جائے اور سادگی اور کفایت شعاری کو اپنایا جائے۔ اس کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ مسئلہ کشمیر بھی پاکستان کی بقا کے لیے ضروری ہے۔ بہت ظلم نہتے کشمیریوں پر ہو رہا ہے جو ہمارے لیے قابل قبول اور قابل برداشت نہیں ہے ۔موجودہ حکومت یقیناً اپنی بساط کے مطابق کافی کچھ کر رہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں اس کا حل سلامتی کونسل کی قراردادوں میں مضمر ہے۔ ہمیں اسی پر انحصار کرتے ہوئے زیادہ بھر پور طریقے سے آگے بڑھ کر اس مسئلے کو اٹھانا چاہیے ۔ انسداد دہشت گردی کی کوشش یقیناً حکومت کی قابل تحسین ہے ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ سمجھتا ہوں کہ سستی بجلی کے لیے کالاباغ ڈیم اور منڈا ڈیم کو بھی فوری طور پر شروع کرنا چاہیے چونکہ غریب عوام کی بیروز گاری اور مہنگائی اور ان

کی غربت دور کرنے کے لیے یہ از حد ضروری ہے۔ تو انہی تجاویز کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ چھٹہ صاحب۔ چھٹہ صاحب کا focus تھا پانی اور خوارک ' اچھا Ilyas Bilour Sahib , you take the floor.

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Thank you very much Mr. Chairman, I am grateful that you have given me time but one thing I must say is that you don't interrupt before the time, I request Sir.

میں سب سے پہلے تو اس بجٹ پیش کرنے پر ایک بچے کو مبارکباد دیتا ہوں ' وہ پختون خواہ سے ہے لیکن مجھے اس بات پر بڑا دکھ ہے مسٹر چیئرمین! کہ وہ لوگ جو ہر گورنمنٹ میں ہوتے ہیں' وہ لوگ جو turn coat ہوتے ہیں' ان لوگوں کو یہ بات کہنے پر شرم آنی چاہیے کہ پچھلی گورنمنٹوں نے یہ کیا اور پچھلی گورنمنٹوں نے وہ کیا ------

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، پلیز اس بحث میں نہ پڑیں آپ بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب! میری بات سنیں یہ مجھے بات کرنے دیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنی پارٹی سے بے وفائی کرتا ہے ' میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان اشخاص کو یہ کہنے کا بالکل حق نہیں ہے کہ پچھلی گورنمنٹوں کی وجہ سے بجٹ میں یہ ہوا اور پچھلی گورنمنٹوں کی وجہ سے تباہی ہوئی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم الحمد للہ جب سے پیدا ہوئے ہیں ایک ہی پارٹی میں ہیں۔ کبھی turn coat نہیں ہوئے اور

کسی سنگ دل کے آگے میرا سر نہ جھک سکے گا

میرا سر نہیں رہے گا مجھے اس کا ڈر نہیں ہے

میں آپ کو واضح طور پر یہ کہہ دوں ۔جناب ! مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے ---

جناب ڈپٹی چیئرمین، اللہ ایسی نوبت نہیں لائے گا ۔ آپ اپنی تقریر کریں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، عمر ایوب صاحب ہمارا بچہ ہے ۔میرے بیٹے سے بھی چھوٹی

age کا ہے' ہمارا رشتہ دار بھی ہے' ہمارا تعلق بھی ہے۔وہ جب یہ بات کہتے ہیں کہ پچھلی حکومتیں' تو نواز شریف صاحب کی گورنمنٹ میں ان کے والد صاحب سپیکر تھے ۔ ان کے کزن آج جو ناظم ہیں پشاور میں منسٹر تھے ۔ ان کا سارا خاندان نواز شریف صاحب کی گورنمنٹ میں تھا ۔ اب ان کو برا کہتے وقت آپ کو تھوڑا سا اندر احساس ہونا چاہیے -ہاں ! یہ بات شوکت عزیز صاحب ضرور کہہ سکتے ہیں کہ وہ کسی پرانی گورنمنٹ میں نہیں تھے ۔ اب وہ لوگ جو پرانی گورنمنٹ میں شامل ہوئے تھے اور پرانی گورنمنٹ کو طعنہ دینا بڑے افسوس کی بات ہوتی ہے ۔میں بجٹ پر آتا ہوں کیونکہ میں کہنا ضرور چاہتا تھا وہ بچہ ہے اور بچے کو میں نے سمجھانا بھی ہے کہ بیٹا تم زیادہ aggressive مت ہو ۔پیار سے سمجھاؤں گا ۔اس دن TV پر سنا کہ پروفیسر خورشید صاحب سے تھوڑا سا aggressive ہو گیا تھا ۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے ۔

جناب ! میں بجٹ کے بارے میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کشکول ہے ۔ یہ بڑی tray بن گئی ہے ۔ کشکول ٹوٹا نہیں ہے ۔وہ خود دیگ بن گیا ہے ۔ میں اس کے دو چار figuers آپ کو دینا چاہتا ہوں ۔9/11 کے بعد بائیس بلین ڈالرز جو ہیں وہ پاکستان سے باہر والوں سے آئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس چیز پر سوچیں کہ یہ گورنمنٹ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں ٹوٹی تھی ۔9/11 کا واقعہ ۲۰۰۱ء میں ہوا تھا ۔مجھے اس چیز کا کوئی شخص ادھر سے جواب دے ۔ جو اکانومسٹ بنتے ہیں' جو بڑے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس وقت آپ کے پاس 9/11 سے پہلے balance کیا تھا؟ کیا reserves تھے آپ کے پاس؟ 600 million Dollars, note it sir, 9/11 سے پہلے جب دو سال ان کی حکومت تھی۔ جنرل صاحب نے take over کیا تھا۔ Total 600 million dollars تھے جس میں سے 300 million dollars پاکستان کی Government کے reserves تھے اور 300 million dollars طالبان کے تھے جو 9/11 کو طالبان کی حکومت جانے کے بعد لے لیا گیا تھا۔ اب یہ تو قدرت نے آپ کو ایک موقع دیا ہے۔ جس طرح قدرت نے ضیاء الحق کو موقع دیا تھا rule کرنے کا' وہاں افغانستان کی war ہو گئی اور ڈالرز آتے رہے۔ اس طرح ۱۰ سال تک وہ rule کرتا رہا۔ 9/11 کے بعد آپ کو 22 billion dollars repatriation ہوئی ہے ۔ آپ نے مارکیٹ میں 8 billion dollars State Bank نے خریدے ہیں that is on the record of the State Bank of Pakistan, that comes

You have got 10 اور اس کا انجام آپ کے پاس آج کیا ہے؟ to 30 billion dollars sir. economist پھر میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے بتائیں کوئی شخص، کوئی billion dollars reserve. اس طرف سے بتائیں، کوئی Finance یا Commerce کا Minister مجھے بتائیں کہ پچھلی حکومتوں نے جو privatization کی تھی۔ کیا وہ privatization کے جو funds تھے وہ اپنے budget deficitمیں شامل کیے گئے تھے؟ نہیں، that is on the record. اس حکومت نے جتنی بھی privatization کی ہے، اس کے جتنے بھی ڈالرز آئے ہیں وہ اس budget deficit میں شامل ہیں۔ تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ اگر یہی رہے اور جس طریقے سے import policy مرتب ہو رہی ہے اور import ہو رہا ہے۔ جناب 2010 میں we will not be having a penny. آج آپ کا trade deficit کتنا ہے؟ میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے لے کر جمہوری حکومتوں تک۔ جو جمہوری حکومتیں نہیں تھیں، اس وقت بھی فوجی حکومتیں ہوتی تھیں۔ نام صرف جمہوریت کا ہوتا تھا کہ اس کو بٹھاؤ اور اس کو اتار دو۔ کسی کو دو سال بعد اور کسی کو تین سال بعد ختم کر دو۔ Government اس ملک میں ایک شخص کی رہی ہے، ایک institution کی رہی ہے اور کسی کی نہیں رہی ہے۔ یہ کہنا ۵۷ یا ۵۸ سال سے ملک میں کچھ بھی نہیں ہوا۔ تو پھر آپ ذمہ دار ہیں، ہم تو ذمہ دار نہیں ہیں۔ ہم نے تو اڑھائی سال کے لیے ایک دفعہ نواز شریف صاحب سے تھوڑا سا الحاق کیا تھا اور مرکز میں دو وزارتیں لی تھیں۔ ہم تو ہمیشہ Opposition میں رہے ہیں۔ جیلوں میں گئے ہیں، کوڑے کھائے ہیں، الٹے لٹکائے گئے ہیں اور میرے جیسے شخص کو electric shocks دی گئی ہیں۔ ہم نے کسی کے سامنے سر جھکایا ہے اور نہ ہی انشاء اللہ ابھی جھکائیں گے۔ موت ہے جب آنی ہے تو آنی ہے وہ اللہ کی طرف سے وقت مقرر ہوتا ہے۔ ہم نے زندگی میں کبھی کسی کے آگے سر نہیں جھکایا۔

جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو figures میں بتا رہا ہوں۔ ان figures کو آپ study کریں۔ خدارا! میں کہہ رہا تھا کہ جب سے پاکستان بنا ہے ہمارا trade deficit جو ہے کبھی ساڑھے تین بلین سے اوپر نہیں گیا۔ اس وقت آپ کا trade deficit جو ہے وہ ۹ اور ۱۰ بلین کے برابر جا رہا ہے۔ اب import اور export میں فرق ہوگا تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ ملک کتنا برداشت کرے گا؟ کیا کچھ بیچو گے، سارے پاکستان کی nationalized

industries کو بیچ ڈالو اس کے بعد بھی 2010 تک آپ کے پاس zero ہو گا۔

جناب! میں آتا ہوں سبسڈی کے اوپر۔ سبسڈی جو دی جا رہی ہے۔ جناب! میں معافی کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں، بڑی معذرت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف پاکستان کے ۱۰ یا ۱۵ فیصد عوام کو دی گئی ہیں کیونکہ ۱۵، ۲۰ فیصد عوام سے زیادہ کہیں بھی یوٹیلٹی سٹورز available نہیں ہیں۔ جیسے میرے دوستوں نے کہا، میں repeat نہیں کرنا چاہتا۔ یوٹیلٹی سٹورز میں اگر دو کلو چینی لینے جاؤ تو دو سو روپے کی دوسری چیزیں خریدنی پڑتی ہیں۔ یوٹیلٹی سٹورز پر جب آٹا بکتا تھا ایک وقت میں کیونکہ اس وقت آٹا مہنگا تھا۔ یہاں بہت میرے دوست بیٹھے ہوں گے، ان کو بھی پتا ہو گا، اس side کے دوستوں کو بھی پتا ہو گا اور ان side والوں کو پتا ہے کہ جو مزدور ہوتا تھا، وہ دیہاڑیاں نہیں کماتا تھا، وہ line میں کھڑا ہو جاتا تھا اور آٹا لے کر باہر market میں بیچ دیتا تھا۔ جناب! یہ subsidy دینے کا طریقہ نہیں ہے، اگر آپ نے subsidy دینی ہے تو آپ اپنا ایک فیصلہ کریں، پوری قوم کو ایک طریقے سے facilitate کریں۔ Sugar ابھی جو import کی ہے، آپ کو sugar پر excise duty, sales tax کم کرنے چاہئیں جب آپ کم کریں گے تو sugar prices will come down. میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ sugar industry والے، سندھ کے لوگوں نے ہی بہت زیادتیاں کی ہیں اور پنجاب کے لوگوں نے، growers کو تین سال وقت پر پیسے نہیں دیئے، اس طرح sugar زیادہ produce نہیں ہوئی۔

جناب! اب میں تھوڑا سا business کے بارے میں آنا چاہتا ہوں، میں ایک بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، جناب! اس دن مجھے بڑا افسوس ہوا، Prime Minister صاحب نے پہلے یہاں یہ کہا تھا کہ no mini budget, Prime Minister, صاحب نے اس دن یہ فرمایا کہ اگر oil prices بڑھ جائیں تو اس میں ہمارا problem نہیں ہے۔ میں ایک عرض واضح طور پر اس House کو کرنا چاہتا ہوں اور میں request کرنا چاہتا، میں التجا کرنا چاہتا ہوں، اس قوم کے لیے، اس غریب عوام کے لیے کہ خدارا! petrol اور gas کی prices کو cap کریں۔ لوگ مر چکے ہیں، لوگ اور برداشت نہیں کر سکتے۔ مجھے ہر چیز کا پورا پتا ہوتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ foreign countries میں petrol کی قیمت زیادہ ہو رہی ہے جب بھی foreign countreis میں prices ہوں، آپ اتنے اپنے taxes کم کریں، اس diesel, petrol کو cap

اور برداشت نہیں کر سکتے۔ مجھے ہر چیز کا پورا پتا ہوتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ foreign countries میں petrol کی قیمت زیادہ ہو رہی ہے جب بھی foreign countreis میں prices ہوں، آپ اتنے اپنے taxes کم کریں، اس diesel, petrol کو cap کریں، diesel کی 99% production آپ کی اپنی ہے، اس کو ایک ساتھ کیوں بڑھا رہے ہیں۔ جتنا پیسہ 99 billion rupees بینکوں نے کمائے ہیں، اس سال 99 billion, this is on record, 99 billion بینکوں نے کمائے ہیں اور آپ نے budget میں ایک نعرہ لگایا ہے کہ white revolution, میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ...Budget قاضی صاحب! آپ ناراض ہو کر جا کیوں رہے ہیں، میں سخت باتیں نہیں کر رہا، anyhow آپ please, جائیں۔ Anyhow, sir, بات یہ ہے کہ اسی Government نےایک green revolution کا نعرہ لگایا تھا اور اس green revolution کا آج result کیا آیا ہے، sugarcane کم ہوا ہے۔ جناب! پچھلے سال آپ نے wheat import کی ہے، آپ دالیں import کر رہے ہیں اور آپ نے cotton import کی ہے۔ جناب! مجھے وہ green revolution نظر نہیں آیا، کدھر ہے، اسی Government نے لگایا تھا، کسی اور Government نے نہیں لگایا تھا۔ آپ نے growers کو subsidized rate کے اوپر ہر چیز produce کرنی چاہیے تھی۔ Unemployment اس لیے بڑھ رہی ہے کہ growers کی وہ production نہیں کر رہے، اگر green revolution نہیں آیا تو یہ white revolution کہاں سے آئے گا۔ کیا دودھ کی نہریں بہیں گی، کیا یہ جنت بن جائے گا، اللہ کرے! ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جناب! میں ایک چیز بڑی important کہنا چاہتا ہوں، مجھے بڑا افسوس یہ ہے کہ ہمارا بچہ جو Minister of State for Finance موجود نہیں ہے۔ جناب! میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ this is business community اور industrialists کے لیے تباہ کن Budget ہے، not less than the Prime Minister, a committee was announced زبیر موتی والا صاحب ہیں، ان کی سربراہی میں ایک committee بنائی گئی تھی، to look after the cotton problems and cotton industries problems, اس committee نے 100 گھنٹے لگائے ہیں، 100 گھنٹے لگا کر، انہوں نے اپنی report تیار کی ہے، report تیار کر کے Prime Minister صاحب کے سامنے چھ دفعہ پیش کی ہے اور اس پر تین، چار meetings میں

ہے deliberation ہوئی ہے۔ اس Budget میں industrialist کے لیے ایک لفظ کی بات نہیں ہے اور جب آپ کے industrialists یہاں سے industries بند کریں گے اور دوسرے ملکوں میں جا کر لگائیں گے تو employment کہاں ہو گی۔ Industrialization سے ہی ملک میں employment ہوتی ہے۔ President صاحب! آپ بالکل ٹھیک فرماتے ہیں کہ تین بلین کی investment آئی ہے، تین بلین کی نئی industry نہیں لگی۔ آپ نے disinvestment کی ہے اور جب disinvestment کرتے ہیں تو جو نئے لوگ آتے ہیں، کسی چیز کو خریدتے ہیں تو وہ ملازمین کو نکالتے ہیں، ملازمین کو رکھتے نہیں، Unemployment further ہو گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں جناب! کہ اس وقت جو cost of production ہے وہ اس حد تک high ہو چکی ہے کہ ہم export کے قابل نہیں ہیں۔ ہم نے تیرہ بلین کی export کی ہے، ہماری export 14 billion ہونی چاہیے تھی اور آگے جو پالیسیاں آ رہی ہیں، وہ 18 billion رکھ رہے ہیں۔ میں challenge کرتا ہوں کہ جس طریقے سے آج industry کی cost of production بڑھ رہی ہے، industrialist اس قابل ہی نہیں ہو گا کہ کوئی چیز produce کرے اور export کر سکے۔ میرے پختونخواہ صوبے میں تو یہ cost of production بہت ہی زیادہ ہے اور میں یہ دعوے سے چیلنج کرتا ہوں کیونکہ وہ بچہ میرے صوبے سے ہے، مجھے بتائے کہ پچھلے چھ سات سال میں میرے صوبے میں کتنی اور کونسی industry لگی ہے؟ کوئی industry نام لے کر دکھا دے۔ جناب! پختونخواہ میں industrialization بالکل نہیں ہوئی اور جو unemployment کا ratio ہے وہ ڈاکٹر عشرت صاحب کی اپنی report کے مطابق پختونخواہ میں highest ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پختونخواہ میں industrialization نہیں ہوئی، کیوں نہیں ہوئی؟ حالانکہ we are a gateway to Afghanistan آج غریب پٹھان زیادہ سے زیادہ clearing agent کا کام کر رہا ہے، مزدور کی طرح سامان اٹھا رہا ہے۔ پنجاب سے سامان آ رہا ہے کابل جا رہا ہے اور پختونخواہ سے کوئی ایسی چیز نہیں سوائے vegetable ghee کے جو جا سکتا ہے، اس کی بھی ہمارے پختونخواہ میں چند industries ہیں جہاں سے ghee جا سکتا ہے۔ ہمارے بچے کراچی میں بوٹ پالش، مزدوری کر رہے ہیں، سب کچھ کر رہے ہیں۔ اگر ہمارے ہاں industry ہو تو میرا بچہ کراچی جا کر کیوں بوٹ پالش اور چوکیداری کرے؟ جناب! میں عرض

کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے privatization پر کہہ دیا ہے اور آپ کو industrialization کے لیے اس بجٹ کو revise کرنا پڑے گا' آپ کو cost of production کو کم کرنا پڑے گا۔ جب تک cost of production کم نہیں ہو گی' اس دن زبیر موتی والا ایک TV channel پر تھا' اس نے کہا کہ ہم تو یہاں سے industry بند کر کے جائیں گے دوسری جگہ لگا لیں گے۔ ابار دن میں industry لگائیں تو cost of production 50% ہے اور وہاں سے امریکہ آپ جو بھی export کریں' اس پر کوئی duty نہیں ہے۔ تو جناب! ایسی حالت نہ آئے' اپنے ملک کے industrialist اگر industry نہیں لگائیں گے---جناب چیئرمین! میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو foreign investment آ رہی ہے' جو آپ کے پاس خریدار آ رہا ہے یہ Saudi اور Middle East کے لوگ آ رہے ہیں۔ 9/11 کے بعد امریکہ اور یورپ میں ان کے پیسے محفوظ ہی نہیں ہیں' وہ اپنا پیسہ وہاں سے نکال کر یہاں لگا رہے ہیں کیونکہ ان کو یہاں کم از کم پیسہ تو safe نظر آتا ہے۔ 9/11 کے بعد آپ وہاں سے کوئی پیسہ نکالتے ہیں' آپ کی everything is checked out. وہ آپ کو وہاں چھوڑتے ہی نہیں' کبھی ایک checking کبھی بوٹ کبھی قمیض اتارتے ہیں' اب لگتا ہے پینٹیں بھی اتارنا شروع کر دیں گے' I don't know کب ہو گا' کیا نہیں ہوگا؛ تو یہ جو پیسہ آپ کے پاس آ رہا ہے یہ اس وجہ سے آ رہا ہے کہ وہاں ان کا پیسہ safe نہیں ہے۔ جناب! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ cost of production کے لیے Prime Minister سب چیزیں جانتے ہیں اور ان کو بتایا گیا ہے' ان کو اس cost of production پر ایک بار پھر سوچنا پڑے گا کہ اگر ہماری industry viable نہیں ہوگی' بند ہو گی تو unemployment اور بڑھے گی اور unemployment کے بعد اور تباہی ہو گی۔

جناب! کہتے ہیں کہ GNP 875 dollar ہو گئی ہے' 875 دکھائی گئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں یا ہوگئی ہو گی لیکن میں ایک بات واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں جس میں انشاء اللہ مجھے اللہ کے فضل سے یقین ہے کہ House میں بیٹھا ہوا کوئی شخص اس کو جھٹلا نہیں سکے گا۔ دو ڈالر سے کم income والی آپ کی 55% population ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک لاکھ ڈیڑھ لاکھ لوگ وہ ہیں جن کی ماہانہ آمدنی دس لاکھ' پندرہ لاکھ' بیس لاکھ روپے ہے۔ یہ غربت کا level اور امیری کا level اتنا بڑھ رہا ہے کہ ایک دفعہ پہلے بھی اس ملک میں یہ ہوا تھا کہ مزدور

نے کارخانہ دار کو اٹھا کر تیل کی کڑائیوں میں پھینکا تھا تب بھی فوج کی حکومت تھی ۔ خدارا ! آج پھر وہ موقع نہ لائیں کہ پھر مزدور اسی طرح بھوکا ہو ۔ کیونکہ غربت اور امیری کی بہت انتہا ہوگئی ہے ۔ ہم جیسے متوسط طبقہ کے لوگ یا higher middle class کے لوگ بہت کم رہ گئے ہیں ۔ میں آپ کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں ایسے ایسے لوگ کھرب پتی بن گئے ہیں جو پچھلے پانچ ' دس سال میں کچھ بھی نہیں تھے ۔ یہ سب کو پتا ہے ۔ میں نام نہیں لینا چاہتا مجھے ایک ایک کا نام بھی یاد ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ Stock Exchnage میں پچھلے سال جو ہوا ہے اس کی inquiry کریں اس میں billions of rupees کدھر چلے گئے ۔لوگوں کو تباہ کردیا ہے ۔

جناب ! دنیا کی Stock Exchanges مین کبھی بھی ایسا نہیں ہوتا ۔ میں نے اس دن دو دوستوں سے پتا کیا ۔ دنیا کی Stock Exchanges میں Stock Brokers جو ہوتے ہیں جن کے پاس holding ہے وہ خود buying and purchase نہیں کرتے اور نہ ہی ان کی families کرسکتی ہیں ۔ صرف ہمارے پاکستان میں وہ allowed ہیں ۔ اور SECP کے چیئرمین کو کیوں ریٹائرڈ کیا گیا ۔ جناب! یہ جو فرق ہے ہمارے ملک میں غربت اور امیری کا یہ اتنا زیادہ ہو رہا ہے کہ مجھے بہت زیادہ خوف آرہا ہے ۔خوف اس لیے آرہا ہے کہ لوگ ہم سفید پوشوں کو گھروں سے نکال کر ماریں گے ۔ یہ میں آپ کو facts بتا رہا ہوں ۔ ہم چھوٹے صوبے والے ہیں ۔ جہاں تک میرے صوبے کا تعلق ہے ۔ اس کے بارے میں وزیر خزانہ نے پہلے دن PSDP کے بارے میں کہا تھا کہ انہوں نے 35% increase کیا ہمارے صوبے کی PSDP میں ۔ اور 55% increase PSDP دوسرے صوبوں میں کی ہے ۔ انہوں نے 259 projects دکھائے ہیں جس میں 161 projects پچھلے سال کے چلے آرہے ہیں ۔ انہوں نے 89 new projects بتائے ہیں ۔ وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ 617 billion جو Planning Commision نے ہمیں allocation کی تھی اس میں سے صرف جب آپ کا یہ بجٹ پانچ جون کو announce ہوا ہے وہ اس دن یہ کہہ رہا ہے ۔ اس میں سے صرف ہمیں 34.63 billion disbursment ہوئی ہے ۔جناب ! کیا وہاں مولانا صاحبان کی حکومت ہے ۔ اس کا مطلب ہے پختونخواہ پاکستان کا صوبہ نہیں ہے ۔ وہ بھی تو آپ ہی لائے ہیں ۔ ہمارے صوبے کو کیوں نہیں

دیتے ۔ ہم تو اپنے صوبے کے حقوق کے لیے اکٹھے لڑیں گے ۔ خواہ جو بھی ہو گا ۔ وہاں ہم اپوزیشن میں ہیں لیکن یہ ہے کہ ہمارے صوبے کے حقوق ہیں ' ہمارے غریب عوام کے حقوق ہیں ' ہماری development کے لیے کیوں ہمیں پیسہ نہیں دیا جا تا ۔ ہمارے ہاں Industrialization کوئی نہیں میں دعویٰ سے کہتا ہوں مجھے کوئی ثابت کردے کہ کیا ایک سعدیہ سیمنٹ فیکٹری حطار میں تھی .Thats all وہ دیوان والوں نے خریدی ہے اور ان سات سالوں میں میرے صوبے میں کوئی Industrializtion نہیں ہوئی ۔ اس کی وجہ میں بتاؤں کہ cost of production بڑھ رہی ہے جو ٹرک میرے ہاں کراچی سے بارہ ہزار روپے کرائے میں آتا تھا آج وہ ٹرک جب پشاور میں آتا ہے تو وہ مجھ سے چالیس ہزار روپے کرایہ لیتا ہے ۔ کیا Industrialization ہوگی ۔ پھر میں اس raw material کو Produce کروں گا اس کو finish کرکے بھیجوں گا تو پچاس فیصد ضائع ہو جاتا ہے ۔ اس لیے لوگ پچاس فیصد باہر سے پنجاب سے کیوں نہ لائیں ۔ Devlopment کیا ہوئی ہے میں یہ عرض کرتا ہوں پشاور پھولوں کا شہر ہوتا تھا ۔ پوری دنیا میں پشاور مشہور تھا ۔ آج پشاور جائیں دھواں ہے ' قیامت ہے ۔ آپ نے ٹرکوں ' گاڑیوں کی import کی ۔ آپ نے پندرہ سال پرانے ٹرکوں اور بسوں کو allow کیا ہے ۔ اللہ کا کرم ہے اس دفعہ تھوڑی سی عقل آئی ہے کہ انہوں نے پانچ سال پرانی گاڑیوں کی اجازت دی ہے اس سے پرانی نہیں منگوائیں ۔انہوں نے اس دفعہ یہ تو مہربانی کی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے ۔ CBR نے بھی achievement کی ہے۔ اس دفعہ CBR نے اپنے target سے زیادہ recovery کی ہے جو بچی بات ہے وہ ماننی پڑے گی اور یہ بچی بات دوسری جو گاڑیوں کی انہوں نے کی ہے آپ یہ سوچیے کہ 79 ,88,69,89 یہ ماڈلز کی کرولا گاڑیاں آرہی تھیں۔ ارے یار خدا کے لیے pollution سے شہر کا کیا حشر ہو گا۔ ہمارے صوبے پشاور میں جائیے' سانس نہیں لیا جاتا۔اتنا دھواں ہے۔ یہ گورنمنٹ نے ستر وزیر بنائے ہیں چلو ایک وزیر اور بنا لو اکہترواں' یہاں بہت بیٹھے ہوئے ہیں وزارت کی طمع کے لیے۔ایک اور وزیر بنا لو جو coordination کا وزیر ہو اور جو یہ سوچے کہ یار یہ pollution کرنے والے کو ' environment والے اور import والے کو اور finance والوں کو' ان سب لوگوں کو اپنے ساتھ ملائیں اور بیٹھ کرکریں بات کہ اب TR میں آپ نے allow کیا ہے پندرہ سال پرانا ٹرک اور پندرہ سال پرانی

بسیں۔ یہ کہاں کی شرافت ہے۔پندرہ سال پرانے ٹرک پر میرا motion ہے اس Motion میں ' میں اس پر بات کرونگا۔ دوسری ایک بات یہ کہ نواز شریف صاحب کی گورنمنٹ نے ایک زیادتی کی تھی جس کا ہم اس وقت حصہ نہیں تھے اور یہ متواتر وہی زیادتی چلا رہے ہیں۔ دیکھیں میں بات صاف کرتا ہوں کہ جب سے پاکستان بنا تھا اس وقت سے پاکستان میں گندم سارے ملک میں فلور ملوں کو ایک ریٹ پر دی جاتی تھی۔ ایک ریٹ پر آٹا دیا جاتا تھا۔ اس زمانے میں انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ نہیں جی ہر ایک صوبہ اپنی subsidy خود اٹھائے۔ ہمارا صوبہ اور بلوچستان تو ہے نہیں اس قابل۔ نہ ہمارے پاس اتنے revenues ہیں۔ آپ چیف منسٹر رہے ہیں کیا آپ کے پاس اتنا revenue ہے' آپ بتا دیں کہ آپ کے پاس اتنا revenue ہے کہ آپ اپنے صوبے کی subsidy اٹھائیں۔ یہ صرف نواز شریف صاحب کی گورنمنٹ کے وقت میں ہوئی ہے اور یہ وہ continuity of policy کر رہے ہیں جو قوم کے خلاف ہے' میرے صوبے پختونخواہ میں ساری فلورملیں بند پڑیں ہیں جناب۔ ساری فلورملیں بند پڑی ہیں اور آپ اٹک سے موٹروے تک برہان تک آئیں ستائیس اٹھائیس فلورملیں بنی ہوئی ہیں' کیوں کہ یہاں جو گورنمنٹ کے گودام سے جو گندم ملتی ہے وہ سستی ملتی ہے اور وہ سستی گندم بنا کرمیرے سارے پختونخواہ کو بیچتے ہیں۔ جناب میرے ہاں جو انڈسٹری بنی ہوئی بھی تھی وہ خراب ہے آپ کہتے ہیں بہت اچھے کام کیے ہیں' خدارا یہ گندم کے اوپر subsidy دے دیں۔ یہ ساری قوم کو ملے گی۔ یہ ساری صرف یوٹیلیٹی سٹور کے پندرہ فیصد عوام کو نہیں ملے گی اور میرے صوبے اور بلوچستان کی فلورملیں بھی خود چلیں گی۔ آپ تو dependent ہیں آپ کو پتا ہے جناب آپ بلوچستان کے رہنے والے ہیں ۔ جناب بدقسمتی یہ ہے کہ میری اور آپ کی یہ دوسری مرتبہ ہے کہ جب میں تقریر کرتا ہوں تو آپ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے بدقسمتی ہم دونوں کی یہ ہے ہمارے بلوچستان کی اور پختونخواہ کی کہ جو چیز majority ہمارے ہاں پیدا ہوتی ہے اس کا تو ملک میں ایک ریٹ ہے ۔ گیس آپ کے ہاں پیدا ہوتی ہے ۔ اوربجلی میرے ہاں پیدا ہوتی ہے' اس کا تو ایک ریٹ ہے اورگندم جو پنجاب میں پیدا ہوتی ہے اس کا different rate ہے۔ ہرصوبے کے لیے کیوں جناب' خدا کے لیے کیا ہم پاکستانی نہیں ہیں' کیا ہم پاکستانی نہیں ہیں لوگ بڑے دعوے سے کہتے ہیں پاکستانی ہمیں کسی سے سرٹیفکیٹ نہیں چاہیئے پاکستانی ہونے کا ۔ ہم

پاکستانی ہیں ہندوستان میں ہی پیدا ہوئے تھے' اس وقت 1940 میں پیدا ہوئے تھے اس وقت ہندوستان تھا اور پاکستان جب بنا ہے تو پاکستانی ہیں اور پاکستانی رہیں گے ۔ مجھے اللہ تعالی اپنا کرم کرے جو حالات نظر آ رہے ہیں تو وہ تو یہی نظر آ رہے ہیں کہ پاکستان اللہ کرے پروردگار کا صدقہ حسین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے پاکستان رہے لیکن جس طریقے سے گورنمنٹ جا رہی ہے مجھے نہیں لگتا کہ پاکستان رہے گا۔ اللہ کرے میں نے تو بڑا عرض کیا ہے کہ محمد مصطفی کرے کائنات کا صدقہ پاکستان رہے اور پاکستان میں صحیح قسم کی جمہوریت آئے۔ صحیح قسم کی جمہوریت آئے۔ جناب یہ پینٹ کوٹ والے لوگ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان لوگوں کو اپنے ضمیر میں خود سوچنا چاہیئے کہ آج جمہوریت ہے یا نہیں۔ آج جمہوریت ہے یا نہیں ۔ نہیں ہے جمہوریت۔ اس دن مجھے کہا درانی صاحب نے ٹی وی پر' میں نے challenge کیا' میں گیا لیکن وہ ملے نہیں مجھے۔ میں آج بھی ان کو اس ایوان میں challenge کرتا ہوں' میں نے کہا کہ بھارت میں پیٹرول کی قیمت چوالیس روپے ہے' وہ کہتے تھے تجھے پتا ہے بھارت میں ڈالر کا کیا ریٹ ہے' میں نے کہا کہ مجھے پتا ہے کہ وہاں ڈالر کا کیا ریٹ ہے' میں بچہ نہیں ہوں ۔ Please don't interrupt me. I will not allow you to interrupt me.

جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ وہاں ڈالر کا ریٹ کم ہے ۔ ہمارے ہاں ڈالر ساٹھ روپے ہے وہاں چوالیس روپے کا ہے ۔ لیکن وہاں بھی minimum غریب آدمی کی تنخواہ ساڑھے تین ہزار روپے ہے آپ نے چار ہزار روپے کی ہے ۔ ان کو ڈالر کے ریٹ کے حساب سے ساڑھے تین ہزار روپے ملتی ہے تو وہاں ڈیزل اور پٹرول سستا ہوا یا نہ ہوا۔ انہوں نے مجھے ٹی وی پر چیلنج کیا تھا' میں وہاں شام کو گیا تو اس وقت اصل میں جگہ نہیں تھی ۔ تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو جناب نے budget deficit میں privatization کے پیسے استعمال کر رہے ہیں' بہت سی باتیں تھی. مجھے وقت نہیں ملا' anyhow آخر میں میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کالاباغ ڈیم کے جو بنانے والے ہیں اور جو بھاشا ڈیم کی مخالفت کرتے ہیں' چٹھہ صاحب ان سارے دس' بارہ آدمیوں کو میرے پاس لے آئیں' میں صرف اکیلا بیٹھوں گا' technically سمجھاؤں گا کہ کالا باغ ڈیم پاکستان کے لیے viable نہیں ہے ۔ پاکستان کے لیے viable بھاشا ڈیم ہے' پاکستان کے لیے کالا باغ ڈیم جو بنائے گا وہ پاکستان توڑنا چاہتا ہے۔ اگر یہ پاکستان میں کالا باغ ڈیم کی

بات کرتے ہیں تو پاکستان کو رکھنا نہیں چاہتے۔ ہم اپنی قبروں پر بھی کالا باغ ڈیم نہیں بننے دیں گے ۔ یہ ہم آپ لوگوں کو چیلنج کرتے ہیں جس کی مرضی ہے کالا باغ ڈیم بنانے کا شوق پورا کرے، جب تک ہم زندہ ہیں، ہم مر جائیں ہمارے بچے بھی انشاء اللہ اپنا خون بہا دیں گے اور کالا باغ ڈیم نہیں بننے دیں گے۔ تین صوبوں کی متفقہ قرارداد ہے۔ جناب چیئرمین! میرا خیال ہے آپ اس وقت چیف منسٹر تھے جب وہاں قرارداد پیش ہوئی تھی۔ آپ بھی اس میں involve ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میں اس وقت چیف منسٹر نہیں تھا لیکن---

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب والا! میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ یہ جو کالا باغ ڈیم کی باتیں کرتے ہو خدا را یہ باتیں اچھی نہیں ہیں اور business community کو confidence میں لیا جائے، business community کو confidence میں نہیں لیا گیا، cost of production کم نہیں کی گئی تو میں آپ کو بتا دوں ملک میں production نہیں ہوگی، industry بند ہو جائے گی اور ہمارے میمن بھائی اور چنیوٹ کے دوست جو ہیں، آج بھی ہمارے چنیوٹی دوستوں نے اردن میں industry لگائی ہے۔ یہ سارے باہر جائیں گے، industry یہاں سے نکلے گی تو پھر کیا ہوگا؟ جب باہر سے بھی آپ industrialist لائیں گے، اگر مقامی industrialists نہیں ہوں گے تو باہر کے industrialists نہیں آئیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شوکت عزیز صاحب کو اس بات کو خود سوچنا چاہیے کہ کیا اتنی زیادہ cost of production industry کے لیے possible ہے؟ کیا یہ possible ہے آپ خدا کو حاضر ناظر جان کر خود سوچیے کہ cost of production اتنی بڑھ گئی ہے کہ industrialist industry نہیں لگا سکتا۔ اور rate of interest اتنا بڑھ گیا ہے، جناب! خدا کے لیے! دو سال پہلے rate of interest عشرت صاحب کے دور میں بڑھنا شروع ہوا، rate of interest double سے زیادہ ہوگیا ہے تو cost of production پر rate of interest بڑھتا ہے اور کس پر بڑھتا ہے اور یہ 99 billion جو بنکوں نے کمائے ہیں وہ کس چیز سے کمائے ہیں؟ Saving والوں کو انہوں نے پیسے کم دیے ہیں، ان کے متعلق آپ نے کیا کیا، اس دفعہ 99 billion والوں پر ٹیکس بڑھانا

چاہیے تھا۔ ہر ایک کی this is on the record ' اٹھا کر دیکھیں balance sheet ہر ایک کی balance sheet اٹھا کر دیکھیں it is three times more than the last year profit دیا ہے انہوں نے' وہ کس کا profit ہے' وہ میرا اور آپ کا خون ہے اور کس کا ہے؟ غریب عوام کا خون ہے' غریب عوام کا پیسہ ہے جو انہوں نے سستے ریٹس پر deposits لیے ہیں اور مہنگے ریٹس پر دیے ہیں۔

جناب والا! میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے میری باتیں سنیں اور میں حکومتی بنچوں والوں کا بھی مشکور ہوں' ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ صرف محترمہ تھوڑا بولنے لگیں لیکن انہوں نے مہربانی کی کہ نہیں بولیں ۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین ، Thank you very much Bilour Sahib. سیاسی connotations اپنی جگہ لیکن ان کی جو as a businessman باتیں تھیں they were worth listening.

سینیٹر کامل علی آغا، ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں اپنے بھائی بلور صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پاکستان سے محبت کا اظہار کیا' میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن مجھے ایک بات پر اعتراض ہے انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ اب پشاور مشہور نہیں رہا۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے پاکستان کا پیارا ترین شہر پشاور ہے۔ چاروں صوبوں کے عوام کو پشاور سے محبت ہے اور میں ان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ پشاور آج بھی اتنا ہی مشہور ہے جتنا کہ کل مشہور تھا۔ جناب چیئرمین! ایک عرض کرنا چاہتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرے بھائی نے پاکستان سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ لیکن مجھے ایک بات پر اعتراض ہے کہ انہوں نے یہ فرمایا کہ پشاور اب مشہور نہیں رہا یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ پاکستان کا پیارا ترین شہر پشاور ہے۔ چاروں صوبوں کی عوام کو پشاور سے محبت ہے۔ یہ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ پشاور آج بھی اتنا ہی مشہور ہے جتنا کل تھا۔

سینیٹر الیاس احمد بلور ، میں نے یہ بات کہی تھی کہ پشاور کبھی پہلے پھولوں کا شہر تھا آج وہ گند کے ڈھیر کا شہر بنا ہوا ہے۔ promotion نہیں ہے۔ جناب میں نے یہ کہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ' انشاء اللہ معاملے چلتے رہیں گے' انشاء اللہ ہم سینیٹر ہی پاکستان کو پھولوں کا ملک بنائیں گے۔ پروفیسر ابراہیم صاحب are you ready اس کے بعد جاوید صاحب۔ آج ہم دیر تک بیٹھیں گے' پرواہ نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم نے الیاس بلور صاحب کو آدھا گھنٹہ سنا ہے وہ بھی ہمیں رات کو دیر تک سنیں گے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان : (عربی) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو ان کا حق دو' مسکین کو اور مسافر کو' فضول خرچی مت کرو' بے شک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بہت ہی ناشکرا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ نے ایک ریمارکس یا observation pass کی کہ ڈاکٹر سلمان شاہ صاحب قومی اسمبلی کا الیکشن لڑنے والے ہیں۔ مجھے آپ سے مکمل اتفاق ہے اور شاید یہ بجٹ اور بجٹ تقریر یہ حقیقت میں بجٹ تقریر نہیں ہے' یہ انتخابی منشور ہے۔ ڈاکٹر سلمان شاہ صاحب کا بھی اور ان سے بڑھ کر اگلے سال جنرل پرویز مشرف صاحب وردی سمیت صدارتی انتخاب لڑنا چاہتا ہے یہ بجٹ تقریر اس کا بھی منشور ہے۔

جناب چیئرمین! یہ منفرد بجٹ تقریر ہے' گزشتہ بجٹ تقاریر کے ساتھ اگر اس کا موازنہ کیا جائے تو اس میں واضح فرق دکھائی دے گا۔ اس کی زبان بجٹ تقریر کی زبان نہیں بلکہ انتخابی جلسے کی' انتخابی منشور پیش کرنے کی زبان ہے۔ جس پر مجھے افسوس ہے اور اگر وزیر مملکت برائے خزانہ رضا کارانہ طور پر اس تقریر کے بعض جملے واپس لے لیں تو بہت ہی اچھا ہو گا۔

جناب چیئرمین! اس تقریر میں سب سے پہلا نقطہ جس کی وضاحت کی گئی ہے وہ دفاعی بجٹ ہے۔ جو 250 ارب روپے پر مشتمل ہے۔ میرے دوستوں نے یہ نشاندہی کی ہے کہ اس میں فوج کا پنشن بجٹ شامل نہیں ہے اگر اس کو بھی شامل کیا جائے تو یہ اس سے کہیں زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اس وقت اس کو GDP کا جو تین فیصد کہا جاتا ہے یہ شاید GDP کا بہت زیادہ فیصد حصہ بنے۔ جناب چیئرمین! فوج ہماری فوج ہے' فوج کا ہم احترام کرتے ہیں لیکن اس وقت فوج سے جو کام لیا جا رہا ہے۔ فوج کے لیے بالکل ناجائز ہے کہ اس پر یہ بجٹ استعمال ہو۔

جناب چیئرمین! جنرل پرویز مشرف صاحب بھی کچھ اور حکام بھی یہ بات کہتے رہے ہیں کہ ہمیں باہر سے کوئی خطرہ نہیں' ہمیں اندر سے خطرہ ہے۔ جناب چیئرمین! ایک لطیفہ ہے کہ

ایک مولانا صاحب ممبر پر واعظ فرماتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر آدمی وضو کرے تو وہ شیطان سے قلعے میں محفوظ ہو جاتا ہے اور اگر وضو ہو اور وضو پر وضو بنا لے تو دو قلعوں میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ ایک عام آدمی نے اٹھ کر کہا کہ مولانا صاحب یہ کیسے قلعے ہیں کہ تھوڑی سی ہوا خارج ہو جاتی ہے اور سارے مسمار ہو جاتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ اصل میں یہ قلعے تو بیرونی حملہ آور کے خلاف ہوتے ہیں اور اندرون سے جو انتشار اٹھتا ہے تو قلعے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے میری جنرل پرویز مشرف سے گزارش ہے کہ اندرون کے اندر جو انتشار پایا جاتا ہے آپ کی فوج اس انتشار کو کبھی بھی قابو نہیں کرسکتی۔ فوج اندرون کے انتشار کو قابو کرنے کے لیے نہیں ہوتی۔ فوج سرحدات کی حفاظت کے لیے ہے۔ آپ خود یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس وقت بیرونی سرحدات پر ہمیں کوئی خطرہ نہیں، اندرون میں بلوچستان کے اندر، وزیرستان کے اندر، قبائل کے اندر جس طریقے سے آپ فوج کو استعمال کر رہے ہیں اس پر بجٹ خرچ کرنا بالکل حرام ہے۔ آپ ملک کے اندر انتشار کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو ملک کے اندر جو قوتیں ہیں، جو سیاسی قوتیں ہیں، جو جمہوری قوتیں ہیں، جو دینی قوتیں ہیں ان کو اپنے ساتھ بٹھائیں۔ ان کے ساتھ گفتگو کریں۔ ان کے ساتھ مذاکرات کریں اور ملک کے اندر تدبر کے ساتھ اور فراست کے ساتھ اگر آپ کام کریں گے تو ملک کے اندرونی انتشار پر قابو پایا جا سکتا ہے ورنہ آپ نے جو رویہ اختیار کیا ہے، پاکستان کی عوام پر فوج کو جس طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے کہ میران شاہ سے سات کلومیٹر باہر واقعہ ہوتا ہے اور آپ کے گن شپ ہیلی کاپٹر مسجد کے اندر نمازیوں کو شہید کرتے ہیں۔ اس طریقے سے تو ملک کے انتشار پر قابو نہیں پایا جاسکتا۔ آپ بلوچستان کو دھمکیاں دیتے ہیں کہ یہ 71 نہیں ہے، آپ کو پتا نہیں چلے گا کہ کہاں سے ہٹ کیا گیا ہے۔ آپ قبائل کو دھمکیاں دیتے ہو کہ غیر ملکیوں کو نکال لو ورنہ فوجیں رہیں گی۔ اس طریقے سے اندرونی انتشار پر قابو نہیں پایا جا سکتا۔

اس کے مقابلے میں اگر ہم تعلیم اور صحت کے بجٹ کو دیکھیں تو کچھ بھی نہیں۔ جناب چیئرمین! ہمیں failed state کہا گیا' ناکام ریاست۔ اسی بنیاد پر کہا گیا کہ دفاع پر زیادہ خرچ کر رہے ہیں تعلیم اور صحت پر کچھ خرچ نہیں ہو رہا۔ جناب چیئرمین! تین چیزیں ایسی ہیں جو کسی بھی فلاحی ریاست کے شہریوں کو مفت ملنی چاہئیں۔ اس میں سب سے پہلے چیز تعلیم

ہے، دوسری چیز صحت ہے اور تیسری چیز انصاف ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کو ایک فلاحی ریاست بنائیں تو اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ یہاں پر تعلیم، علاج اور انصاف مفت ہو۔ یہ لازم ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت ہمارے پاس حکومت کے فراہم کردہ جو اعداد و شمار ہیں ان کے مطابق فوج کے لیے دو کھرب پچاس ارب اٹھارہ کروڑ اور بیس لاکھ ہے۔ یہ defence affairs and services کے لیے ہے۔ صحت کے لیے 4 ارب 72 کروڑ اور 80 لاکھ، education affairs and services 18 ارب 77 کروڑ اور 80 لاکھ۔ کہاں 2 کھرب اور 50 ارب کہاں یہ 4 ارب اور 18 ارب اسی لیے ہمیں failed state کہا گیا ہے۔ failed state سے نکلنے کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ڈیفنس بجٹ ایجوکیشن اور health بجٹ میں divert کیا جائے۔ عوام کو مفت تعلیم اور مفت انصاف فراہم کرنے کے لیے کام ہو۔

جناب چیئرمین! divisible pool سے صوبوں کو 45% مل رہا ہے۔ جناب چیئرمین! گزشتہ تین سال سے NFC Award declare نہیں ہو رہا تھا۔ بڑی مشکل سے declare ہوا اور صوبوں کا مطالبہ تھا پچاس فیصد کا اور مرکزی حکومت 48.5% پر متفق ہو گئی تھی اس کے بعد بھی ان کو 45% مل رہا ہے یہ کیسے مل رہا ہے اور کیوں 50% نہیں مل سکا۔ کم از کم اگر وہ پچاس فیصد نہیں تھا تو کم از کم 48.5% تو ان کو ملنا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین! یہ کہا گیا کہ پیداوار 06-2005 میں مجموعی 8.6% شرح تھی اور اس سال وہ 6.6% ہو گیا اس کو کہا گیا کہ زلزلہ آیا اور دوسری چیزیں ہوئیں۔ بدرا بہانہ بسیار است۔ یہ اضافہ کس مد میں ہوا ہے sevices and banking sector میں اضافہ ہوا ہے اور زراعت اور manufacturing جو ہماری معیشت کی ریڑھ اور معیشت کی بنیاد ہے وہاں پر کمی ہوئی ہے اور اس کو چھپایا جا رہا ہے۔ چور کہتے ہیں کہ دنیا میں سب چور، چور، کوئی انڈا چور، کوئی مرغی چور اور کوئی دل کا چور اور ہمارے وزیر خزانہ صاحب زبان کے چور نکلے۔ وہ ایسے زبان اور الفاظ میں ہیرپھیر کر دیتے ہیں کہ بالکل ہم ان کی چوری اب پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں----

جناب ڈپٹی چیئرمین، پروفیسر صاحب! آپ کبھی دل کے چور رہے ہیں؟

(قہقہے)

آوازیں، سوال کا جواب دیں ۔جواب دیں جی ۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، بعض سوالات بغیر جواب کے رہیں تو بہتر رہتا ہے ۔

جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے قومی خزانہ بھرا ہے اور کہتے ہیں کہ جب لیڈر اپنے bank balance بڑھانے کی فکر میں لگ جائیں تو قومی خزانہ خالی ہو جاتا ہے ۔ جب leadership دیانت اور transparency کے ساتھ محنت کرے تو اللہ کامیابی دیتا ہے ۔

جناب چیئرمین ! میرے دوست الیاس بلور صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا کہ foreign reserves کی اصل حقیقت کیا ہے ؟ آٹھ ارب کے بانڈ چھپوا کر آٹھ ارب ڈالر خریدے گئے ہیں اس طریقے سے آپ قومی خزانہ بھر رہے ہیں۔ آگے جاکر وہ افراط زر کے بارے میں کہتے ہیں کہ وزیر صاحب اسے نعمت خداوندی کے طور پر پیش کر رہے ہیں حالانکہ افراط زر اس لیے ہے کہ تم نے نوٹ چھاپے ہیں اور اس کو circulation میں لائے ہیں ۔ باہر سے پیسہ آیا ہے اور اس کو آپ utilize نہیں کرسکے ہیں اور مجھے خوشی ہوتی اگر یہ ثابت کردیا جاتا کہ فی الواقع حکومتی ذمہ داران کے bank balance اور جیبیں نہیں بھری ہیں۔ اگر یہ ثابت کردیا جاتا تو مجھے خوشی ہوتی لیکن اس وقت صورتحال یہ ہے کہ خزانے کو مصنوعی طور پر بھرا گیا ہے ۔ حقیقت میں خزانہ خالی ہے جبکہ جیب بھرے گئے ہیں اور ملک کے اندرون اور بیرون ملک بھی accounts بھرے ہیں۔ ورنہ ذرا سامنے آجائے اور بیرون اور اندرون ملک اکاؤنٹس ہمارے سامنے کھول کے رکھ دیں۔

جناب چیئرمین! کہا جاتا ہے کہ کشکول کو توڑ دیا گیا ہے ۔ چھ ارب ڈالر سے زائد قرضہ World Bank سے لیا جاتا ہے اور اس کو کہا جاتا ہے کشکول توڑ دیا گیا ۔ یہ آئندہ نسلوں کے ساتھ انتہائی ظلم ہے کیونکہ یہ ان کو ادا کرنا پڑے گا ۔ اس وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے پاؤں کو کنٹرول میں رکھیں اور چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائیں ۔ اس طریقے سے ہم قابو پا سکتے ہیں ورنہ کبھی ممکن نہیں کہ مصنوعی طریقے سے اس کو قابو کیا جاسکے ۔

جناب چیئرمین! گوشت عام آدمی کے لیے ایک عیاشی سمجھی جاتی تھی۔ مہنگائی کے ہاتھوں لوگ مجبور ہو گئے ہیں کہ گوشت کو چھوڑ کر دال سبزی پر گزارہ کریں اور اب تو یہ بھی دسترس سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دالوں کو سستا کیا گیا، اس پر سبسڈی دی گئی اور یوٹیلٹی سٹورز پر دالیں رکھ دی گئی ہیں۔ یہاں رکھنے سے پوری قوم کو کیا حاصل ہوا؟ اور پھر یوٹیلٹی سٹور پر جو گھپلا ہوا کہ چینی کے ساتھ دو سو روپے کی مزید خریداری کریں، دالوں کے ساتھ بھی خریداری کرنی پڑے گی۔

جناب چیئرمین! سبسڈیز دی جا رہی ہیں اور یہ کن کو مل رہی ہیں؟ واپڈا، کے ای ایس سی، پاسکو، ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان، آئل ریفائنریز کو دی جا رہی ہے۔ ان کو اور importers کو subsidies دی جا رہی ہیں۔ آپ یہ subsidies ملک کے اندر کاشتکار کو دیں، کسان کو دے دیں، آپ بجلی سستی کریں۔ آپ ملک کے اندر پیداوار بڑھائیں۔ اس طریقے سے مستقل بنیادوں پر مسئلہ حل ہوگا لیکن adhocism سے، مصنوعی طور پر مہنگائی کو tackle کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس طریقے سے کبھی بھی مہنگائی پر قابو نہیں پایا جاسکتا۔

چینی کا بحران، نیب نے ہاتھ ڈالا اور پھر چھوڑ دیا۔ آج تک معلوم نہیں ہو سکا۔ جناب چیئرمین! حکمران اگر کاروباری بن جائیں تو پھر ملک کے اندر کاروباری حالات کبھی بھی ٹھیک نہیں رہ سکتے۔ اس وقت ہمارے حکمران کاروباری بن گئے ہیں اور اس لیے ہم ان مشکلات سے دوچار ہیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت Finance Bill کی صورت میں، جناب ڈاکٹر خالد رانجھا صاحب نے پہلے دن یہ بات فرمائی تھی۔ یہاں پر مجسٹریٹ مقرر کیے جا رہے ہیں اور Criminal Procedure Code کو بھی finance bill کا حصہ بنا دیا گیا ہے اور اس طریقے سے اس ایوان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔ اس طرح اور کوئی باتیں ہیں۔ میں نے یہ بات عرض کی کہ manufacturing اور زراعت یہ ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس میں ہم نے ترقی نہیں کی لیکن اس بات کو چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! زرعی بنک سے قرضے دیئے جاتے ہیں لیکن یہ جواب بھی دیا جائے کہ اس وقت ملک کے اندر کس شرح سود پر قرضہ مل رہا ہے اور زرعی بنک سے کس شرح سود پر قرضہ

دیا جا رہا ہے۔ وہاں پر بھی ایک استحصالی نظام ہے۔ میں عرض کروں گا کہ یہ سودی نظام ہماری معیشت کی بنیاد ہے' وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ آیا ہے' اس پر Supreme Court Shariat Appellate Bench کا فیصلہ آیا ہے لیکن اس کو سبوتاژ کیا گیا۔ ان فیصلوں کو چھوڑ دیں' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ سود کی حرمت اللہ کی طرف سے آئی ہے (عربی) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' اللہ سے ڈرو اور سود چھوڑ دو اگر تم مومن ہو اور اگر اس کام سے باز نہیں آتے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر تم توبہ کر لو تو نہ تو راس المال تمہارا حق بنتا ہے' نہ تم پر ظلم کیا جائے اور نہ تم کسی پر ظلم کرو۔

جناب چیئرمین! کہا جاتا ہے کہ اگر سود کو ختم کیا گیا تو سارا معاشی ڈھانچہ بیٹھ جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ اس ڈھانچے کو نہیں بیٹھنا چاہیے' اس ڈھانچے کو دفن ہونا چاہیے' درگور ہونا چاہیے' یہ ایک استحصالی ڈھانچہ ہے' یہ ظلم کا ڈھانچہ ہے اور اس ظلم کے ڈھانچے کو تو بالکل دفن ہونا چاہیے' اس کا بیٹھ جانا اس قوم اور ملک کے حق میں بہت ہی بہتر ہو گا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ صدر پرویز مشرف صاحب نے بھاشا دیامر ڈیم کا اعلان کر دیا۔ 2016ء کا اعلان ہوتا ہے اور 2016ء تک کوئی ڈیم بھی نہیں بن سکتا۔ بھاشا دیا مر ڈیم کے لیے جو تیاری ہونی چاہیے تھی' وہاں تک رسائی کے راستے' وہاں تک مشینیری کا پہنچانا' اس کے بعد یہ اعلان ہوتا تو تب یہ ممکن تھا کہ بھاشا ڈیم تعمیر ہوتا لیکن اس وقت تک کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ کالا باغ ڈیم' پنجاب کے جذبات کے ساتھ ایک کھیل جاری ہے۔ جنرل پرویز مشرف صاحب پنجاب کے جذبات کے ساتھ کھیل کر رہے ہیں' ان کے سامنے کالا باغ ڈیم بنانے کی کوئی تجویز نہیں ہے' نہ یہ بنے گا اور نہ بن سکتا ہے۔ وہ صرف پنجاب کے جذبات اور احساسات کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

Subsidy کے بارے میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ زراعت کو چھوڑ کر livestock کے بارے میں بات ہوتی ہے کہ وہاں پر ہم نے بڑی ترقی کی ہے اور اصل زراعت کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! وزیر صاحب کہتے ہیں کہ بجلی کی قیمت میں اضافہ ہوا اور خدا کا شکر ہے ہم اس گناہ میں شریک نہیں ہیں۔ بلور صاحب نے بڑے پیارے انداز سے سمجھایا۔ میں بھی وزیر مملکت صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی عمر چھوٹی ہے' شاید آپ اس گناہ میں شریک نہ ہوں لیکن آپ کے والد محترم لازماً اس گناہ میں شریک ہوں گے اور آپ کے دادا

جان محترم تو بالکل اس گناہ میں لازماً شریک ہیں' اس لیے ایسی زبان کی کوئی ضرورت نہیں ہے' یہ بجٹ کی زبان نہیں ہے۔ بجلی کی subsidy دی جاتی ہے' بجلی کے نرخوں میں کمی کی جائے۔ مولانا گل نصیب خان صاحب نے درست فرمایا کہ 3000 سے عام تنخواہ کو 4000 پر بڑھایا گیا اور جس کے گھر 5000 کا بل پہنچ جاتا ہے تو پھر وہ کیا کرے۔ اس ملک میں مسلسل بجلی چوروں کا اضافہ ہو رہا ہے' ایک طرف تو وہ ہیں جو لاکھوں کی بجلی استعمال کرتے اور کوئی bill نہیں دیتے اور ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ' دوسری طرف وہ لوگ ہیں جن کے بجلی کے connections چند ہزار کی وجہ سے کاٹ دیئے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ کہا جاتا ہے کہ 25 ہزار روپے سے زائد نکلوانے پر پہلے 0.1 فیصد تھا اب 0.2 فیصد کر دیا گیا ہے۔ یہ کس کھاتے اور کس خوشی میں کیا گیا ہے۔ آدمی نے خود ہی بنک میں اپنا پیسہ رکھا ہے اور اپنا پیسہ نکلوا رہا ہے' اس پر بھی حکومت ڈاکہ ڈال رہی ہے۔ جائیداد سے حاصل ہونے والے کرایہ پر 5% fix tax لاگو ہو گا۔ یہ بیواؤں اور یتیموں کی جائیدادیں بھی ہو سکتی ہیں' یہ ظالمانہ ٹیکس ہے۔

Telecom Sector کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ موبائل کے connections بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! میری جیب میں میرے ہی نام سے تین connections پڑے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وقت آنے والا ہے کہ سولہ کروڑ عوام کے نام بتیس کروڑ موبائل connections ہوں گے اور اس کو ترقی کا راز کہا جاتا ہے۔ اس موبائل connection نے تو تباہی مچادی ہے اور اس کو اب ختم ہونا چاہیے۔ ترقی کا کوئی راز اس میں نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! موٹروے اور سڑکوں کی بات ہوئی ہے بہت خوشی کی بات ہے۔ موٹر ویز تعمیر ہونے چاہئیں' سڑکوں کی حالت بہتر ہونی چاہیے لیکن پہلے تو سڑکوں کی حالت بہت ہی ابتر ہے۔ جو سڑک تعمیر ہوتی ہے وہ تین مہینے سے زیادہ نہیں چلتی اور آپ ذرا پشاور تک کا سفر کرلیں اور آپ معلوم کرلیں کہ یہ اکھڑی ہوئی سڑک کتنا عرصہ پہلے تعمیر ہوئی اور آج اس کی حالت کیا ہو گئی ہے۔ اور پھر میں عرض کروں گا کہ اس budget speech سے ریلوے بالکل غائب ہے جو سستا ذریعہ communication ہے جو اس ملک کے اندر بن سکتا ہے۔

Locomotive factories ہیں، انجن تیار ہو سکتے ہیں اور privatization کی بات پہلے بھی ہوئی ہے۔ سٹیل مل کو privatize کرنے کے بجائے آپ اس کام پر لگا دیں کہ اس ملک میں نئے ریلوے tracks بچھا دیئے جائیں۔ سڑک سے بوجھ بھی کم ہوگا اور لوگوں کو آسان communication کا ذریعہ بھی ہاتھ آئے گا لیکن اس بجٹ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! تعلیم کے بارے میں مفت کتابوں کا ذکر ہے۔ بڑے افسوس کے ساتھ میں یہ بات عرض کروں گا کہ زلزلہ زدہ علاقے کی طرف سے محکمہ تعلیم کو یہ تجویز آئی کہ ان کو کاغذ ٹیکس فری دیا جائے لیکن سی بی آر کے ساتھ خط و کتابت کے باوجود سی بی آر نے اس کو regret کیا اور وہ کاغذ نہیں ملا۔ میں اس کی مذمت بھی کرتا ہوں آپ کی وساطت سے اور حکومت سے اور سی بی آر سے مطالبہ بھی کرتا ہوں کہ زلزلہ زدہ علاقے کے لیے مفت کاغذ صوبہ سرحد اور کشمیر حکومتوں کو دیا جائے جس پر کوئی ٹیکس نہ ہو۔ سی بی آر اس ٹیکس کو واپس لے تاکہ وہاں کے طلباء کے لیے مفت تقسیم ہوتا ہے لیکن اس کا کچھ کم خرچ بھی ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ کہا جاتا ہے کہ بجلی اور گیس بہت زیادہ علاقے میں پہنچا دی گئی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ صوبہ سرحد میں گھرگھری کے مقام پر گیس فیلڈ قائم ہوا ہے وہاں سے national grid کو تو گیس پہنچ گئی ہے لیکن گھرگھری کے گاؤں تو اب تک گیس نہیں پہنچی ہے۔ جناب چیئرمین! وہاں کرک ضلع ہے وہاں قریبی گاؤں کو اور جنوبی اضلاع کو گیس نہیں پہنچائی گئی اور national grid میں گیس پہنچ گئی ہے۔

جناب چیئرمین! شکردرہ کے اندر گیس نکلی اور وہ گیس داؤد خیل فرٹیلائزر تک پہنچ گئی ہے لیکن شکر درہ اس گیس سے محروم ہے۔ جناب چیئرمین! محرومی کا یہ احساس بڑھے گا۔ پانچ فیصد محرومی ہوگی، پچانوے فیصد احساس اس کے ساتھ شامل ہوگا اور سو فیصد بن کے اس سے ایک لاوہ بنے گا اور یہ صورت حال جناب چیئرمین! پیدا ہوگی جس صورت حال سے ہم اس وقت دو چار ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ کہا گیا کہ یہاں روشنی ہے۔ ترقی اور روشنی سے اکثر انکار کرنے والوں سے کیا میں پوچھ سکتا ہوں انہوں نے ٹیلی وژن سیٹ بتائے ہیں۔ انہوں نے ریفریجریٹر کی بات کی ہے۔ جناب چیئرمین! ٹیلی وژن سیٹ اور ریفریجریٹر کون استعمال کرتا ہے اور وہ

کہتے ہیں موٹر سائیکلوں میں اتنا اضافہ ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، پروفیسر صاحب میں آپ کے لیے ٹائم چوری کر رہا ہوں آپ نے دل کی چوری کی بات نہیں کی۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، میں بالکل آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اپنی تقریر conclude کر رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ چیزیں کتنے ہزار افراد تک پہنچی ہیں۔ وزیر خزانہ کہتے ہیں یہاں روشنی ہے۔

جناب چیئرمین! عمر ابن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ ایک رات اپنے گھر پہنچے اور گھر میں تاریکی تھی۔ بیوی سے پوچھا انہوں نے کہا کہ چراغ میں ڈالنے کے لیے تیل نہیں ہے۔خلیفہ وقت نے، امیر المومنین نے اہلیہ سے کہا کہ ذرا دیوار سے سر اٹھا کے دیکھو دوسرے گھروں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے دوسرے گھروں میں جھانک کے دیکھا اور کہا کہ وہاں تو روشنی ہے۔امیر المومنین نے کہا کہ اس گھر میں تاریکی ہے اس لیے سارے گھر روشن ہیں۔ اگر یہ گھر روشن ہو گیا تو سارے گھر تاریک ہو جائیں گے۔ آج اسلام آباد جگمگا رہا ہے روشنیوں کے اندر اور وزیر خزانہ کو روشنی ہی روشنی دکھائی دیتی ہے جبکہ پورا ملک تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ بہت سارے لوگوں کو سب کچھ مل رہا ہے ۔ کیا وہ اس بات پر ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ کروڑوں کی تعداد میں ان غریبوں کو یہاں شاہراہ جمہوریت پر لایا جائے تاکہ اس ظالمانہ نظام کو بیخ و بند سے اکھاڑ پھینکا جائے اور یہاں پر ایک عادلانہ نظام کی بنیاد رکھ دی جائے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، بہت شکریہ پروفیسر صاحب ' Javed Ali Shah please take the floor.

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، جناب چیئرمین! بہتر ہوگا کہ اب adjourn کر دیا جائے۔ کیونکہ evening session ہونا ہے تو اس میں بات کر لیں گے۔

Mr. Deputy Chairman: Then you will be the first speaker. Let him be the first speaker in the evening session the House is adjourned.

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کیونکہ ابھی نماز کا بھی وقفہ کرنا ہے۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، میں اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ اب time مناسب نہیں ہے ۔ پھر آپ اس میں interrupt خود کریں گے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں' میری نیت تو interrupt کرنے کی نہیں ' میرے میں بہت برداشت ہے ۔

سینیٹر کامل علی آغا، ابھی دو بج رہے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، بالکل The let him be the first speaker in the evening session اور میرے سارے colleagus سے گزارش ہے کہ تھوڑا time پر آئیں کہ موقع ہو ۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب! آپ نے تین ممبرز کو 15/15 minutes دے دیئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، دیکھیں! میں اتنی دریا دلی تو کرتا ہوں۔ یہ time پر بات بھی کریں اور اپنی پارٹی' اپنے خیالات اور حلقوں کی نمائند گی بھی کریں ۔ جی اعوان صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹرظہیر الدین بابر اعوان، ایک دفعہ نہیں بلکہ تین دفعہ دل کے چور کا تذکرہ کیا پھر آپ نے اعتراف فرمایا کہ آپ دریا دل بھی ہیں تو جس طرح سے آپ نے بزرگ سے تذکرہ کیا وہ میرے بڑے بھائی ہیں' جواب جو شعر میں ہو سکتا ہے ۔ ان کی طرف سے میں آپ کو دیتا ہوں کہ

کہاں سے آپ زمانے کے بعد آئے ہیں
میرے شباب کے جانے کے بعد آئے ہیں

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہاں یہ بات ہوئی ۔ پروفیسر صاحب کے چہرہ پر بھی بڑی خوفناک مسکراہٹ ہے ۔ تو Then Insha Allah شام کو پانچ بجے دوبارہ اکٹھے ہوں گے۔

[The House was then ad journed to meet again at 5.00 p.m on the same day.]

(The House reassembled at 5.20 p.m with Mr. Chairman, Mr Mohammedmian Soomro in the chair)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سید جاوید علی شاہ۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: جناب چیئرمین! بجٹ پر بڑی سیرحاصل گفتگو کی گئی ہے۔میں نہ ہی economy کا student رہا ہوں اور نہ ہی figures کی باتیں کر سکتا ہوں مگر کسی بھی ملک کا بجٹ اس سال کے حالات کا جائزہ لے کر متعین کیا جاتا ہے کہ ہمارا یہ سال کس طرح گزرے گا اور اپنی ہم limits میں رہ کر کس طرح گزارہ کریں گے۔ کچھ دن پہلے اسی ہاؤس میں مہنگائی پر بات ہوئی تو میں نے گزارش کی تھی کہ کسی بھی state کی جو prime responsibilities ہوتی ہیں' وہ دو ہوتی ہیں۔ ایک لوگوں کی جان و مال کا تحفظ ہوتا ہے جس میں امن عامہ شامل ہے' لوگوں کو انصاف دلانا شامل ہے اور دوسرا لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کرنا' لوگوں کی روزی کا بندوبست کرنا۔ نوجوانوں کے لیے ملازمتوں کا حصول کسی بھی state کی prime responsibilities ہوتی ہیں۔ جناب چیئرمین! اس کے عوض حکومتِ وقت لوگوں سے ٹیکس وصول کرتی ہے اور وہ لوگ جنہیں یہ چیزیں میسر آ رہی ہوں' وہ خوشی سے یہ ٹیکس دینا پسند کرتے ہیں کیونکہ انہیں پتا ہوتا ہے کہ ہم اس کے عوض پرامن اور پر سکون زندگی گزارسکیں گے اور ہمیں کسی قسم کا فکر لاحق نہیں ہوگا۔ ہماری جان و مال کا تحفظ بھی حکومت کرے گی۔ ہماری چاردیواری کا تحفظ بھی کرے گی اور ہمیں روزگار بھی فراہم کرے گی' کھانے پینے کا بندوبست بھی کرے گی اور یہ چیزیں ذہن میں رکھ کر ہرشخص بڑی خوشی سے ٹیکس دیتا ہے۔ اب بدقسمتی ہے کہ اگر ٹیکس دینے کے باوجود کوئی بھی حکومت ان کو یہ دو چیزیں دینے میں ناکام ہو۔ اگر دیکھا جائے کہ دنیا میں جتنی بھی بڑی بڑی تبدیلیاں آتی ہیں' ان میں economic conditions کا بڑا دخل ہوتا ہے ۔ دنیا میں معاشی بدحالیوں کی وجہ سے انقلاب آئے' ملکوں کی تقسیم ہوئی ۔ خود ہمارا ملک پاکستان تقسیم ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ' کا نعرہ لگا تھا' مگر میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ

اگر Sub-Continent of India میں economic conditions uneven نہ ہوتیں، مسلمان معاشی بدحالی کا شکار نہ ہوتے، ہندو کی بالا دستی نہ ہوتی اور ہندو کی لال کتاب میں ہمارے نام نہ لکھے ہوتے تو پھر آزادی کا نعرہ ہندو لگاتا، مسلمان نہ لگاتا۔ ہم کہتے کہ ہم یہ لال قلعہ، یہ تاج محل کس کے سپرد کرکے جائیں۔ ہمیں آزادی کا نعرہ صرف اس لیے لگانا پڑا کہ ہماری معاشی حالت ہندو کے مقابلے میں بدتر تھی اور پھر اس کے بعد انہی آنکھوں نے دیکھا کہ وہ بنگال جہاں آزادی کی تحریک اس خطے سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ چلی، جہاں مسلم لیگ نے جنم لیا، جہاں بننے مسلم لیگ کا پہلا president بنگالی تھا، وہ لوگ economic conditions کے uneven ہونے کی وجہ سے مسلمان ہونے کے باوجود ہم سے علیحدہ ہو گئے۔ آج ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ نامصائب حالات میں بھی جو بھی حالات ہمیں میسر آئے، آج ہمارے system میں ایک consistency ہے۔ کہتے ہیں کہ دنیا میں وہی قومیں اقتصادی ترقی کر سکتی ہیں جن کے political system میں consistency ہوتی ہے۔ جناب والا! consistency اس وقت آئے گی جب political institutions strong ہوں گے۔ ہم democracy کی بات کرتے ہیں اور democracy راتوں رات جنم نہیں لیتی۔ اس کے لیے وہ ماحول پیدا کرنا ہوتا ہے جس میں tolerance, patience and flexibility ضروری ہوتی ہے۔

میں پورے بجٹ کو یہاں discuss نہیں کر سکتا۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ میرا تعلق ایک کاشت کار گھرانے سے ہے اور جس علاقے سے میں آیا ہوں، وہاں کے 90% سینیٹ اور قومی اسمبلی کے ممبران کاشت کار ہوتے ہیں۔ اس لیے میں energy, agriculture, electricity, education and defence کے متعلق بات کروں گا۔ جناب چیئرمین! جیسے وزیر موصوف نے فرمایا کہ پچھلے سال زراعت میں جتنی expectations تھیں، وہ ہم حاصل نہ کر سکے اور اس کی وجہ سے زراعت میں ہمیں وہ اہداف نہ مل سکے جو ہم چاہتے تھے۔ یہ ایک زرعی ملک ہے۔ کبھی ہم نے سوچا ہے کہ کیا وجوہات ہیں کیا اس ملک میں irrigation system خراب ہے اور energy crisis ہے؟ کیا یہاں کی زرعی یونیورسٹیوں نے زرعی سائنسدان جنم دینا چھوڑ دیے ہیں، یہاں وسائل کی کمی ہے یا یہاں کا موسم ہماری فصلوں کے لیے سودمند نہیں؟ جناب والا! اگر غور کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ تمام وسائل ہمارے پاس موجود ہیں جن سے اس ملک

کی زراعت کو boost دیا جا سکتا ہے۔

جناب والا! آپ دور نہ جائیں، آپ انڈیا کو دیکھ لیں، وہاں ایک صوبہ East Punjab ہے۔ انہوں نے وہاں کے کاشت کار کے لئے electricity free کی جس کی وجہ سے ایک صوبہ ہی پورے ہندوستان کو گندم مہیا کرتا ہے۔ وہاں کے سائنسدان research کرتے ہیں، ایسی variety سامنے لاتے ہیں جس پر pest کا attack نہیں ہوتا ہے اور yield بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ آج یہاں drip irrigation کی بات کی جاتی ہے۔ جناب چیئرمین ! اس کے لیے جتنی بھی رقم رکھ دی جائے، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ کتنے لوگ اس سے فیض یاب ہوسکیں گے؟ صرف بڑے بڑے کاشت کار، بڑے بڑے زمیندار feudal lords, یا چند اسی طرح کے اور لوگ لیکن باقی غریب لوگوں کا کیا بنے گا جنہوں نے شاید آج تک نزدیک سے drip irrigation کو نمونے کے طور پر بھی نہ دیکھا ہو۔ اگر laser leveling سے ان کے رقبے ہموار کر دیے جائیں تو پھر بھی ہم پانی کی بہت بچت کر سکتے ہیں۔ اگر اس ملک میں fertilizer factories زیادہ سے زیادہ لگا دی جائیں تو کاشت کو ایک بڑا boost مل سکتا ہے۔ اگر یہاں inputs کی قیمتیں اعتدال پر لائی جا سکیں تو کاشتکاری میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ پہلی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ کسی حکومت نے یہ سوچا کہ زرعی مشینری پر ڈیوٹی ختم کر دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی خوش آئند بات ہے اور آپ دیکھیں گے کہ اس کے بڑے ہی خاطر خواہ نتائج سامنے آئیں گے۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب چیئرمین! نہ کوئی وزیر ہے اور نہ ہی آفیشل گیلری میں کوئی آفیسر موجود ہے۔ اس طرح کی تقریروں کا کیا فائدہ؟

جناب چیئرمین، آفیسرز تو موجود ہیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، نہیں، وہ تو کوئی جونیئر آفیسر ہے۔

جناب چیئرمین، وہ سن رہا ہے اور note کر رہا ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، معزز رکن کتنی خوبصورت باتیں کر رہے ہیں۔ یہ ملک کی باتیں کر رہے ہیں۔ یہ نہیں کہ حکومت یا Opposition کی باتیں کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: I can't disagree with you. What would you like to do, adjourn the House or.........

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! House کو adjourn کر دیں۔ آپ دیکھیں کہ پوری کی پوری گیلری خالی ہے۔ There is not a single person, not in first row, second row, 3rd row, they are all empty. آپ دیکھ رہے ہیں کہ اگر سینیٹ کی بھی respect ہے then let us tear up the 17th Constitutional amendments. جناب چیئرمین! آپ نے صبح strictures pass کیے ہیں۔ آپ نے کہا کہ یہ غلط بات ہے ہونا چاہیے اور آپ اس کا نتیجہ بھی دیکھ رہے ہیں۔ This is disrespect to the Chair and this is disrespect to the House.

Mr. Chairman: Chair represent the House.

سینیٹر میاں رضا ربانی، وہی جناب۔ This is disrespect to the House.

جناب چیئرمین، نہیں، تو وہ note لے رہے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، وہ بیچارہ وہاں پر بیٹھا ہوا ہے۔ کیا note کر رہا ہے؟ آپ House کو adjourn کریں۔

Mr. Chairman: I don't mind.

time limited ہے۔ شاہ صاحب، کو بولنے دیں۔ I will send a note, Secretary sahib! you have to round up and make phone calls so that people come.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, you kindly adjourn the House. There is not a single Minister in the House.

سینیٹر گلشن سعید، جن کو Minister بنایا گیا ہے ان کو کوئی احساس نہیں ہے کہ آ کر یہاں بیٹھیں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

ہماری پارٹی کے جو Ministers ہیں وہ کہاں گئے ہیں؟

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, this is not the way.

وہاں پر صرف ایک official ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں' official ایک بھی کافی ہوتا ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I don't want to say anything. Sir, the point is this

کہ اگر سینیٹ کے لیے ایک Joint Secretary بھی آ کر نہیں بیٹھ سکتا to take notes.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب چیئرمین! آپ Prime Minister کو letter لکھ چکے ہیں۔ ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ kindly ذرا اس سے ایک level اوپر letter لکھیں شاید کچھ ان پر اثر ہو جائے۔ یہ سارے House کی بے عزتی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، میں مودبانہ عرض کروں۔ Time تھوڑا ہے۔ Let us continue.

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! میری request ہے کہ House adjourn کریں۔ دیکھیں۔ I am very frank with you. ہم آپ سے request کر رہے ہیں کہ آپ House کو adjourn کریں ورنہ we will go out and there will be no quorum in the House.

Mr. Chairman: I agree with you.

مگر ہمارے پاس وقت تھوڑا ہے۔ اس لیے میں عرض کر رہا ہوں۔ جو بول رہے ہیں ان کو بھی اعتراض نہیں ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر گلشن سعید، آپ کو ان کے ساتھ تھوڑی سی سختی کرنی پڑے گی۔ آپ کو یاد ہوگا۔ میں نے صرف اتنا پوچھا تھا کہ اعجاز الحق صاحب آج تشریف کیوں نہیں لائے؟ وزراء کے لیے ذمہ داری کا احساس ضروری ہے۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے تمام ارکان نے واک آؤٹ کیا)

Mr. Chairman: We will ring the bells then we will adjourn the House but I would say let us start to consume the time.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! ایک Minister نہیں ہے۔ یہ احساس ذمہ داری ہے۔

Sir, the House is not in quorum. I have pointed out the quorum to you.

Mr. Chairman: You are right and I admit it. Ring the bells.

(اس موقع پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

میری بہن صحیح کہہ رہی ہیں کہ TV پر آپ کے strictures چل رہے ہیں اور اس کے باوجود ایک Minister نہیں ہے، Leader of the House نہیں ہیں، ان کو چھوڑیں Treasury کے Members نہیں ہیں۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, we agree with the honourable Senator, this is an insult to the House when the ministers don't come, it is even more insulting when Government servants don't bother to come, we agree with that, this is the greatest insult that could be given to this Upper House of Parliament.

Mr. Chairman: My only thinking is that the time is limited, let us make more use of it today.

(Interruption)

جناب چیئرمین، آپ کا جو کچھ ہے، record میں جائے گا اور جو suggestions ہیں، اس وقت Committee بیٹھی ہوئی ہے، صبح بھی بیٹھی تھی، وہ اس کو کر رہی ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! Committee کام کر رہی ہے تو House کا بھی وقار ہے یا وقار نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، کیوں نہیں ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، آپ کے strictures کا حکومت کو کوئی پاس ہے یا نہیں ہے۔

Mr. Chairman: We have the relevant person.

Senator Mian Raza Rabbani: He was in the Committee, he is not to blame.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: They have no honour for the Chairman of the Senate by not coming, we agree with them.

سینیٹر میاں رضا ربانی، پوری 100 آدمیوں کی فوج ہے' ایک Minister Committee میں بیٹھا ہوا ہے' وہ Committee میں ہے' ٹھیک ہے' he is doing his work there. 100 آدمیوں کی پوری فوج ہے' صبح بھی یہی تھا کہ ایک Minister نہیں تھا' وہ gallery ساری خالی تھی' ایک بےچارہ Deputy Secretary یا Section Officer اوپر بیٹھا تھا۔

Mr. Chairman: I think when Agha sahib is here, he will certainly convey our colleague, plus Parliamentary Affairs کے ہیں تو جو بھی point ہے ضرور convey کریں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب! کوہ مری میں ایک پرچہ درج ہوا تھا اور بابر اعوان صاحب نے point out کیا تھا' میں نے ابھی DSP کو بلوایا ہوا تھا' وہ خود یہاں پر آیا تھا اور وہ مجھے یہ report دے کر گیا ہے۔ اس نے دس منٹ میرے ساتھ گفتگو کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ یہی سن لیں تو میرے خیال میں یہ bells بجانے سے بہتر ہو گا' یہ members کے مفاد کی بات ہے۔ اس پر آپ تھوڑا سا موقع دے دیں تو یہ ساری بات clear ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین، انہیں ختم کر لینے دیں' پھر بعد میں بات کر لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، ہروقت ایک ہی بات کرنا میرا خیال ہے کہ یہ مذاق بنانے

والی بات ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! مذاق انہوں نے بنایا ہوا ہے' یہاں پارلیمنٹ کے ساتھ' آغا صاحب کے ساتھ۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا، جناب! اس ایوان میں جناب وزیر خزانہ موجود ہیں اور وہ Committee کی meeting میں مصروف ہیں اور Standing Committee کی یہاں سے exemption لی گئی ہے' ممبران کی exemption لی گئی ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، باقی members کہاں ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، سوائے اس بات کے یہ اس ایوان کو مذاق بنانا چاہتے ہیں جب بحث شروع ہو جائے' یہ باتیں کرنا۔ اس ایوان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور کوئی بات نہیں ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! یہاں پر ایک Minister نہیں بیٹھا ہوا۔

سینیٹر کامل علی آغا، اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے کہ اس ایوان کا مذاق اڑایا جائے بس' قطعی طور پر' ہر دس منٹ کے بعد یہ point out کرنا' میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کا مذاق اڑانا چاہتے ہیں' یہ یہاں پر کام نہیں کرنا چاہتے۔

جناب چیئرمین، انہوں نے quorum point out کیا ہے ' Do we have the quorum? He has pointed out, Secretary صاحب۔

(اس موقع پر ایوان میں گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اس موقع پر اپوزیشن واک آوٹ ختم کر کے واپس آ گئی)

جناب چیئرمین، رضا صاحب آپ کا اور ساتھیوں کا point valid ہے and I will again convey very forcefully, rest assure.

Senator Mian Raza Rabbani: Thank you sir.

Mr. Chairman: My only thinking is that there is shortage of time because if the one week limitation to send the recommendation is not

there I would very happily do that but I think every moment is limited and precious for us and let us try and make the optimum of it at least for the record and I am pretty sure that Omar Sahib and Mengal Sahib are here and Mr. Kamil Agha will be here and we will get as many more.

ابھی National Assembly کا اجلاس بھی ہو رہا ہے، کچھ منسٹر وہاں بھی جائیں گے، ان کے کچھ question...

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! کچھ منسٹر جائیں گے، سو منسٹر تو نہیں۔

جناب چیئرمین، نہیں، I agree ہونا چاہیے، they should be here and our colleagues should also be here.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! کل بھی میں نے یہی کہا تھا کہ اگر عمر صاحب اپنے والد صاحب سے پوچھیں، اس وقت بھی دونوں Houses چلتے تھے Ministers used to be shuttling back and fourth and Omer is in the meeting. So, that is an understandable thing, he is working there لیکن باقی جو فوج ہے ان میں سے تو کوئی بیٹھے۔

Mr. Omar Ayub Khan (Minister of State for Finance): I want to say for the record کیونکہ ابھی National Assembly بھی چل رہی ہو گی the Senate is also in session and also the Finance Committee of the Senate. So, I have to shuttle between three places sir.

جناب چیئرمین، نہیں، آپ کا تو وہ recognize کر رہے ہیں only thing is you have an officer of the Ministry here but I think senior officer ایک آدھ اور بھی آ جائے تو it could be...

جناب عمر ایوب خان، جناب! ہماری Finance Committee کی بھی تو---

(مداخلت)

Mr. Chairman: I think the Committee, if they may be excused to continue with their deliberations. Raza Sahib, Kamil Sahib, I think the Committee, if they continue...

Senator Mian Raza Rabbani: The Committee can continue.

Mr. Chairman: I think the Committee should continue because that is equally important and Agha Sahib

جتنے منسٹر ہو سکتے ہیں ہماری طرف سے message کر کے PM House کو میری طرف سے بھی کہیں we want more participation and ہمارے اپنے ساتھی بھی plus جتنے منسٹر ہو سکیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: قومی اسمبلی کا session بھی چل رہا ہے ظاہر ہے وہاں بھی یہی مسئلہ ہو گا۔ جو MNA Ministers ہیں، وہ تو ظاہر ہے ادھر توجہ بھی دیں گے اور وہاں ان کی ضرورت بھی ہے۔ یہاں پر جو Senator Ministers ہیں، ان کو تشریف لانا چاہیے۔ دو ہم بیٹھے ہوئے ہیں، دو مزید ہیں---

سینیٹر میاں رضا ربانی: میں عرض کروں، آغا صاحب بالکل صحیح کہہ رہے ہیں کہ جو Senator Ministers ہیں جب بھی دونوں Houses چلتے ہیں تو یہی ہوتا ہے کہ جو MNA Ministers ہوتے ہیں they stay in their House اور یہاں پر Senators ہوتے ہیں۔ اب Senators بھی وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں Prime Minister کے ساتھ تصویر اتروانے کے شوق میں اور یہاں پر Senators کہہ رہے ہیں کہ آپ اس House ---

جناب چیئرمین: نہیں دو اور factors ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: آغا صاحب! (پنجابی میں) تین rows خالی تھیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! ابھی اجلاس شروع ہوا ہے، کچھ لوگ---

جناب چیئرمین: رضا صاحب! (پنجابی میں) میں عرض کروں۔

سینیٹر کامل علی آغا، ابھی اجلاس شروع ہوا ہے کچھ لوگ Committee meeting میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، کامل صاحب! (پنجابی میں) آپ کا ممبر تقریر کر رہا تھا اور اتنی مفید باتیں کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین، جناب! (پنجابی میں) اس نے مفید باتوں سے ہی کام شروع کیا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، نہیں وہ دوبارہ کروا لیتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، اب ہے، there is a good crowd میں عرض کروں تین چیزیں ہیں، ایک تو I think if the Financ Committee may please be excused to continue with their very important work. Secondly, we have two other problems. A lot of our members have gone. Azad Kashmir میں ایک funeral تھا سردار صاحب کا وہاں Prime Minister Sahib کی wife کا اور حامد ناصر چٹھہ صاحب کی والدہ کی وجہ سے بھی ہمارے اپنے Parliamentarians کچھ وہاں جنازے پر گئے ہوئے ہیں۔ I think that may be a reason also, I am not sure but I know.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! یہ بجٹ session ہے، this has precedence over everything.

جناب چیئرمین، نہیں یہ تو personal تھا کوئی official نہیں تھا، جو گئے ہیں وہ sympathy میں گئے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! بات یہ ہے۔ میں کوئی طنز نہیں کرنے لگا۔ آپ اپوزیشن بینچوں پر بھی دیکھ لیں اور ادھر بھی دیکھ لیں کوئی ایسی قیامت نہیں آگئی دو چار منٹ کے اندر۔ میری درخواست ہے محترم رضا ربانی صاحب سے، میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ جب ایک مرتبہ بحث شروع ہو جاتی ہے اس کے دوران لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ

طریقہ کار ہے یہ کوئی ایسی معیوب بات نہیں ہے ۔ میرا خیال ہے کہ ہم کمیٹی کو کام کرنے دیں تاکہ وہ recommendations لائیں جب recommendations آئیں گی تو پھر یہاں پر حاضری ہو جائے گی ۔

جناب چیئرمین، کمیٹی کے ممبران کو تو کام کرنے کی اجازت ہے ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : نہ بحث کی بات تھی نہ quorum کا مسئلہ تھا ۔ مسئلہ یہ تھا کہ اگر آغا صاحب اس وقت یہاں پر ہوتے ۔ آپ نے خود observe کیا Treasury benches سے میری بہن نے خود point out کیا کہ Row No.1, Row No.2 and Row No.3 ساری کی ساری خالی پڑی ہوئی تھیں ایک بھی وزیر ایوان میں نہیں تھا ۔ پہلے بھی جب میں نے point out کیا ۔ مولانا گل نصیب صاحب کی تقریر بیس منٹ تک ہوتی رہی کوئی وزیر ایوان میں موجود نہیں تھا ۔ اس کے بعد point out کیا ۔ ابھی بھی جب House شروع ہوا ہم نے point out نہیں کیا ۔ میرا خیال ہے جاوید صاحب نے کم سے کم کوئی دس یا بارہ منٹ کی تقریر کرلی اس کے بعد point out ہوا ۔ مسئلہ quorum کا نہیں ہے ۔ ایسی debates میں quorum چلتا رہتا ہے ۔

Mr. Chairman: I think, our colleagues are also here. Now the members are here.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب ! میں نے پہلے بھی مودبانہ گزارش کی ہے کہ یہ میرے خیال میں history کا پہلا واقعہ ہوگا ۔ رات ساڑھے نو بجے جناب بابر اعوان صاحب کی موجودگی میں، میں نے خود ASP مری کو ٹیلیفون کیا ۔ اس سے پہلے دو مرتبہ آپ نے خود بھی contact کیا اور report حاصل کی ۔ میں نے خود بات کی اور جناب ! آج وہ دستی report, legal branch سے اس کی confirmation لے کر یہ report آپ سامنے رکھیں ۔ یہ معزز ممبر کی وضاحت پر ہم نے طلب کروائی ہے ۔ ابھی تقریباً دس منٹ میری ان کے ساتھ ملاقات ہوئی ہے ۔ اس سے پہلے وہ وہاں پر موجود تھے اور انہوں نے یہ مجھے deliver کی ہے ۔ یہ لفافہ ہے اس کے اندر یہ فائل ہے یہ دیکھ لیں اور وہ باقاعدہ اس کو vet کر کے لے کے آئیں ہیں ۔

original ساتھ لے کر آئے ہیں ۔ انہوں نے جو report کی ہے معزز ممبر آتے ہیں تو ان کے سامنے میں اس کو پڑھ کر سناتا ہوں ۔ان کو appreciate کرنا چاہیے ۔یہ بات درست ہے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہاں پر وزرا نہیں ہونے چاہئیں ۔جناب! آج دو اجلاس ہیں ۔ قومی اسمبلی کا بھی اور سینیٹ کا بھی پانچ بجے ہے ۔ اس دوران یہ مسئلہ رہے گا ۔ ظاہر ہے اس ایوان کے تو چار ممبر صرف وزیر ہیں باقی تمام قومی اسمبلی کے ہیں ادھر ان کی حاضری بھی ضروری ہے ۔ میں سمجھتا ہوں یہاں پر چار وزیر بیٹھے ہوئے ہیں ۔

جناب چیئرمین، سارے ہمارے ممبر ہیں ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، یہ چار ہی نہیں اور بھی بہت سے وزیر ہیں ۔

جناب چیئرمین، سارے ساتھی سن رہے ہیں اور جو نہیں ہیں ان کو بھی pass on کر دیں جو موجود ہیں کہ we must take more interest. Committee والے اپنے کام میں ہیں یہاں بھی حاضری ہونی چاہیے ۔

سینیٹر کامل علی آغا، ہم کوشش کرتے ہیں کہ یہ آئندہ نہ ہو ۔

Mr. Chairman: I think we should pass on and more and more memebrs and Minsiters should be present here that goes without say.

سینیٹر کامل علی آغا، بے شک جناب! اس میں کوئی شبہ والی بات نہیں لیکن میری بھی گزارش ہوگی رضا ربانی صاحب سے کہ اس دوران جب کہ بحث شروع ہو چکی ہے تو میرے خیال میں ارکان کو موقع دیں کہ وہ participate کریں ۔بار بار اس بات کی نشاندہی جو ہے وہ کارروائیکو آگے نہیں بڑھنے دیتی ۔اس لیے میری گزارش ہے کہ اس کو چلنے دیں ۔ وزیر یہاں پر موجود ہیں اور عملہ بھی موجود ہے notes بھی ہو رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین، جی خورشید صاحب ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، جناب چیئرمین! میں پہلی بات تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن نے بار بار ایسے سوالات نہیں اٹھائے ہیں ۔ ہماری پوری کوشش رہی ہے کہ ایک consensus کے ساتھ چلائیں اور بہت ہی کم مواقع ہیں جب کہ کورم کے مسئلے کو اٹھایا ہے ،

یہ بات کہنا صحیح نہیں ہے ۔البتہ جو بات میں ساتھ کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ بہت ضروری ہے کہ جب سینیٹ میں ۔بجٹ پر بحث ہو رہی ہو اور اس میں ایوان کے دونوں اطراف کی بات ہے تو لازماً چند وزراء کو یہاں شریک ہونا چاہیے ۔ ساتھ ہی ایک بات اور بھی آپ سے عرض کردوں ' یہ بھی روایت ہے کہ gallery میں جو relevant Ministries ہیں ان کے Secretaries اور ان کے نمائندے بیٹھ کر note لیتے ہیں ۔ مجھے وہاں بھی کوئی نظر نہیں آ رہا ہے ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ--

جناب چیئرمین، فنانس کے ایک پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، اوپر بیٹھے ہیں یہ بہت ضروری ہے ۔ Ministers بھی note لیں اور Secretariat سے بھی نمائندے جو ہیں ضروری نکات کو note کریں ۔ یہ بات بھی خوش آئند ہے کہ آپ نے Finance Committee والوں کو exempt کیا ہے ۔

سینیٹر سید محمد حسین، جناب! ہم فاٹا سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم آٹھ اراکین ہیں۔ ان میں سے یہ آدھے ناراض ہیں۔ اب چاہتے ہیں کہ ہمارے لیے الگ نشستیں ہو جائیں۔ تو آپ کیوں اس کا بندوبست نہیں کرتے ہیں۔ کتنا اہم اجلاس ہو رہا ہے اس کے باوجود وہ ادھر نہیں آتے ہیں۔ تو آپ اس کے لیے کوئی بندوبست تو کریں۔ پہلے بھی آپ نے وعدہ کیا تھا کہ میں بندوبست کرتا ہوں لیکن یہ کیا ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین، دیکھ لیتے ہیں جی۔

(مداخلت)

سینیٹر احمد علی، میں رضا ربانی صاحب کو support کرتا ہوں' چار پانچ منسٹر ہیں وہ کہاں ہیں؟ انہیں نیشنل اسمبلی میں بیٹھنے کا شوق ہے۔ پتا نہیں کیا مسئلہ ہے۔

سینیٹر لفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف (وفاقی وزیر برائے تعلیم)، جناب! نیشنل اسمبلی میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی تقریر ہے' ان کی respect کے لیے تمام منسٹرز وہاں گئے ہیں۔

Mr. Chairman: Javed Ali Shah Sahib. The Committee members

may please go. Mr. Javed Ali Shah please continue.

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، شکریہ جناب چیئرمین۔ میں نئے سرے سے بات شروع کروں کیونکہ مجھے پتا نہیں میں کہاں تھا۔

جناب چیئرمین، نہیں جی' دہرائیں نہیں آپ جو کہہ چکے ہیں۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، نہیں جی' میرا rythm ٹوٹ گیا ہے مجھے نئے سرے سے بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین، چلیں -

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! آج سے کچھ دن پہلے اسی House میں مہنگائی پر بات ہوئی تھی جس میں ' میں نے بھی حصہ لیا تھا تو میں بتا رہا تھا کہ کسی بھی ملک میں state کی جو prime responsibilities ہوتی ہیں وہ میرے نزدیک دو ہوتی ہیں۔ نمبر ایک State لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کرتی ہے اور لوگوں کو روزگار مہیا کرتی ہے اور اس کے عوض لوگ خوشی سے ٹیکس دینا پسند کرتے ہیں کیونکہ انہیں اپنی جان و مال کا تحفظ بھی عزیز ہوتا ہے اور انہیں اپنے روزگار کا بندوبست بھی حکومت کے ذریعے کرنا ہوتا ہے۔ ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں۔ جب انسان نے ہوش سنبھالا تو چند افراد کے مجموعے نے کنبے کےصورت اختیار کی' ایک خاندان کی صورت اختیار کی' ایک قبیلے کی صورت اختیار کی' ایک قوم وجود میں آئی پھر ان قومیں اور قبائل نے مل کر ایک سوسائٹی کو قائم کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ جب تک سوسائٹی وجود میں نہیں آتی وہاں لوگوں کا رش یا بھیڑ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا اور سوسائٹی اس وقت تک نامکمل اور ادھوری ہوتی ہے جب تک ادارے وجود میں نہیں آتے اور ادارےمکمل طور پر اپنا کام کرنا شروع نہیں کر دیتے۔ جناب والا! آج ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ پاکستان بننے کے بعد شایدیہ پہلی اسمبلی ہے یا ہوگی جو اپنی ٹرم پوری کرنے چلی ہے۔ Idealism کو چھوڑیں مگر میں یقین کے ساتھ اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہسلسلہ' یہ continuity رہی تو ادارے بھرپور طریقے سے اپنا کام کرتے رہے ہیں گے اور ہر وہ چیزیا ہم اسملک کے لیے خواہش اور تمنا رکھتے ہیں وہہمیں اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی نظر آئے گی۔

جناب! دنیا میں ایک اصول ہے کہ no taxation without representation اب یہ ٹرم اسی وقت وجود میں آئی جب اسمبلیاں وجود میں آئی' جب اداروں نے اپنا کام شروع کیا۔ جب نیشنل اسمبلی اور سینیٹ وجود میں آیا ' جب صوبائی اسمبلیوں نے اپنا کام شروع کیا تو یہ تصور چل نکلا کہ شاید ان کے بغیر کوئی بھی شخص اس ملک میں اتنا بااختیار نہیں۔ جو کسی بھی چیز کو کم یا زیادہ کر دے اور اسی کے نتیجے میں ہر سال اسمبلی کے ذریعے قوم کو ایک بجٹ دیا جاتا ہے جیسا کہ آج ہم اس بجٹ پر بحث کر رہے ہیں ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ بجٹ بہت طویل ہے اس میں سے ہر چیز کو زیر بحث لانا میرے یا کسی بھی شخص کے لیے ممکن نہیں۔ مگر ان میں سے چند چیزیں جن کے ساتھ میرا تعلق ہے یا جن کو میں بہتر طور پر بتا سکتا ہوں' ان میں ایک چیز agriculture ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک ایک زرعی ملک ہے۔ اس کی 75% آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور دیہاتی زندگی گزارتی ہے محض بجٹ ہی کو زیر بحث لاتے ہوئے اگر وزیر موصوف کی بات کو آگے بڑھاؤں تو پھر اس ملک میں پچھلے سال زراعت نے ہمیں انتہائی مایوس کن نتائج دیے ۔ جناب والا ! کبھی ہم نے سوچا کہ کیا ہمارے ملک میں دنیا کا best irrigation system نہیں ؛ کیا ہمارے پاس وہ وسائل نہیں جو زراعت کی ترقی کے لیے کسی اچھے ملک میں ہوتے ہیں؛ مگر جناب کہیں نہ کہیں خامی ضرور ہے ۔ کہیں planning کی کمی ہے یا تو ہمارے سیاستدان وہ deliver نہیں کر رہے جو انہیں کرنا چاہیے' یا ہماری حکومت ان چیزوں کو اپنی priority نہیں بنا رہی جو زراعت کے لیے ضروری ہیں ورنہ شاید آج وزیر موصوف کو کہنا نہ پڑتا کہ زراعت میں جو ہماری expectations تھیں وہ ہدف پورے نہیں ہوئے۔

جناب والا! میں کہتا ہوں کہ جب تک آپ زراعت کو صنعت کی حیثیت نہیں دیں گے اور اس میں انقلابی اقدامات نہیں اٹھائیں گے اس وقت تک نہ زراعت ترقی کر سکتی ہے اور نہ یہ ملک ترقی کر سکتا ہے ۔ زراعت اور صنعت کا چولی دامن کا ساتھ ہے ۔اس ملک میں لگنے والی صنعت ' زراعت سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ بڑی ہی بدقسمتی ہوگی اگر اس ملک کا صنعت کار ' کاشتکار کو کوئی دوسری چیز سمجھتا ہو اور اس ملک کا کاشتکار صنعت کار کو اپنے لیے غیر سمجھتا ہو' ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ Agro-based industry یہاں زیادہ ہے اور یہ سب اسی صورت میں ہوگا جب یہاں زراعت کو boost دیا جائے گا۔

جناب والا! یہاں بڑے بڑے منصوبے بنائے جاتے ہیں اگر ہمارے وسائل اتنے زیادہ ہوں تو اس میں کوئی قباحت نہیں کہ اس ملک میں drip irrigation ہو' اس ملک میں ariel spray کرا دیے جائیں مگر آپ ذرا دیکھیں کہ کتنے فیصد لوگ ہوں گے جو drip irrigation سے فائدہ اٹھائیں گے یا پچھلے کئی سالوں میں pest کا ariel spray ہوتا تھا تو کتنے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اس سے بہتر ہوگا کہ 80 یا 90 فیصد کاشتکاروں کے لیے پانی کی آپ نے بچت کرنی ہے تو lazer levelling کے ذریعے ان کے رقبے ہموار کرا دیے جائیں۔ اس سے بے پناہ بچت ہوگی۔ اس ملک میں زیادہ سے زیادہ fertilizer factories قائم کر دی جائیں تو آپ ایک زرعی انقلاب دیکھیں گے۔

جناب والا! pesticides کے کارخانے ہمارے اپنے ملک میں ہونے چاہئیں ۔ جب باہر سے ادویات آتی ہیں جن کا پتا نہیں ہوتا کہ وہ صحیح ہیں یا غلط ہیں۔ باہر کے ملکوں سے expired pesticides اس ملک میں ڈرموں میں لاتے ہیں اور اللہ جانےکس تھوک کے حساب سے وہ بیچ دیتے ہیں جس کا کوئی اثر نہیں ہوتا' pest کو اس کے اندر ڈبو بھی دیا جائے تب بھی وہ دوائیں اثر نہیں کرتیں۔ اس کے علاوہ دوائیوں میں ملاوٹ کرنے والوں کے لیے اگر capital punishment قانون میں رکھ دی جائے تو پھر دیکھیں کہ اس سے ہم کتنے بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ حکومت نے یہ سوچا کہ مشینری کو duty free ہونا چاہیے ۔ یہ کام اگر آج سے پہلے کر دیے جاتے تو یہاں کاروں کی جگہ آپ کو tractors نظر آتے' harvesters نظر آتے اور ایک زرعی اورصنعتی انقلاب برپا ہو چکا ہوتا۔۔

جناب! میں بتا رہا تھا کہ ہندوستان میں ایک صوبہ East Punjab ہے اس میں وہ تمام مراعات انہوں نے دیں جو کسی کاشتکار کے لیے ضروری ہوتی ہیں تو وہ ایک صوبہ پورے ہندوستان کو یعنی ایک ارب کی آبادی کو گندم مہیا کرتا ہے۔ ہم ایسا کیوں نہیں کر سکتے؟ ہمارا موسم' ہمارے وسائل' ہماری زمینیں ان سے کہیں زیادہ بہتر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کمی ہے تو صرف منصوبہ بندی کی ہے اور priorities fix کرنے کی ہے۔

جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا کہ جن ممالک نے صنعتی ترقی کی یا زرعی ترقی کی انہوں نے بجلی کے rates کو اپنے control میں رکھا اور خاص طور پر کاشتکار کے لیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

اگر ٹیوب ویلز کے ذریعے ہی پانی لینا ہے اور بجلی کے rates یہی رہے تو میں نہیں سمجھتا کہ ہم کاشت میں کوئی تبدیلی لا سکیں۔ کاشتکار جب پانی ٹیوب ویل کے ذریعے حاصل کرتا ہے اور اتنا مہنگا تیل استعمال کرتا ہے اور اتنی مہنگی بجلی استعمال کرتا ہے تو پھر اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ سستی فصلیں مہیا کرے گا' میں سمجھتا ہوں کہ ایسا ممکن نہیں۔

جناب والا! آج یہ ایک المیے کی بات ہے کہ ہمارے ملک میں cotton بہترین قسم کی ہوتی ہے اور ہم cotton producers کی list میں کہیں rank کرتے ہیں world میں' اس کے باوجود بنگلہ دیش garment industry میں ہم سے کہیں زیادہ آگے ہے۔ آپ ان کی exports اٹھا کر دیکھیں ' وہ ہم سے کہیں زیادہ زرمبادلہ garment industry کے ذریعے حاصل کر رہے ہیں۔ وہ cotton ہم سے لیتے ہیں' مصر سے لیتے ہیں مگر اس میں value add کرکے اس سے زر مبادلہ کما رہے ہیں۔ مگر ہمیں یہاں توفیق نہیں ہوتی یا یہاں کے صنعتکار کو شاید وہ مراعات نہیں دی جاتیں یا کہیں کسی چیز کی کمی ضرور ہے کہ وہ کام جو بنگلہ دیش میں ہوتا ہے وہ یہاں کا صنعتکار کیوں نہیں کر رہا۔ اس پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔

آج بات ہوتی ہے صنعت اور زراعت کی اور جو چیزیں ان کے لیے ضروری ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ جب تک hydel power ہمیں مہیا نہیں کی جائے گی' ہمیں میسر نہیں ہوگی' ہم اس وقت تک یہاں کسی قسم کا انقلاب لانے میں ناکام ہوں گے۔

جناب چیئرمین! میں کوئی expert نہیں کہ میں بتا سکوں کہ dams کہاں بننے چاہییں اور کہاں نہیں بننے چاہییں مگر ایک lay man کی حیثیت سے میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ اس ملک کو dams کی اشد ضرورت ہے اور جب تک dams نہیں بنیں گے' بجلی سستی نہیں ہوگی نہ زرعی طور پر ہمارا ملک ترقی کر سکتا ہے نہ صنعتی طور پر ہمارا ملک ترقی کر سکتا ہے۔ جناب! جہاں تک میں سمجھتا ہوں' مجھے کئی مرتبہ نیشنل اسمبلی میں اور یہاں لوگوں کی باتیں سننے کا موقع ملا' منگلا ڈیم میں جب flood آیا تھا تو ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس کو head کر رہے تھے سردار فاروق احمد خان لغاری' وہ گیارہ رکنی کمیٹی تھی جس کا میں بھی ممبر تھا نیشنل اسمبلی کی وجہ سے۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت شمس الملک صاحب جو واپڈا کے بہت بڑے افسر تھے' ان پر سردار فاروق احمد خان لغاری نے 100 questions کیے اور ان کا جس طرح انہوں نے جواب دیا اس سے لگتا تھا کہ اس ملک

میں کالا باغ ڈیم کا بننا اشد ضروری ہے مگر جب ہم دوسری طرف سے اپنے بھائیوں کی باتیں سنتے ہیں تو ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ کیا یہ politicise کیا جا رہا ہے یا واقعی حقیقت ایسی ہے۔ میں نے یہ سنا ہے کہ جنرل فضل حق نے، جن کی کوئی constituency نہیں تھی وہ ہیرو بننا چاہتے تھے انہوں نے اس issue کو اتنا highlight کیا کہ آج ہمارے چند دوست بغیر سوچے سمجھے کالاباغ ڈیم کی مخالفت کرتے ہیں، پنجاب کے لوگ بھی ان کے بھائی ہیں۔ ہاں! ہمیں یہ سمجھائیں کہ ہم کہاں غلطی پر ہیں۔ کالاباغ ڈیم کیوں نہیں ہونا چاہیے۔ ہم سمجھنے کے لیے تیار ہیں مگر مخالفت برائے مخالفت، میں بلور صاحب کی تقریر صبح سن رہا تھا، یہ انتہائی سینیئر ممبر ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ یہ مخالفت برائے مخالفت کریں گے۔ میں ان کے بھائی غلام احمد بلور صاحب کا بھی colleague رہا ہوں، اسفندیار ولی بھی ہمارے colleague ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنے سمجھدار لوگ ہیں کہ ان سے ہم غلطی کی توقع نہیں رکھ سکتے۔ آج اس بات کا تعین ہوجانا چاہیے کہ اس ملک میں کس ڈیم کی ضرورت ہے اور اگر کالاباغ ڈیم سے صوبہ سرحد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا تو پھر جلد سے جلد اس ڈیم کی طرف ہمیں آنا چاہیے تاکہ یہ ملک desert نہ بن جائے۔ جناب چیئرمین! جہاں تک زراعت اور صنعت کا تعلق ہے جب تک ہمیں پانی نہیں ملے گا ہم نہ صنعتی ترقی کر سکتے ہیں نہ زراعت میں ترقی کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد میں education کی طرف آؤں گا-----

جناب چیئرمین، ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، میں جناب چیئرمین! education کی طرف آؤں گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں جتنے ترقی یافتہ ملک ہیں ان میں ایک چیز common ہے اور وہ ہے education. Vienna Conference میں اس بات پر consensus تھا کہ ترقی یافتہ ممالک میں common factor صرف اور صرف education ہے۔ ہمیں Science and Technology اور تعلیم کی مد میں زیادہ سے زیادہ رقم رکھنی چاہیے۔ جب تک ہمارے لوگ تعلیم یافتہ نہیں ہوں گے اس وقت تک ہم ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑے نہیں ہو سکتے۔

جناب! جب جرمنی World War ہار رہا تھا اور انہیں یہ خطرہ لاحق تھا کہ allied

forces ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گی تو انہوں نے emergency میں ایک meeting call کی اور یہ فیصلہ کیا کہ ان تمام لوگوں کو محفوظ جگہوں پر پہنچا دیا جائے جو آنے والے کل میں جرمن قوم کو تعلیم دے سکتے ہیں اور جناب چیئرمین! انہوں نے ایسا کیا اور یہی وجہ ہے کہ آج پھر وہی جرمنی unification کے بعد امریکہ جیسے ملک کے لیے پھر threat بن کر ابھر رہا ہے۔ جناب! Surprises of 1990 میں یہ بات بھی سامنے ہے کہ امریکہ جیسے ملک کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ جرمنی پھر کہیں اسی بج دھج سے باہر نہ نکلے تو اس سے پہلے امریکہ نے oil field پر قبضہ کرنے کی ٹھان لی۔ جو کچھ کویت کے ساتھ annexation کا مسئلہ ہوا' یہ سب امریکہ کے مشورے سے ہوا اور اس کا بہانہ بنا کر امریکہ آج oil field پر موجود ہے جناب۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ وہ سلسلہ جاری ہے اور خوف صرف اور صرف جرمنی کا ہے۔

آج آپ ہندوستان کو دیکھیں۔ میں پچھلے دنوں ٹی وی دیکھ رہا تھا اس پر ایک American student کو میں نے دیکھا اور اس سے پوچھا گیا کہ آپ کی زیادہ سے زیادہ خواہش کیا ہے جو آپ کرنا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا میری خواہش ہے کہ میں بنگلور میں جا کر computer کی تعلیم حاصل کروں۔ جناب یہاں ہم سب دیکھتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم امریکہ چلے جائیں' ہم برطانیہ چلے جائیں' ہم یورپ میں جائیں اور امریکہ جیسے ملک کا طالب علم سوچتا ہے کہ وہ بنگلور چلا جائے' یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے جناب۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس ملک میں' اس خطے میں یہ فتوے لگ رہے تھے کہ انگریزی تعلیم کفر ہے' اس وقت سے ہندو اپنے لوگوں کو تعلیم دے رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم آج پیچھے ہیں۔ اگر ہندوستان کی population اتنی زیادہ نہ ہوتی اور population کا بم انہیں نگل نہ رہا ہوتا تو پھر ہم شاید آج تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ہم ہندوستان کا مقابلہ کر سکیں۔ ہندوستان ہر field میں ہم سے آگے جا رہا ہے اور اس کی وجہ صرف اور صرف ان کی تعلیمی میدان میں ترقی ہے۔

میں انڈیا سارک کانفرنس میں گیا' میرے لیے یہ بات حیران کن تھی کہ وہاں ہر سکول ٹیچر MBA یا M.Sc. ہے اور ہر lecturer Ph.D. اور Ph.D. وہ اپنے ملک میں کرواتے ہیں جناب۔ یہاں ہم اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ Ph.D. اتنی وافر تعداد میں کسی ملک میں ہو سکتے ہیں۔میرے لیے news تھی مگر آپ سوچیں کہ اگلے چند سالوں میں اگر ان کی رفتار یہ رہی

تو ہم کس field میں ان کے مقابلے پر جائیں گے ؟

جناب چیئرمین ! کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ توجہ اپنی تعلیم پر دینی چاہیے - بد قسمتی ایسی ہے آپ یہ بجٹ اٹھا کر دیکھیں ، یقیناً پہلے سے بہتر ہے مگر سائنس و ٹیکنالوجی کی مد میں بہت کم رقم رکھی جاتی ہے جبکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ سائنس و ٹیکنالوجی کی مد میں زیادہ سے زیادہ رقم دی جائے ، یہاں ریسرچ ہو ، یہاں سائنسدان پیدا ہوں ، یہاں راہیں کھلیں اور ہم خود کفالت کی طرف بڑھیں - یہاں جناب چیئرمین ! بعض اوقات بات کی جاتی ہے -----

Mr. Chairman: Please conclude now.

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: میں conclude کرتا ہوں - جناب ! بعض دفعہ مجھے شکوہ ہو سکتا ہے ، چند جرنیلوں کے ساتھ ہو سکتا ہے لیکن پوری فوج کے ساتھ نہیں ہو سکتا - مگر ہم بعض دفعہ ضد میں آکر مخالفت برائے مخالفت میں defence budget پر تنقید کرنا شروع کردیتے ہیں - میں کہتا ہوں جب تک کسی ملک کا دفاع مضبوط نہیں ، اس کی سرحدیں محفوظ نہیں ، اس کے اندر چاہے آپ بڑے بڑے محل ، مینار کھڑے کر دیں وہ اس وقت تک غیر محفوظ ہی رہتا ہے - یہ سب اسی وقت ممکن ہے جب ہمارے ملک کی فوج مضبوط ہو گی ، ہمارا defence مضبوط ہو گا ، ہمارا defence مضبوط ہاتھوں میں ہو گا ، Atomic power بننے سے آج ہندوستان اپنا وہ سپنا شاید پورا نہیں کرسکتا جو وہ دیکھتے تھے - کل کی بھی بات ہے جناب ! کتنی بیدردی سے بنگال کو علیحدہ کیا گیا - آج ہمارے حالات کل سے کوئی مختلف نہیں ہیں - مگر deterrence ہونے کی وجہ سے ہندوستان اس کو دیکھنے کی بھی جرات نہیں کرتا - ہمیں کہنا یہ چاہیے کہ ہم اپنی فوج کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنا دیں اور فوج سے بھی یہ توقع رکھیں کہ وہ ہمارے سیاسی اداروں کو مستحکم کریں اور اس حد تک مستحکم کریں کہ پھر ہمارے معاملات خود کفالت کی طرف جائیں اور ہم اپنے فیصلے انہی ایوانوں میں بیٹھ کر خود کریں -

جناب ! اس بجٹ میں جو اقدام اٹھائے گئے ، حکومت کی achievements کا اگر ذکر نہ کیا جائے تو وہ بھی زیادتی ہو گی -

جناب چیئرمین: شاہ صاحب ! وقت کا خیال رکھیں ، پہلے ہی وقت کم ہے -

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، میرے نزدیک

FDI 3.16 billion, Foreign Exchange 13.6 billion dollars, workers remittances 3.63 billion dollars, rate of per capita from 742 to 847 dollars, inflation against 9.3 to 8%, poverty 20, 22% work opportunities, 5.8 million new jobs were created. Un-employment 6.3 to 6.5%

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ان نامساعد حالات میں جس طرح کا بجٹ ہمیں دیا گیا ہے ہمارے لیے خوشی کی بات ہے - یہاں جس چیز کو مد نظر رکھا گیا ہے کہ بجٹ کا مقصد public welfare ہے اور جس بجٹ سے لوگوں کو ----

جناب چیئرمین ، شاہ صاحب ! اپنی تقریر complete کرلیں اور دوسروں کو بھی موقع دیں۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، میں اپنی بات ختم کرتے ہوئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے خاصا وقت دیا، شکریہ -

جناب چیئرمین ، ڈاکٹر محمد سعید۔ Mr. Chairman: Thank you. Dr. Saad please.

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساعد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Thank you Mr. Chairman for giving me the floor to speak on the budget.

Mr. Chairman! many learned Senators have spoken before me on the various aspects and dimensions of the budget. I will not repeat what has already been covered. Mr. Chairman, for record sake I would like to remind this House, that the budget that has been presented this week, is 7th budget of Mr. Pervez Musharraf. Before I examine the budget, I would like to comment first of all on the formate of the budget document. If you look at the document Public Sector Development Programme 2006 and 2007, it gives a list of the development projects which are listed according

to the Ministeries and Divisions. Unfortunately, it doesn't give a clear picture of the distribution of the projects. I believe this has been done deliberately and this is being carried out for the last so many years. Mr. Chairman, it doesn't give you the province wise break up of the projects. If you examine the PSDP in detail, you will notice that the development projects, either concentrated in the Province of Punjab or in Sindh, NWFP and Balochistan, unfortunately, have been completely ignored. Mr. Chairman, as you know these two provinces, NWFP and Balochistan are the backward provinces of the country. An effort should have been brought, an effort should have been made to bring these two provinces at par with the developed provinces of the country. And Balochistan and NWFP have suffered a lot in the allocation of funds for various projects during the last so many years. I would therefore request these provinces should be given priority in the allocation of developing projects. Also Mr. Chairman! we would like that in future, the projects should be listed according to the provincial distribution. So, that we can clearly see the share of each province in the allocation of the projects.

Secondly Mr. Chairman, I would like to say that the speech that was delivered by the honourable Minister of State for Finance, he repeatedly referred to the *Roshan Pakistan* and *Khushal Pakistan*. To prove his point, he has often referred to the number of the mobile phones, the purchase of the cars and the motorbikes. He has also referred to the production of the T.V's and the tractors. Mr. Chairman, I consider these are not the true indicators of the prosperity of a society. If you want to

evaluate the prosperity of the society, you have to look at the literacy level, you have to look at the state of the education, you have to look at the free health facilities, you have to see whether the clean water is available, you have to look at the housing facilities, you have to look at the condition of environment.

Mr. Chairman! I am sorry to say that we still are lingering on in terms of literacy at 55%. Half of the population is not capable of distinguishing between an Arabic, Urdu or Pushto. It is a great tragedy that the people, that even the blind people in the West can read books and magazines and here people with two good eyes are not capable of reading even a paragraph in their mother tongue.

Look at the state of education, Mr. Chairman, you will be surprised to know that 14.6 million children have not been enrolled in the schools. Other students who go to the primary school, 45%, are dropped before they finish the primary school education. Kindly note that 41% of the schools are without boundary walls, 45% are without drinking water, 70% are without electricity and 30% are without any school building. Look at the health facilities, look at the clean water facility which is available to only a few. Look at the housing facilities which are reserved to the elite part of our society and look at the mess of the transport. Why we can't have in our big cities like, Karachi, Lahore, Peshawar and Rawalpindi-Islamabad some mass-transportation system? Why we can't have trams? Why we can't have underground electric train system. And look at the state of environment.

Mr. Bilour Sahib, this morning pointed atmospheric pollution in Peshawar city. It is not just confined to only one city. It is all over, the country. Look at the shrinking size of our forests. We are going to see time when you will not be able to see even a single green pitch.

Mr. Chairman! in these circumstances how we recognize the contribution of the present regime in the economic prosperity of our country. Mr. Chairman, I am coming to the sector of education. You may remember sir, that before the announcment of the budget both President and Prime Minister declared on several occasions that in the future budget the share of the education would be a minimum of 4%of the GDP. And look at what is in the new budget? It is *status quo*.

Mr. Chairman! I would like to draw your attention that the total allocation to education is highly biased by the higher education. I do not want to deny the importance and significance of the higher education but the expenditure on euducation should be like a pyramid with the broad base of primary and secondary education and a narrow apex of higher education. Here this pyramid is upside down. We have higher allocation to the higher education and very small to the primary and college education.

Also I would like to bring to your kind notice, Mr. Chairman! that there is too much emphasis, on the establishment of the cadet colleges. You will be surprized to know that in this new budget there is a provision of 40 new cadet colleges and this is going to cost the nation, Mr. Chairman, something of the order of 477 million rupees. The allocation to

the cadet colleges, Mr. Chairman, is totally unjustified and this is at the cost of the primary education and college education.

I would also like to mention, Mr. Chairman! that in the higher education 700 million rupees have been earmarked for Ph. D. studies outside Pakistan. Mr. Chairman! I have got my own reservation about the scheme. It is too expensive. It is too costly for a Pakistani to go for a Ph.D. course in a British university when it would cost something like 0.5 to 0.6 million rupees and also serve and come back to this country. Here you use to different environment when they come to the country they would complete their bond period and afterwards at the first availabile opportunity they would go back to the country where they have been educated. They form a brain drain of our country.

Mr. Chairman! why we can't have a policy by establishing centres of excellence within our own country. Why not invite experts from out side in there centres of excellence, so that they can train a number of our graduates in sciences and also in humanities. There is absolutely no harm, in having a discussion on the defence budget. Unfortunately, this has become a forbidden territory for the parliamentarians. The present budget Mr. Chairman! recognise five heads for the defence. There is a Defence Division there is Meteorology Department. There is a Survery of Pakistan. There is the Federal Government Schools in Cantonment area. I cannot understand Mr. Chairman! why on the earth we should not discuss Meteorology Department, the Survey of Pakistan and the Federal Government Schools in the Cantonment Areas. I would also like to

mention Mr. Chairman! that the Defence budget is becoming unduly big. It was two hundred and twenty three billion rupees in 2005-06. It has been raised to two hundred and forty eight billion in the present budget. Mr. Chairman! no explanation and or justification has been given for this increase. If we add to this increase Mr. Chairman! the expenditure of Frontier Constabulary expenditure one billion seven five seven million, Coastal Guards three hundred fifty six million, Rangers four billion five hundred eighty one million and the army pension fund which has been transferred to the civilian part of the funds then the Defence budget shots up to two hundred and fifty five billion rupees. This is unduly big. A big chunk of it can be shifted to education and health.

Mr. Chairman! I would also like to say it that Defence force is a must for the protection of our borders, but the armed forces should not be used against our own citizens and taxpayers, I cannot understand Mr. Chairman! why Army and the Air Force is being used against our own people in Waziristan and Balochistan. I would also like to mention here that according to the Government report, 80,000 troops are mobilized on the North Western Frontier of our country and we would like to know Sir what is the cost of a mobilized army for 80000 troops for one year. This mobilized army is here for the last two year.

Mr. Chairman! why poor Pakistani taxpayer should pay, when the army is only safeguarding American interest in Afghanistan. Mr. Chairman! I would like to draw your attention to the development budget of the FATA. I am quoting from the document provided to us the

honourable Minister of State. On page 2890 of the development expenditure volume-2, it appears that in the year 2005-06, 5 billion rupees were spent on the development schemes in the Federally Administered Tribal Areas. Mr. Chairman! we would like to know, what was the nature of these schemes? Where these schemes are allocated? When these schemes were completed? Lastly who benefitted from these schemes? There is nothing of this in this budget document. In the budget 2006-07, an allocation of 6 billion rupees has been made for the development projects in FATA. Again there is no mention about the nature of these schemes and where these schemes are going to be located?

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

Senator Dr. Muhammad Said: Mr. Chairman! I can assure you, that out of this 8 billion rupees not even one billion rupees will be spent on the development project. The rest will be squandered. Mr. Chairman! you should not be surprised that FATA is a land of ghosts. There are ghost schools. There are ghost dispensaries. There are ghost hospitals. There are ghost bridges and there are ghost roads. Mr. Chairman, it is the land of ghosts. This is just because, FATA's accounts are not audited. Political Agents spend the money, the way he likes FATA area is a no go area for the Audit Officers. It is a no go area for the AGPR. And Mr. Chairman, I think, it is the duty of this august House to ensure that the funds are given to the FATA and that they are properly utilized. We should also ensure that the FATA accounts are properly

maintained and audited.

Lastly Mr. Chairman, I would like to say that the demand of 55 crore rupees for the running of the Prime Minister Secretariat is absolutely outrageous , for a country whose half population is living below the poverty line. I would not like to approve this demand. I would like to slash it down to the 2005-06 level which was 23 crores. Mr. Chairman, very briefly I would like to say that I have gone through every page of the Volume-1 and II of the details of demands for the grants and appropriations I am sorry to say that I have failed to find the expenditure incurred on the purchase of bullet proof cars Mr. Chairman! I can understand why our Prime Minister, and the other Ministers should not use home made small cars. Mr. Chairman, in India the Prime Minister and the Ministers are using the cars manufactured in their own country.

جناب چیئرمین ! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر home made چھوٹی گاڑیاں استعمال کریں تو ہمارے وزراء کی عزت توقیر میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور میں آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ان کی دیکھا دیکھی سیکرٹری صاحبان بھی چھوٹی گاڑیاں استعمال کریں گے۔

And this way we can save a lot of money. Thank you very much indeed.

Mr. Chairman: Thank you. Dr. Javaid Laghari.

Senator Dr. Javaid R. Laghari: Thank you Mr. Chairman, you know I am an academic at heart. So, I will try to speak like a teacher and a researcher. The "Nation" newspaper describes the budget yesterday or day before yesterday like a bikini what it reveals is suggestive; what it reveals and what it conceals is vital. So, we need to dig into these pages

and find out what it reveals and what it conceals. My analysis as I looked into these pages is that this budget is definitely not for the poor. You know there are two aspects to this budget. The micro economic and the macro economic. Mr. Chairman, this country will be obtaining rupees 230 billion in loans over the next fiscal year which is 40 billion more than what we obtained in the current fiscal year which was 190 billion. On the other hand, the grants are going down from 44 billion to 25 billion which is about 19 billion rupees less. The Government claims to have returned 5 billion dollars in loans but have just received 6.2 billion dollars in new loans. So, that is an additional 1.2 billion dollars that the poor public of this country has been headed with. Bank borrowing is rupees 140 billion which is 45% higher than current year estimate of 98 billion, total external debts which stood at 28 billion dollars in October, 1999 have now exceeded 31 billion dollars. So, that is an additional 3 billion dollars in external debts that we have been burdened with.

The honourable Minister yesterday or day before called it breaking the 'Kashkols'. However, after receiving 6.2 billion dollars in new loans and crossing external debts by 31 billion dollars, it is obvious that it is not breaking the 'Kashkol', it is widening it even further. Mr. Chairman! domestic debts have increased by 13 billion dollars which is about 814 billion rupees from 1.4 trillion rupees to 2.2 trillion rupees since October, 1999, these are facts, that are mentioned in the Economic Survey of Pakistan 2006. This domestic debt is coincidently equal to the foreign exchange reserves that we so proudly, claim we have. On the other hand,

reserves, your investments have now reduced to 16 billion rupees down from51 billion rupees of current year's estimate, look at the difference here.

And indirect taxes are estimated at 569 billion rupees which are about 20% higher than current year's estimate. Mr. Chairman, the foreign direct investment or the FDI today means acquiring state resources rather than investing in new projects, we have not seen any new project or major new project coming to this country as the result of FDI. FDI is not creating new jobs but it is eliminating old ones. The examples, everybody knows, are the Pakistan Steel Mills fiasco, the KESC fiasco, the Habib Bank fiasco and the PTC fiasco, 4 major corporations that we have in this country.

Privatization was meant to retire loans. That was done under two previous governments, today it means sell the family silver were to fund the budget deficit. 141 billion rupees of the privatization proceeds have been utilitzed since 2001 to finance the budget deficit, this is on record and now again in the new Budget 2006-07, 70 billion rupees from the privatization proceeds will be used to finance the Budget deficit. Once all profitable state resources are sold out one by one by the present Government at questionable prices like for the Steel Mills, it is obvious that our children and the future generation will go broke and bankrupt, they will have nothing to live on. We all understand that privatization and free market enterprize is good but with the present policies of the Government, we are leaving off the wealth of our children and the future generation, it is a crime against humanity.

Mr. Chairman! the Economic Survey of Pakistan 2006 acknowledges that the country failed to achieve the target of 7% growth rate. The GDP growth rate went down from 8.6% to 6.6% this year, that is by two percentage points downs. The agriculture growth which has a GDP share of 23% fell from or fell drastically from 6.7% to 2.5% which a number of my Parliamentarians here or Senators have expressed their concern. The 2005-06 fiscal deficit is now 4.2% as claimed by the Minister of State for Finance against a target of 3.8% which the Government had failed to achieve. In fact the fiscal deficit could be even higher as we close the year as was pointed out yesterday by honourable Ishaq Dar in his opening speech. The total deficit of this Government from October 1999 to present is 1.4 trillion rupees. Mr. Ishaq Dar in his speech correctly called externalizing the deficit for future generations. The rise in per capita income is very questionable. The results of course, can be manipulated easily) by using statistical methods and sampling of one's choice. People who do research in economics know and understand that very well. These results perhaps reflect more of the middle class and the benefits received by the rich rather than the poor. In this country, the poor continue to receive cramps while the rich are served with icing on the cake.

Mr. Chairman! the defence budget is now in astonshing 250 billion or 28% of the total non developmental expenditure of 880 billion. This is 12% increase over the last year and as have been pointed out by a number of honourable Senators, it does not include the amount for the construction of the new army General Head Quarter in Islamabad which

has been classified under development budget according to the Nation newspaper, I could not find it. The amount of 250 billion also does not include the amount of 35 billion for pensions which are now classified under general public service and this amount of 250 billion also does not take into consideration the billions spent on Rangers, Civil Armed Forces, Cantonments, Garrisons, educational institutes and other institutes and foundations established for the personnels of the Armed Forces. Total defence allocation under all heads may well exceed 300 billion rupees. As confidence building measurs are introduced with our neighbours, there is a little justification to increase the military budget at the cost of development.

Mr. Chairman! poverty alleviation and education must be at the fore front of our priorities. The economic survey 2005-06 claims the number of people below the poverty line have reduced by 10 points. These numbers and the methodology used are highly questionable. The sampling used is clearly non representative and includes only a very small segment of the society. These numbers including the claim of rise in per capita income needs to be verified by independent sources. There have also been earlier recommendations that the Federal Bureau of Statistics need to be an autonomous body and I would very strongly support that. Today more people are living below the poverty line than ever before and the poor are getting even poorer, so, this is very important to note. One only needs to travel to the slumps and ghettos in Karachi to the rural areas of Sindh, Balochistan, Frontier and Punjab to see for themselves.

For the first time in Pakistan's history, today people are dying of hunger even *Dal*, tomatoes and onions are non- affordable to the poor today. Have you ever wondered why? It is a documented fact that prices of all kitchen items have registered a 250% increase since October, 1999. Suicide rates have gone up drastically due to poverty. There were 8845 reported suicides in Sindh alone, during the last five years. I am sure the situation in other provinces is no diffrent. We need to control inflation on war footing, we need to control prices and price increase on all kitchen items. This may be possible, if the price of oil and power are reduced by reducing the taxes and surcharges on these items. Honourable Senator Javaid Shah basically has expressed the same thing that to support agriculture, the price of oil and power must go down. No wonder Pakistan today is classified among the top ten failed states joining the rank of Sodan, Kango, Zimbabwe, Chad, Somalia and Hatty. Failure! yes we are a nation of drop outs and failures.

Mr. Chairman! the Federal Minister for Education only last week, he was sitting here on the left, admitted at the National Education Convention that 45% of the students quit going to school at some age. He also admitted that 40% of the children do not attend or have no school to go to. It reminds me of the story of Ashraf told yesterday by Mr. Swati, not here, now. Have the honourable Chairman and the Deputy Chairman read the Pakistan Economic Survey 2006? In the Economic Survey, Jacobabad, the home disrtrict of the honourable Chairman, Senate is cited with the lowest gross enrollment rate for primary education in Sindh.

While Thatta once called the city of Madrassas and institutions of the middle ages is cited for the lowest gross enrollment rate for middle school and matric in Sindh. The figures for Balochistan are even lower. The lowest in Balochistan being the home district of our honourable Deputy Chairman as per Pakistan Economic Surevy 2006.

Mr. Chairman! have we ever wondered, we are not spending enough on primary and secondary education. We have less than 50% literacy rate, it is even lower than the PRSP target of 58% that was must to be achieved two years back. The United Nations millennium development goal required the target of 80% literacy rate by the year 2015. This is clearly not possible at the current growth rate unless there is a major shift in policy, budget and implementation. This is not happening with the present budget and the current policies of the government. If at all, a wide revolution is needed, it is needed for lower education, not higher education. We need to drastically increase the number of primary, secondary, middle and high schools, particularly in the rural and tribal areas and to send more girls to school if we are to achieve the literacy rates of the MDG. We need to recruit more school teachers and we need to pay them better.

Mr. Chairman! while the Higher Education Commission with only half a million students gets 15, 16 billion rupees in the current budget; lower education with 28 million students gets only 6 billion rupees from Federal funding. We, of course, understand that there may be additional funds available for lower education at the provincial level. What good is

higher education if the foundation is weak. The whole structure of education and the country will come tumbling down like the World Trade Towers if we do not invest more in lower education. We have 21 pages of budget on this short green report on higher education but only four pages oñ education in general.

Mr. Chairman! the priorities of this government are clearly revert. The Minister of State for Finance made no mention of primary and secondary education in his budget speech. But only spoke about the thousands of Ph. Ds to be produced. What to speak of government accomplishment in this field. The school teachers in the budget will be getting a rise of fifty rupees to one thousand rupees. The Ph'. Ds under the foreign faculty programme again listed in the budget will be getting salaries upto two hundred & fifty thousand rupees a month. Look at the discrepancy here. My recommednations would be to shift some of the Higher Education allocation to lower education and double the teachers salaries over the next three years. Mr. Chairman, a comparison can also be made between education and defence. While defence certainly is important from a security stand point and external threat, not internal. Defence which under one million personnel will get 250 billion rupees which is about two hundred and fifty thousand rupees per personnel. On the other hand 28 million students receiving primary, middle and secondary education will get 6 billion rupees from Federal funding which is only 214 rupees per student. This is an astonishing thousand times less than the allocation for each soldier. Perhaps, it is not too late to correct the

budget and put more money into lower education. Let us spend more on the welfare of our chidlren and our future generation than on the glory of the present. Let us invest more in lower education, let us think of the future rather than the present. I end my speech with a quote from our Prophet (PBUH) "the ink of a scholar is more valuable than the blood of a martyr". Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Ms. Semeen Siddiqui.

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا۔ میں to the point بولوں گی کیونکہ میں کوئی economist تو ہوں نہیں کہ statistics آپ کو پیش کروں، جو میری سمجھ میں آیا میں اس کے مطابق بات کروں گی۔ سب سے پہلے تو ہمیں یہ اپنی نظر میں رکھنا چاہیے کہ ہم ایک بہت بڑی national calamity سے گزرے ہیں زلزلے کی صورت میں اور اس کا بھی ہمارے بجٹ پر definitely اثر پڑا ہوگا۔ اور اس کے بعد میں آؤں گی dearness allowance جس کا اعلان کیا گیا ہے about 15% اور یہ میرا خیال ہے کہ سارے گریڈ کے ملازمین کے لیے ہے۔ میں اس سے تھوڑا سا اختلاف کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے جو گریڈ ایک سے لے کر نو تک گورنمنٹ سرونٹس ہیں وہ زیادہ deserving ہیں اور ان کا dearness allowance مہنگائی allowance بیس فیصد ہونا چاہیے۔ میری یہ ایک تجویز ہے کہ دس سے لے کر سولہ گریڈ کے جو ملازمین ہیں ان کا 15% dearness allowance ہونا چاہیے اور اس سے اوپر جو گریڈ ہے اس کا دس فیصد ہونا چاہیے because they are not much hit by price hike سب سے زیادہ جس پر مہنگائی کا اثر ہوتا ہے وہ غریب لوگوں پر ہوتا ہے اور lower grade کے جو ملازمین ہیں وہ اس ضمرے میں آتے ہیں۔

میرا second point یہ ہے کہ دالوں کی قیمتیں کم کر دی گئی ہیں اور throurgh utility stores فروخت کی جائیں گی لیکر ایک استدعا یہ بھی ہے کہ یہاں پر sub-standard

اشیا فراہم کی جاتی ہیں یوٹیلیٹی سٹورز میں تو اس پر خاص check رکھنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جو frenchise utility stores کی دی جائے گی اس سے unemployment میں کمی ہو گی اور کافی لوگوں کو اس سے روزگار میسر آئے گا اور کیونکہ یہ town level پر ہو گی تو اس سے لوگوں کو زیادہ زحمت اٹھانی نہیں پڑے گی اور انہیں اپنی رہائش کے قریب ہی ضروری اشیا مہیا ہو جائیں گی۔

اب میں education کی طرف آتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں اور میں agree کرتی ہوں ڈاکٹر لغاری اور ڈاکٹر ساجد کی اس بات سے کہ ہمارے پاس primary education and secondary education is more important than the higher education کیونکہ یہ ہی ایک بنیاد ہے اگر بنیاد مضبوط ہو گی تو اس پر عمارت بھی مضبوط کھڑی ہوگی۔ تو ہمیں زیادہ توجہ primary and secondary education کی طرف دینی چاہیے and I think the children coming to those school are from poor families ان کے بچوں کو ہم incentives دینے کے لیے اور جس طرح مدرسوں میں انہیں کھانا دیا جاتا ہے we should provide them with milk کیونکہ ان کو گھروں میں اتنی nutrition نہیں ملتی تو حکومت کو چاہیے کہ ان بچوں کو Government schools میں یہ چیز مہیا کی جائے۔

جناب والا! زیادہ تر والدین اپنے بچوں کو private schools میں ڈالنا prefer کرتے ہیں' prefer کیا کرتے ہیں وہ مجبور ہیں اس بات پر کیونکہ گورنمنٹ سکولوں کا معیار بہت ہی low ہے even جو teachers وہاں پڑھانے کے لیے آتے ہیں انہیں خود پتا نہیں ہوتا کہ وہ بچوں کو کس طرح کیا پڑھائیں ' خود ان کی انگریزی صحیح نہیں ہوتی' at times انہیں خود subject کی سمجھ نہیں ہوتی ۔ اس لیے ان کا standard improve کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ teachers training colleges بنائے جائیں تاکہ trained staff آپ Government schools میں بھی بھیجیں اور ان کا معیار بھی پرائیویٹ سکولوں کے برابر لایا جائے۔ بعض private schools are very good but they are only for the elite class اس میں غریب یا middle class family کا کوئی بچہ تعلیم حاصل کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تو ان کو بھی پابند کیا جائے کہ جو intelligent بچے ہیں' کچھ فیصد ان کے لیے بھی اس میں گنجائش رکھی

جانے اور ان سکولوں کی فیس اتنی زیادہ ہے کہ they can surely support ten children
from the montessori level to the high level of the school وہ ان کو free
admission and education دے سکتے ہیں and they can also provide them with
books and uniforms ان کی اتنی آمدنی ہوتی ہے۔ تو اس سلسلے میں private schools کو
پابند کیا جائے اور ایسے پرائیویٹ سکول جو گلی گلی کھلے ہوئے ہیں، جن کی فیسیں بھی زیادہ ہیں
لیکن چونکہ والدین پر ایک نفسیاتی اثر ہوتا ہے کہ شاید یہ گورنمنٹ سکولوں سے بہتر ہوں تو وہ اپنی
زندگی کو مشکل بنا کر اپنے بچوں کو پرائیویٹ سکولوں میں بھیجتے ہیں لیکن جو standard of
education ان کا ہے وہ بھی کوئی خاص اتنا اچھا نہیں ہے they are more commercial تو
ان پر بھی ایک چیک رکھا جائے۔

جناب والا! میری اگلی گزارش صحت کے متعلق ہے اور بڑے افسوس کے ساتھ کہنا
پڑتا ہے سرکاری ہسپتالوں میں hygiene کا کوئی تصور نہیں ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں
سے کراچی کے جناح ہسپتال میں دیکھا ہے کہ جنرل وارڈز میں بلیاں گھومتی پھرتی ہیں تو ان
چیزوں کے لیے administrators پر سختی کرنی چاہیے اور ان چیزوں پر چیک رکھنا چاہیے۔

میں ایک بات اور عرض کرنا چاہتی ہوں کہ "DAWN" میں ایک آرٹیکل چینی کے
بارے میں چھپا تھا کہ چینی کی مہنگائی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ گڑ برآمد کر دیا گیا کچھ ایسے
ممالک کو جہاں شراب بنتی ہے because molasses اس میں سے نکالا جاتا ہے تو یہ "ڈان"
کراچی میں چھپا تھا کہ 45 روپے فی کلو کے حساب سے گڑ کو برآمد کیا گیا ہے تو there
should be some check on this تاکہ ہمارے ملک میں کسی چیز کی قلت پیدا نہ ہو۔

اب میں انڈسٹری کی طرف آتی ہوں کہ ہم جو scrap import کرتے ہیں اس میں
بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جیسے copper ایلومونیم وغیرہ ہم اس میں سے نکالتے ہیں اور بین
الاقوامی مارکیٹ میں اس کا ریٹ میرے خیال میں 7.5 dollars فی کلوگرام ہے اور ہمارے پاس
اس کا ریٹ پانچ ڈالر فی کلوگرام ہے اور پہلے اس کا ریٹ تین ڈالر فی کلوگرام تھا۔ اس کے ریٹ
کے بڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس کو برآمد کر رہے ہیں۔ یہ چیزیں انڈیا ہم سے لے رہا ہے اور
انڈیا کے علاوہ دوسرے ممالک بھی ہیں لیکن یہ چیزیں اتنی اہم ہیں کہ ہماری engineering

developing میں ان کی ضرورت ہے والوں کی طرح اس کا حشر نہ ہو کہ ہم ایک industry economy ہیں اور جب ہمیں ان چیزوں کی ضرورت پڑے تو ہمیں بین الاقوامی مارکیٹوں سے ان کو مہنگے داموں لینا پڑے تو اس بات کا ہمیں خیال رکھنا چاہیے کہ ہم کوئی ایسی export کی اجازت نہ دیں جس سے ہم اپنے ملک میں خود مہنگائی پیدا کریں۔

ایک بات یہ ہے کہ کچھ scrap ہم برآمد کرتے ہیں تو میری تجویز یہ ہے کہ اس پر duty کم کی جائے ، میرے علم میں نہیں ہے کیونکہ I couldn't get the information but I think there is some duty on it اور وہ سکریپ باہر والوں کے لیے unserviceable ہوتا ہے because but it can be made serviceable for us ہمارا ایک طبقہ technically اتنا aware ہے کہ وہ اس میں جگاڑ وغیرہ کرکے اس کو workable بنا لیتا ہے اور اس سے ان کا روزگار چلتا ہے۔ تو ایسا سکریپ ہے جس میں فریج کے کمپریسرز ہیں، اے سی ہیں، گاڑیوں کے پرانے انجن ہیں تو میری تجویز ہے کہ ہم اس پر ڈیوٹی ختم کریں تاکہ لوگ self employ ہو جائیں اور یہ ان کے کام آئے and the metals which I am talking obout are a non-ferrous جیسے copper, aluminium, even اس میں سے چاندی بھی نکلتی ہے which is being exported.

آخری تجویز یہ ہے کہ خواتین کے لیے میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ میں اتنا کچھ نہیں رکھا گیا لیکن میری تجویز ہے کہ جس طرح بنگلہ دیش میں Grameen Bank کو قائم کیا گیا اور اس سے کافی غریب لوگوں کو فائدہ پہنچا اور اس میں اتنا تردد بھی نہیں ہے کہ forms fill کرو وغیرہ لہذا at town levels ایسی خواتین جو گھر بیٹھے کچھ کام کرنا چاہتی ہوں ان کو Rs. 10000/- تک کا قرض اس مد میں دیا جائے اور ان سے آسان اقساط میں واپس لیا جائے without any interest. بنگلہ دیش میں یہ چیز Grameen Bank بہت کامیاب رہا ہے تو ہمیں بھی یہ تجربہ اپنے دیہاتوں اور شہروں میں کرنا چاہیے۔

اب میں زراعت کی طرف آؤں گی اور جیسا کہ tractors کو duty free کیا گیا ہے تو میری تجویز ہے چھوٹے کاشتکاروں کے لیے کہ ان کو 10 horse power تک کے second hand tractors کی import کی بھی اجازت دی جائے کیونکہ ان کی اتنی بڑی ضرورت نہیں ہوتی

اور وہ سستے بھی ہوتے ہیں اور ان کی condition بھی بہتر ہوتی ہے۔ لہٰذا اس پر بھی چھوٹ دی جائے اور اس کی import without duty کی بھی اجازت دی جائے۔

آخر میں، میں یہ کہوں گی کہ جب تک ہماری productivity نہیں بڑھتی ہم ترقی نہیں کر سکتے اور ہم ایک agricultural country ہیں، ہمارے پاس زیادہ تر land بارانی ہے and we depend on rain water. لہٰذا reservoir اور dams بنانا ہماری ایک بہت بڑی ضرورت ہے، اس کے لیے ہمیں آپس میں افہام وتفہیم پیدا کرنی چاہیے۔ اور اگر ہم اپنے national interest کو مد نظر رکھیں اور national interest should come before anything else. National interest میں dams وغیرہ تعمیر ہوں تو ہم اپنی سوچ بدلیں اور اپنے آپ کو expand کریں اور علاقائی سوچ چھوڑ کر national سوچ کی طرف آئیں because national interest is ahead of everything.

Thank you very much Mr. Chairman for listening to me and giving me time to speak. Thank a lot.

Mr. Chairman: Thank you. Dr. Kauser Firdous.

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ بجٹ سیشن جو ہمارا ہو رہا ہے اس میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی مجلس شوریٰ اپنے وسائل سے کل آمدن اور اپنے اخراجات پر مبنی میزانیہ یا بجٹ پر بحث کر رہی ہے۔ قرآن پاک میں بنیادی اصول جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں اس میں ایک بات تو یہ ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے کشادہ رزق دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ تمہارے مال میں حق السائل والمحروم یعنی سوالی کا بھی حق ہے اور محروم کا بھی حق ہے۔ سوالی تو آکے مانگے گا لیکن محروم کو خود تلاش کرنا ہوگا، دیکھنا ہوگا، ڈھونڈنا ہوگا اور اس کا حق جو ہم تک پہنچا ہے وہ اس کو پہنچانا ہو گا۔

دوسری چیز جو ہے وہ (عربی) کہ انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو۔ ان دو بنیادی اصولوں کو سامنے رکھ کر میں سمجھتی ہوں کہ یہ budget debate چل رہی ہے، اس پر

ہم سب کو بات کرنی ہے۔ اس میں ہم سب کا حصہ ہے لیکن عملاً کتنا ہے۔ میرا بارہ سالہ بیٹا جا رہا تھا' اس کو میں نے کچھ رقم دی اور میں نے کہا کہ سارے پیسے خرچ نہ کرنا تو اس نے کہا کہ بجٹ تو آپ وہاں بیٹھ کر بناتی ہیں' مہنگائی وہاں سے ہوتی ہے اور آپ مجھے کہتی ہیں کہ پیسے خرچ نہ کرنا تو میں نے دل میں کہا کہ'

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی

جو چاہو سو وہ آپ کرو ہم کو عبس بدنام کیا

مگر میں سمجھتی ہوں کہ اس ہاؤس میں بیٹھنے کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ ہم اپنی بات رکھیں ، حکمرانوں کو تلقین کریں' مظلوم کے حق کے لیے بات کریں' یہ انشاء اللہ record ہو گی اور ہماری ذمہ داری اسی طرح سے ادا ہو گی۔

جناب! پہلی چیز جو میں budget process کے لیے کہنا چاہتی ہوں اور مجھے یاد ہے کہ میں نے پچھلی دفعہ بھی یہی بات کی تھی کہ صرف جون کے مہینے میں سات دن اور اس میں سے بھی ڈھائی دن کے بعدہمیں یہ کہنا کہ آپ سفارشات دے دیں اور پہلے ڈیڑھ دن میں amendment جمع کرادیں اور اس ڈیڑھ دن میں وہ کتابیں پڑھنا اور کھولنا بھی ممکن نہیں ہوتا اور پھر ان لوگوں کے لیے جو economist نہیں ہیں اور بھی مشکل بات ہے۔ تو اس کے لیے. میری درخواست یہ ہے کہ دسمبر میں یعنی کہ چھ مہینے بعدتین روز کے لیے بجٹ جتنا رکھا گیا تھا' جتنے اخراجات ہوئے' جتنے اضافی اخراجات ہوئے' اس پر بحث ہو۔ مارچ میں اس بجٹ سیشن سے تین مہینے پہلے تین روز بجٹ کے لیے مختص کرکے جو سفارشات ہیں' تجاویز ہیں وہ لی جائیں۔ ہمیں سہ ماہی رپورٹ ملتی ہے State Bank کی' اس پر ایک روز کے لیے بحث ہو اور وہ صرف ہماری tables پر نہ رکھ دی جائے بلکہ اس کی تفصیل کوئی حکومتی فرد بتائے اور پورا ہاؤس اس پر بات کرے کہ صورتحال کس طرف کو جارہی ہے۔

اضافی اخراجات کی بھی حد ہو کہ زیادہ سے زیادہ وہ 20% خرچ ہو سکتے ہوں لیکن اس سے زیادہ کے لیے پارلیمنٹ سے اجازت لینا مشروط ہو اور اس سے بھی بڑی بات یہ کہ بجٹ میں اخراجات کی جو تقسیم ہے اس کے لیے کچھ ترجیحات متعین ہوں جو ہم لوگوں کو بھی سمجھ آئیں کہ ہماری priorities کیا ہیں' یہ رقم کن مدات میں تقسیم ہو رہی ہے' اس بجٹ کو reflect کرنا

چاہیے اور اس کے پیچھے justification ہونی چاہیے کہ اس مد میں اتنی رقم اس لیے رکھی گئی ہے
اور میں سمجھتی ہوں کہ جو وزیر صاحب نے budget speech کی یہ اس کا ایک اہم نکتہ تھا اور ہونا
چاہیے تھا۔ ابھی نہیں ہے تو میں درخواست کروں گی کہ آئندہ سے probably یہی وزیر صاحب
ہوں گے جو اگلی دفعہ بھی تقریر کریں گے تو اس بات کا خاص لحاظ رکھیں اور اس کے ساتھ

جناب! میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ بجٹ speech ایک important document ہے جو
ہمیں ملا ہے لیکن اس کے اندر blanks ہیں کہ dash مہنگائی allowance ہے' وہاں کتنا ہوگا
اس پر dash ہے۔ اضافہ کچھ چیزوں میں کتنا ہوگا اس پر dash ہے اور وہ document ہمیں
دے دیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کو مکمل کرکے دینا چاہیے اور اس کا فیصلہ in time کر لیا
جانا چاہیے۔ پھر ساتھ میں یہ بھی درخواست کرنا چاہتی ہوں اور میں نے ان کے ساتھ بات کی بھی
تھی کہ budget speech جو ہے یہ political speech نہ ہو تو بہتر ہے' یہ اس ہاؤس کو
divide کی طرف لے جانے کی بجائے ایک طرف لانے والی ہو اور ایک سنجیدہ کاوش ہو کہ ہم
اس کے وسائل کی تقسیم پر بہتر انداز میں سوچ وچار کر سکیں۔ وہ اس طرح کی ہونی چاہیے جس
میں طعنے تشنے اور دعوے اور اس طرح کی چیزیں نہ ہوں تو بہتر ہے۔

جناب! میں health sector کی طرف آؤں گی اور اس میں economic survey کی
report جو ہمیں دی گئی ہے 06-2005 کی اس میں جو new Rural Health Centres بنائے
جانے تھے وہ 20 طے کیے گئے تھے مگر 14 بن سکے۔ Upgradation of existing Rural
Health Centres 21 طے کیے گئے تھے۔ اسی طرح سے new BHUs جو بنانے طے کیے گئے
تھے وہ 50 تھے مگر 42 بن سکے۔ Upgradation of existing BHUs 53 طے کیے گئے تھے
لیکن 41 ہو سکے۔ جناب! یہ بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ خاص میرے علم میں ہو' میرا خیال
ہے ہم میں سے ہر فرد اپنے حلقے کے بارے میں جانتا ہے کہ وہاں پر BHUs کی حالت کیا
ہے۔ میں ضلع ہری پور کے گاؤں مسلم آباد کی BHU کے بارے میں بتانا چاہوں گی کہ 1984
سے وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں ہے' کوئی اس طرح کا paramedic نہیں ہے تو BHUs کا بہت بڑا
area ہے جو primary health services کو deal کرتا ہے' ان کی upgradation کے سلسلے
میں ہمارے بجٹ کا ایک بہت بڑا حصہ اس پر لگنا چاہیے اور یہ اتنی چھوٹی تعداد ہے' اس تعداد کو

ہمیں بڑھا کر اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح سے Rural Health Centres اور BHUs میں جو beds ہیں وہ طے کیا گیا تھا کہ 2500 ہوں گے اور وہ 2000 تک ہی حاصل کیے جا سکے ہیں۔ جناب! میں اس طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں جیسے کہ education sector میں بڑی تفصیل کے ساتھ مجھ سے پہلے بات کرنے والے سینیٹرز توجہ دلائی کہ pyramid کی ایک base ہے' ایک apex ہے ایسے ہی health sector میں بھی pyramid کی ایک base ہے اور ایک apex ہے۔ Primary health services وہ ہیں جو بنیادی صحت کی سہولیات جس کو آپ کی 70%, 80% آبادی avail کرتی ہے۔ Tertiary Health Services جو بڑے بڑے ہسپتال ہیں وہاں صرف تھوڑی سی آبادی آپ یہ کہیں کہ 20%, 30% or even less than that ان services کو avail کرتی ہے۔

لیکن بجٹ کا 80% حصہ dirty health services پر لگتا ہے اور 20% حصہ پرائمری ہیلتھ سورسز پر لگتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کو بھی review کیا جانا چاہیے۔

Health budget میں یہ اچھی بات کی گئی ہے کہ غریبوں کے ٹیسٹ ہیں انجیو گرافی' ایم آر آئی اس کی سہولیات ہوں گی۔ ڈائیلیسز کی سہولت ہو گی' یہ ٹیسٹ نہیں ہے یہ treatment ہے ۔ میں سفارش کروں گی کہ اس کے ساتھ Cancer treatment کو شامل کر لیا جائے اس لیے وہ بھی مریض کو ایسے سسکتا ہوا چھوڑتا ہے کہ رقم اس کے پاس نہیں ہوتی مگر وہ علاج کا محتاج ہوتا ہے۔

جناب! میں ایک اس بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہوں گی کہ ہمارے دیہی علاقوں میں health services کے ناکافی ہونے کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ بہت سارے ڈاکٹر ان علاقوں میں جانا پسند نہیں کرتے ۔ تو اگر ان کو extra package دیا جائے 25%of the basic pay scale ان کو اضافی ملے گا اگر وہ کسی گاؤں میں جا کر سروسز دیتے ہیں۔ تو it may be helpful کہ اس علاقے میں آپ صحت کی سہولیات مہیا کر سکیں۔

دوسرا اہم حصہ جس کی جانب میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گی وہ یہ ہے کہ یہ بھی آپ کے مشاہدے میں ہو گا کہ اس وقت آپ کے میڈیکل کالجز میں 65 to 75% open merit کی وجہ سے لڑکیاں لیڈی ڈاکٹر کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں لیکن فیلڈ کے اندر آپ کی کتنی ڈاکٹرز

آتی ہیں جتنی pass out ہوتی ہیں ان میں سے 50% اپنی معاشرتی responsibilities کی وجہ سے job میں نہیں آتیں ۔ تو اس کے لیے لازمی ہے کہ female doctors کے لیے کوئی ایسا service structure بنایا جائے جس میں ان کو اوقات کی سہولت دی جائے ۔ ان کو تنخواہوں کی سہولت دی جائے، کچھ extra چیزیں دی جائیں تا کہ ان پر جو قوم نے اتنا سرمایہ invest کیا ہوا ہے اور انہوں نے بھی اپنا اتنا وقت لگایا ہوا ہے، اس سے قوم اور ملک کو فائدہ پہنچایا جا سکے۔

جناب! اس کے ساتھ جو مجھے۔ایک نئی چیز لگی۔ تین سال سے میں بھی یہاں ہوں وہ جو ہمیں Finance Bill 2006 ملا، جناب اس کے 170 pages ہیں اب مجھ سے تو یہ سارا پڑھا بھی نہیں گیا اور اس کی terminology یہ ساری amendments تھیں، اس کا original text بھی ساتھ نہیں تھا۔ یہ بھی اب ساتھ ہی ایسے ہی گزرتے گزرتے pass ہو جائے گا لیکن اس کے اندر کئی چیزیں ایسی تھیں میں صرف ایک کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گی۔ یہ

further amendments in Factories Act, 1934: Provided that if the employer arranges for the transport facility the women may work upto 10 P.M in two shifts.

جناب ! میں یہ بات رکھنا چاہتی ہوں کہ ہمارے دین کے کچھ احکامات ہیں، ہمارے معاشرے کی کچھ قدریں ہیں، ہمارے معاشرے میں مرد عورت کا کفیل ہے، اس کو اس کے کھانے، لباس اور رہائش کا انتظام کرنا اس کی ذمہ داری میں شامل ہے، اس کو کرنا ہے جس بھی رشتہ میں وہ ہے۔ اب آپ روزگار دینے کے لیے یا روزگار کی schemes کے لیے مرد کو jobless کرتے جائیں لیکن عورت کو روزگار کا quota offer کریں اور اس کے ساتھ بے سہارا، مجبور اور لاچار غریب عورت کے لیے بجائے اس کے کہ حکومت کچھ allowances دے دیتی، اس کی کفیل بنتی، اس کو کوئی وظیفہ دے دیتی اس نے اس کے لیے یہ کیا کہ ان کو ملازمت رات دس بجے تک کرنے کے لیے قانون بنانے کی کوشش کی اور مجھے پتہ ہے کہ وہ بن بھی جائے گا۔ جناب! انقلاب میں بھی یہ ہوا تھا کہ عورتوں کو as cheap labour نکالا گیا تھا، یہ بھی cheap labour کے طور پر ہی استعمال ہوگی اور اس کی جسمانی صحت اور صلاحیتیں اس کو اتنا نچوڑا جائے گا کہ

مرد بھی اتنا exert نہیں کر سکے گا جتنا اس کو exert کرنا پڑے گا اور sexual harassment at job place جناب ! یہ حقیقت ہے ۔ ہمیں اس کو تسلیم کرنا چاہیے اور ہمیں عورت کو تحفظ دینے کے کوئی اقدامات کرنے کی بجائے ایسی قانون سازیاں نہیں کرنی چاہییں جو اس کو مزید vulnerable situation میں لے جائے۔ اکثر ایک ہمارا خاندان کا ادارہ بھی ہے جس میں وہ جا کر بچوں کو دیکھتی ہے۔ رات دس بجے کے بعد جا کر وہ اس گھر میں کیا کرے گی اور اس گھر سے آپ کیسے شہریوں کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ ملک اور قوم کی خدمت کرنے والے کیسے بچے پیدا ہوں گے یا نکلیں گے۔

جناب ایک بات میں عورتوں کے حوالے سی ہی یہ بھی رکھنا چاہتی ہوں کہ مکان کے کرائے پر tax لیا جائے گا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ٹیکس میں بیوہ کو مکمل چھوٹ دیں، جو بے سہارا عورت ہے اس کو بھی مکمل چھوٹ دیں۔ عورت کے نام جائیداد سے حاصل ہونے والے کرایہ پر بھی ٹیکس 5% کی بجائے ڈھائی فیصد لیا جائے، یہ میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ اس سے ایک ضمنی فائدہ ہو گا کہ وراثت عورتوں کے نام منتقل نہیں ہوسکتی، اس کی حوصلہ افزائی ہو گی کہ لوگ وراثت عورتوں کے نام منتقل کریں۔ عورتوں کی جو جائیداد ہے اس پر ٹیکس 50% ہو، یہ بھی اس میں ایک مدد کرے گا۔

جناب! یہ GRAP پر 41,5000000 صرف کیے جائیں گے، GRAP کیا ہے Gender Reform Action Plan ، Gender Reform کیا ہے کہ جو صنفی امتیاز ہے اس کو ختم کرنے کا ایک منصوبہ ہے، اس کے لیے پچھلے سال تو 380 million رقم رکھی گئی تھی اب اس کو مزید بڑھا دیا گیا ہے۔ اس میں عورت اور مرد، شانہ بشانہ مرد اور عورت کی برابری اس فلسفے کے تحت عورت کی تقریم بحیثیت ماں، بہن اور بیٹی جو ہمارے معاشرے کا طرہ امتیاز تھا اس پر اثر ہو رہا ہے، میں نہیں سمجھتی کہ اس مد میں اتنی بڑی رقم خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس رقم کو کم کر کے عورتوں کے حقیقی مسائل کے حل پر صرف کیا جائے، ان مسائل کو تلاش کیا جائے اور ڈھونڈا جائے۔ دور دراز کے علاقے سے عورتیں سروں پر پانی رکھ کر لاتی ہیں یہ مشقت ان کے لیے ہے۔ کوئی 40/50 لاکھ عورتیں جہیز نہ ملنے کی وجہ سے بیٹھی ہوئی ہیں، عورتوں کو اشتہارات میں بے جا طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ جیلوں میں بہت سی عورتیں ہیں جن کی ضمانت

کے لیے تھوڑے سے پیسے نہیں ملتے وہ وہاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ جناب! رقم کو یہاں استعمال کیا جائے۔media کے ذریعے سے عورت کے حقوق اور مقام کے لیے ایک مہم چلائی جائے، رقم وہاں پر لگائی جائے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ فالتو خرچ ہے جو کہ اس مد میں کیا جائے گا اس کو کسی بہتر جگہ پر لگنا چاہیے۔

جناب! مہنگائی الاؤنس پندرہ فیصد کی بات بھی ہوئی، میرے یہاں پر باقی colleagues نے بھی بات کی کہ یہ فوجی، سول، صوبائی اور وفاقی ملازمین کے لیے ہو گا لیکن میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو بیروزگار ہیں ان کا کیا ہو گا، جن کی سرکاری ملازمت نہیں ہے ان کا کیا ہو گا، مہنگائی تو سب کے لیے ہے، آپ نے اتنے حصے کو تو relief دے دیا باقی حصہ کیا کرے گا۔ یہ documented ہے کہ جو مختلف ممالک نے ہمارے budgetary allocation کے بعد یا ان وسائل پر وہ مرتب کرتے ہیں اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس ملک میں وسائل کی کمی نہیں ہے، یہ تقسیم غیرمنصفانہ ہے جس کی وجہ سے امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں اس طرح کی allocation اسی چیز کو مزید support کرتی ہے کہ یہ 15% کا allowance اکیسویں اور بائیسویں گریڈ کے لیے تو بہت بڑی رقم ہو گی لیکن جو نچلے grades ہیں ان کے لیے سو پچاس روپے ہو گا جس کا کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جیسے میری colleague نے بھی سفارش کی اور میں بھی اسی طرح سے کہتی ہوں کہ میرے خیال میں ایک سے سولہ تک کے گریڈ کو 25% حصہ دیا جائے، 17 سے 18 تک کو 15% اور 19 سے 22 تک 10% دیا جائے تاکہ یہ تفاوت جو معاشرے میں ہے اس کو ختم کرنے کی طرف کچھ اقدام کیا جا سکے۔

جناب والا! سب سے بڑا indicator یہ بتایا گیا کہ ہم نے غربت ختم کر دی، دالوں کی قیمت کم کر دی، دالیں یوٹیلٹی سٹور پر دس روپے کم ملیں گی۔ میں یہ پوچھتی ہوں کہ دالیں 80 روپے تھیں وہ 70روپے ہوں گئیں، کل وہ 90 روپے ہوں جائیں گی تو پھر آپ تو دس روپے کم کر کے دیں گے لیکن عام آدمی کو تو وہ 80 روپے میں ہی خریدنی پڑیں گی، اس کا کیا حل سوچا گیا ہے۔ تحصیل میں ایک یوٹیلٹی سٹور ہو گا، ایک یوٹیلٹی سٹور پر اگر ساری تحصیل کے لوگ آئیں گے تو وہ اس لائن میں کتنے گھنٹے لگیں گے تب جا کر ان کو ایک کلو دال ملے گی۔ یہ بات بھی ہوئی کہ 500 کی خریداری ہو تو تب دو کلو چینی ملے گی، دوسو کی خریداری ہو تو ایک کلو ملے

گی۔ ایسے ہی دالوں پر بھی کوئی نہ کوئی قدغن لگ جائے گی۔ بیان کرنے کو تو یہ اچھی بات ہے مگر حقیقتاً میں سمجھتی ہوں کہ اس کا اتنا فائدہ نہیں ہو گا۔

جیسے پہلے بھی ہوا' چینی کی قیمت بڑھ گئی' سیمنٹ کی قیمت بڑھی۔ اس پر کیا ہوا؟ درآمد کرلیں' باہر سے آجائے' duty free کر دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے آ گئی۔ وقت پر تو سمجھ نہیں آئی کہ یہ کم ہو رہی ہے۔ ہم پہلے سے درآمد کرلیں۔ جب بحران آتا ہے تو اس کے بعد یہ فیصلہ ہوتا ہے۔

جناب قیمتوں پر کنٹرول کرنا اصل وجہ تھی۔ کنٹرول نہیں کیا گیا۔اس قیمت کے بڑھنے کی وجہ تلاش نہیں کی گئی اور وجہ تلاش کرنے کے بعد کسی کو پکڑا نہیں گیا' کسی کو سزا نہیں دی گئی۔ اب یہ نیا نظام ایک آیا ہے کہ بجٹ میں بتایا گیا ہے کہ ضلعے میں ایک Price Magistrate متعین کیا جائے گا۔ Sir پہلے کیا price control کے لیے کوئی mechanism نہیں تھا۔ اگر تھا تو وہ کیوں بے اثر ہوا؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کو وہیں کا وہیں چھوڑ کر اک نئے مجسٹریٹ صاحب اس کے اوپر لگ جائیں گے۔ Sir میں یہ پوچھتی ہوں کہ یہ چھوٹے منافع خور ذخیرہ اندوزوں کو تو پکڑ لیں گے جیسے آپ کے بھی مشاہدے میں ہوگا کہ بجلی کا Bill ایک عام آدمی نہیں دیتا' ایک مہینے کا نہیں دیتا تو بجلی والے اتنے over-efficient ہیں کہ وہ آتے ہیں آکے connection کاٹ جاتے ہیں اور پھر دس منتیں کرو' دس سفارشیں کرواؤ' Bill بھی دو تب اگلی لائن ملتی ہے' کنکشن چالو ہوتا ہے لیکن جہاں پر لاکھوں کی بجلی چوری ہوتی ہو ان کو کوئی نہیں پوچھتا۔ یہاں پر بھی میرا خیال ہے یہی ہوگا کہ اونٹ نکلے جاتے ہیں اور مچھر چھانٹے جاتے ہیں۔ ان کو پکڑنے کے لیے تو مجسٹریٹ لگ جائے گا لیکن یہ بڑے جو ذخیرہ اندوز ہیں' جو چینی چور ہیں ان کو تو NAB جیسا مجسٹریٹ بھی نہیں پکڑ سکا تو کیا یہ مجسٹریٹ NAB سے بڑا ہوگا؟ Sir اس کے ساتھ یہ ہے کہ یہ ٹیکس چور جو ہیں ان کو کس نے پکڑنا ہے۔ ٹیکس چوری میں بھی 1996ء میں ٹیکس دینے والوں کا تناسب چودہ فیصد تھا اور پچھلے سال 10.1 % تھا ۔ یہ 280 ارب روپے کی رقم بنتی ہے جو حکومت کو نہیں مل رہی۔ اس کی وصولی کا طریقہ یہ بنایا گیا کہ جنرل سیلز ٹیکس بڑھا دو' پٹرول کی قیمت بڑھا دو۔ اس میں سے ٹیکس نکال لو۔ حکومت کی وصولی کا یہ طریقہ شروع کیا ہے۔ اس طریقے سے میں سمجھتی ہوں کہ عام آدمی پر تو آپ بوجھ

ڈال لیتے ہیں لیکن جو اصل culprits ہیں ان سے شاید ڈرتے ہیں، ان تک ہاتھ نہیں پہنچتا، وہ بڑی آسامیاں ہیں ان کو کوئی کچھ کہہ نہیں سکتا۔ Sir یہ سی بی آر نے بھی بار بار کہا کہ ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ حصص مارکیٹ میں اس کا پتا لگائیں کہ یہ پیسہ کہاں سے آ رہا ہے اور پھر یہ بھی کہا گیا کہ اگر ہم ان پر ٹیکس لاگو کریں گے تو اعتماد کا بحران پیدا ہوگا۔ Sir اعتماد کس کے ساتھ رکھنا ہے؟ ان چوربازاری کرنے والوں کے ساتھ یا کہ عوام کے ساتھ یہ فیصلہ بھی ہمیں کرنا ہوگا۔

وانا اور بلوچستان کے آپریشن کے لیے تو ہم کہتے ہیں کہ ہمیں حکومت کی writ قائم کرنی ہے۔ یہاں پر بھی حکومت کی کوئی writ ہے کہ نہیں کہ اس ٹیکس کو وصول کیا جائے۔

(اس موقع پر ہاؤس میں اذان مغرب سنائی دی)

جناب چیئرمین، آپ جلدی ختم کر دیں کافی time لے لیا آپ نے تو۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب ! یہ نیب نے بھی 2002ء میں دعویٰ کیا تھا کہ ۸۰ ارب قرضےمیں وصول کر لیے لیکن سٹیٹ بنک نے اس کی نفی کر دی ۔ جناب ! اگر اعتماد اداروں پر بھی نہیں ہے تو دوسرا کون آئے گا جو آ کر اس کو بحال کرے گا ۔ اس میں بھی میں یہ کہتی ہوں کہ یہ بیچو اور اڑاؤ کی ایک پالیسی نظر آتی ہے کہ قرضے بڑھ رہے ہیں اور اثاثے کم ہو رہے ہیں۔ PTCL, Steel Mill یہ سارا کچھ بیچ چکے ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ پتا نہیں اگلے کتنے پچاس سالوں میں بھی ہم یہ بناسکیں یا نہیں ، مجھے اس رپورٹ میں پڑھ کر حیرت ہوئی کہ privatization سے جو رقم حاصل ہونی تھی وہ 2005ء میں بیس ہزار ملین رکھی گئی تھی لیکن نوے ہزار ملین حاصل کی گئی ۔ اب ۷۵ ہزار ملین رکھی گئی ہے ۔ اب پتا نہیں کتنے ہزار ملین اس سے اضافی حاصل کی جائے گی ۔ جناب ! بس آخری بات کرکے میں یہ بات ختم کرتی ہوں کہ ترقیات پروگرام کے لیے مختص رقم کو اگر اخلاص، نیت اور اچھی منصوبہ بندی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بے شک بہت اچھے نتائج کی حامل ہوسکتی ہے لیکن ماضی کے تجربات کی وجہ سے صرف اس کی خواہش ہی ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا تجربہ ایسا ہے کہ جتنی رقم رکھی گئی وہ استعمال نہیں ہوئی صرف ایک point کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ ایک سکیم جو 65/66ء میں ون یونٹ کے زمانے میں باقاعدہ منظور ہوئی تھی اور یہ ہری پور ضلع کی ایک سڑک

کی تعمیر کی بات تھی ۔ اس میں رقم بھی منظور ہوئی تھی مگر اس رقم کا پتا بھی نہ چل سکا اور اس سے کوئی تعمیر نہ ہو سکی ۔تو اگر ایسا ہی ہوا تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ میں آخر میں یہ تین points کہہ کر بات ختم کرتی ہوں کہ ارباب اختیار کو مادہ پرستی چھوڑ کر قناعت پسندی اور سادگی اپنانے پر توجہ دینی ہوگی ۔ اس کے ساتھ میں یہ کہوں گی کہ سرکاری خرچ پر فون ، بجلی، گیس اور پٹرول کی سہولیات کو بالکل ختم کر دینا چاہیے ۔فحاشی اور بے حیائی پھیلانے اور اس کے اوپر اٹھنے والے اخراجات کا خاتمہ اور ان میں استعمال ہونے والے آلات اور الیکٹرانک اشیاء کی درآمد ات پر پابندی لگائی جائے۔ ملک بھر میں دینی مدارس اور مساجد میں بجلی اورگیس مفت مہیا کی جائے اور آخری بات یہ ہے کہ دفاع کے بجٹ اور غیر ملکی قرضوں کی تفصیل کو بھی یہاں پارلیمنٹ میں لایا جائے۔ بہت شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: Thank you we will adjourn now for the *Maghrib* prayer and reconvene Insha Allah at 7.45 p.m .

(The House reassembled after Maghreb prayer with Mr. Chairmanm Mr. Mohammedmian Soomro in the Chair).

Mr. Chairman: Abdur Rahim Khan Mandokhel.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بجٹ 2006-2007 پر بحث کے لیے سینیٹ میں مجھے اپنی بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! یہ ایک اہم بات ہے کہ ہمارے آئین میں سینیٹ کو یہ اختیارات نہیں تھے کہ وہ بجٹ پر بحث کرے اور پھر اس کو منظور یا نا منظور مختلف مدوں میں کرے لیکن ہمارے ملک کا ہمیشہ سے یہ مطالبہ رہا کہ یہ ادارہ چونکہ federating units کا نمائندہ ادارہ ہے ' قومیتوں کا نمائندہ ادارہ ہے' صوبوں کا نمائندہ ادارہ ہے اس لیے تمام فنانس بل' اس میں زیر بحث آنے چاہییں اور اب بمشکل اس پر ہم بحث کرتے ہیں لیکن اس میں ہماری جو سفارشات ہیں ' ان

کے متعلق ایک دوست فرما رہے تھے کہ سفارشات جو ہیں صرف proposals ہیں ' ان کی اہمیت نہیں ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سفارشات بالکل جیسا کہ کہتے ہیں advice نوعیت کی ہیں کہ قومی اسمبلی ہماری recommendations کو جگہ دے۔

جناب والا! بہرصورت اس وقت جو بجٹ پیش ہے یہ مجموعی طور پر ملک کی آمدن اور خرچے کا میزانیہ ہے اور اس میں بنیادی طور پر مالیاتی اور معاشی پالیسیوں کا اظہار ہوتا ہے اور پھر ان قوتوں کا اظہار ہوتا ہے جو مقتدر ہوتی ہیں اور جن کی پالیسیاں وہاں reflect کرتی ہیں۔

جناب چیئرمین! موجودہ بجٹ میں پہلی بات یہ ہے کہ جو revenues حاصل ہیں وہ کہاں سے آرہے ہیں ' اس میں بنیادی طور taxes ہوتے ہیں اور پھر taxes بھی دو نوعیت کے ہیں ایک direct tax ہے اور دوسرا indirect tax ہے۔ Indirect tax میں تو ملک کے تمام چودہ کروڑ عوام شامل ہیں۔ یہاں اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ tax net میں لوگ نہیں ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ tax net میں عوام ہیں - اس وقت بھی جب آپ بجٹ میں دیکھیں گے کہ جو taxes ہیں ان میں direct taxes 37 billion یا کچھ اوپر ہیں اور indirect taxes 88 billion ہیں یہ باقاعدہ ملا کر 125 ارب روپے ہیں یعنی پچھلے سال کے مقابلے میں اس سال 125 billion روپے کا مزید ٹیکس مسلط ہوا ہے۔ یہ ایک بڑا بوجھ ہے اور پھر یہ وہ بوجھ ہے جس میں direct وہ taxes ہیں جو وہ لوگ جو wealthy ہیں جو manufacturing sector میں ' agricultural sector میں services کے تحت sector میں' ان کے پاس اتنا ہے کہ انہیں ٹیکس دینا چاہیے۔ لیکن یہ جو 88 بلین ہے یہ وہ لوگ ہیں جو بالکل عوام کی اکثریت ہے۔ یہ بنیادی چیز ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس بجٹ میں عوام پر مزید ٹیکس مسلط کیے گئے ہیں۔ مہنگائی ایسی نہیں ہے کہ اس میں supply and demand کا مسئلہ ہے۔ blind market ہے اور مہنگائی ہوگئی ' باقاعدہ پالیسی کے تحت عوام سے آپ ٹیکس لیتے ہیں۔ ہر چیز تیل، گیس، بجلی دوسری commodities دوسری ضروریات زندگی ان پر ٹیکس' اس کے نتیجہ میں ہے کہ مہنگائی نے ہونا ہے۔ یہ ہمارے بجٹ کا ایک پہلو ہے۔

اس کے بعد یہ ہے کہ جو ہمارے حاصلات ہیں خواہ وہ 1.5 trillion ہیں' خواہ کم ہیں لیکن ایک بات ہے کہ اس میں دو items ایک debt servicing ہے اور ایک ڈیفنس ہے وہ کل

ملا کر 544 سے اوپر بلین یہ دو مدو میں ہیں اور کل جو current expenditure ہے وہ ہے 1253 billion۔ اب 1253 billion میں دو موضوع ہیں۔ اگرچہ debt servicing کے بارے میں یہاں کہا جاتا ہے کہ 9/11 کے بعد rescheduling ہوئی اور دوسری مراعات ملی ہیں۔ فلاں ہے، فلاں ہے لیکن اس وقت بھی اس بجٹ میں ہم debt servicing 546 بشمول 250 ڈیفنس بجٹ۔ باقی کیا رہتا ہے۔ یعنی یہ بجٹ عوام پر taxes عوام پر بوجھ اور اس کے بعد خاص طور پر خارجی، اندرونی جو استحصالی عنصر ہے اور پھر ہم سب متفق ہیں کہ ڈیفنس کے بجٹ کو یہاں پر زیر بحث لایا جائے۔ اس پر غور ہونا چاہیے لیکن اس کو ابھی تک اسی طرح رکھا گیا ہے کہ وہ ایک sacred cow بنا ہوا ہے۔

جناب والا! اس میں جو بجٹ صوبوں کو این ایف سی ایوارڈ کے تحت ٹرانسفر ہو رہا ہے، جتنا بھی ہوا ہے این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے اس میں دو چیزیں اہم ہیں، direct transfer جو کہ net profit بجلی کا ہے جو پختونخواہ صوبے کی بجلی تھی اور تیل وگیس development surcharge direct transfer کے حوالے سے جناب والا! بلوچستان میں ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ پانچ سو ارب سے زیادہ پختونخواہ صوبے کی بجلی کا اب تک بقایا ہے اور مرکزی حکومت اس کو ادا نہیں کرتی۔ اسی طرح Gas development surcharge اس کے جو rates ہیں اور اس کے جو بقایاجات ہیں وہ 500 billion سے زیادہ ہیں یعنی یہ صوبے deficit صوبے نہیں ہیں، ان کے اتنے ذرائع ایسے ہیں کہ وہ ہر شعبے میں ترقی کر سکتے ہیں لیکن ان کے وسائل غصب کیے گئے ہیں اور غصب اسی کو کہتے ہیں۔ یہ position ہے۔

جناب والا! اب مختلف پالیسیاں ہیں۔ economic policies بن رہی ہیں اور لوگ اس پر privatization, free market, deregulation یہ deregulation کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ anarchy پھیلائیں۔ اب آپ privatization کر رہے ہیں، privatization کس چیز کی یعنی وہ اثاثے جو ہمارے مشترکہ اثاثے ہیں اور میں quote کروں گا کہ یہ Council of Common Interests کا subject ہے۔ ہمارے ملک میں کسی کو یہ اختیار نہیں کہ ہمارے اثاثوں کو پارلیمنٹ کی Joint Sitting کے بغیر ، Council of Common Interest کی منظوری کے بغیر یہ بیچے جائیں۔ ان کے بارے میں کوئی بھی پالیسی بنائیں۔ Article 153; There

shall be a Council of Common Interest in this chapter referred to as the

پھر اس کے بعد Council to be appointed by the President.

the members of the Council shall be the Chief Ministers of the Provinces and an equal number of members from the Federal Government to be nominated by the Prime Minister from time to time. The Prime Minister, if he is a member of the Council shall be the Chairman of the Council but, if at any time he is not a member the President may nominate Federal Minister who is a member of the Council to be its

Council of Common یعنی ہر صوبے کا چیف منسٹر اور وزیراعظم جو Chairman.

The Council shall be کے اثاثے ہیں وہ ہر شخص کی ملکیت ہیں - Interests

اس کے علاوہ کوئی یہ فیصلہ کر نہیں responsible to [Majlis-e-Shoora (Parliament)]

سکتا نہ Council of Common Interests والے اور نہ مرکزی گورنمنٹ۔ جناب والا! 154 میں

the Council shall formulate and regulate policies in relation to matters in

Leader of یہاں پر پچھلی دفعہ ہمارے محترم Part II of the Federal Legislative List.

Article 263 کا نے کہا کہ مرکزی حکومت اثاثوں کو فروخت کر سکتی ہے اور the House

Policy, even to sell the property, to sell the لیکن یہاں پر یہ ہے کہ reference

asset یہ پالیسی بھی Council of Common Interests کی ہے۔ یہ پالیسی ان کے اختیار

میں ہے۔ پھر اس کے بعد sale کا عمل۔ جناب والا! اب ان کے کیا functions ہیں۔

Part II:

1. Railways.

2. Mineral oil and natural gas; liquids and substances declared by Federal Law to be dangerously imflammable.

3. Development of Industries, where development under

Federal control is declared by Federal law to be expedient in the public interest; institutions, establishments, bodies and corporations administered or managed by the Federal Government immediately before the Commencing day, including the [Pakistan Water and Power Development Authority and The Pakistan Industrial Development Corportion]; all undertakings, projects and schemes of such institutions, establishments, bodies and corporations, industries, projects and undertaking owned wholly or partially by the Federation or by a corporation set up by the Federation.

جناب والا یہ Council of Common Interests کے اختیار میں ہے - یہاں سوال یہ نہیں ہے۔ ابھی جناب والا! سپریم کورٹ میں یہ بحث ہو رہی ہے کہ یہ سٹیل مل کی قیمت کتنی ہے، زیادہ یا کم۔ یہاں یہ زیر بحث نہیں ہے، زیر بحث یہ ہے کہ اس کی فروخت کوئی کر بھی سکتا ہے یا نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں جناب والا! کہ ملک کے آئین کے تحت federating units کے حقوق کے تحت جناب والا! کوئی ان کو بغیر پارلیمنٹ کے Joint Sitting کے ان کی منظوری کے، کوئی اس کو فروخت نہیں کر سکتا۔ یہ transparency اور دیگر مسائل ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اس وقت جناب والا! سوئی ناردرن گیس کمپنی، سوئی سدرن گیس کمپنی کا بھی کہہ رہے ہیں کہ فروخت کر رہے ہیں یعنی بغیر کسی اعتماد کے اس کو فروخت کر رہے ہیں۔

دوسری بات جو ان کا دعوٰی ہے کہ اس کا پیسہ وہ debt servicing میں دیں گے لیکن اب نظر آ رہا ہے کہ وہ اس میں نہیں ہے بلکہ بجٹ کے deficit کو پورا کرنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں -

جناب والا! اس بجٹ میں اور موجودہ حکومت کی جو یہاں پالیسیاں ہیں وہ مجموعی طور پر ملک کے لیے بدامنی اور مہنگائی ہیں۔ اس کے لیے ان کی یہ باتیں کہ سب بالکل خوش ہیں، لوگ بڑے خوش ہیں، بالکل ایسی کوئی بات نہیں ہے - امیر، امیر تر ہو رہا ہے اور اس ملک کی اکثریت غریب تر ہو رہی ہے - غربت کا حل یہ نہیں ہے کہ یوٹیلٹی سٹورز، یہ تو تحصیل کے مرکز میں ہیں۔

اب اس میں دالیں سستی ملیں گی ۔ یہ معاملہ ایسے حل نہیں نکل سکتا ۔ اگر مسائل کو حل کرنا ہے تو جناب والا ! taxes, بالخصوص یہ indirect taxes, oil tax, electricity tax,gas tax, ان پر جو وہ مختلف charges لے رہے ہیں ان کو ختم کرنا ہوگا یا پھر minimum کرنا ہوگا ۔ جب تک ایسا نہ ہو یہ ممکن ہی نہیں ہے ۔

جناب والا ! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو مختلف طریقے لا رہے ہیں وہ مسائل کو مزید شدید کرنے میں مدد ہوں گے ورنہ اس کا اور کوئی حل نہیں۔

جناب والا ! اس وقت حکومت کا ایک اہم دعویٰ یہ ہے کہ public sector development programme میں اس مرتبہ بہت زیادہ رقم دی گئی ہے اور بڑی ترقی ہوگی ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جناب! آپ اس public sector development programme 2006-2007 کو لیں ۔ آپ ایک خاص نتیجے پر پہنچیں گے ۔ جناب والا ! آپ water sector, power sector کو دیکھیں ' یہاں یہ کہا جا رہا ہے کہ ابھی دودھ کی نہریں بہیں گی ۔ White revolution, live stock development ' جس میں سو دہ بلین روپے یا گیارہ بلین روپے کا خرچہ ہوگا ۔ اسی طرح سڑکوں پر بھی ہوگا ۔

جناب والا! آپ حیران ہوں گے کہ ہمارے صوبے کو یعنی اگر میں یہ کہوں کہ nominal بھی نہیں ۔ یہ ہے جو ہمیں Planning Commission کے Public Sector کا پروگرام کا دیا گیا ہے اس میں واپڈا' power sector صفحہ 8,9 ۔ آپ اگر اس کو دیکھیں تو حیران ہوں گے کہ 52 million روپے خرچہ ہوگا۔ اس میں ہمارے صوبے کو 24 کروڑ روپے دیئے گئے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ ہم پارلیمنٹ کے members کو کیا حق پہنچتا ہے کہ ہم واقعی گھر جا سکیں کہ ہم تو آپ کے نمائندے آئے ہیں۔ 52 million روپے میں سے 24 کروڑ روپے یہاں ہمارے صوبے کو دیا گیا ہے اور یہاں جو propaganda ہے کہ بلوچستان کے لیے mega prject ہے' mega projects آ رہے ہیں اور اب ایسی ترقی ہوگی پھر آپ یاد رکھیں گے۔ اسی طرح آپ water sector میں دیکھیں ایسا ہے' اسی طرح livestock کے سیکٹر میں جو دودھ کی نہریں بہیں گی اس میں آپ دیکھیں کہ ایسا ہے۔ ہاں ایک mega project ہے اور وہ Interior Ministry کی پولیس کے لیے ہے۔ پولیس کو مسلط کرنے کے لیے 8 billion روپے' یعنی یہ

ہے mega project۔ رہ گیا گوادر کا mega project ' وہ تو ان کو ضرورت ہے' قبضہ کرنا۔ اس پر جو اس نے خرچ کیا ہے' واقعی وہاں ہے لیکن اس کا مقصد اس زمین پر قبضہ کرنا' وہاں جو مراعات ہیں اس پر قبضہ کرنا' اس کے لیے یہاں ہے لیکن باقی تمام صوبے میں percentage کے حساب سے نہ water کے لیے ہے' نہ electricity کے لیے ہے' نہ livestock کے لیے اور نہ سڑکوں کے لیے۔ جناب والا! آپ ہمارے صوبے کی تمام communication دیکھیں تو جو بھی روڈ ہیں' قلات' کوئٹہ' چمن' قلعہ ژوب' ڈیرہ اسمٰعیل خان' لورالائی یعنی ایک پیسہ بھی نہیں۔ یہ ہے mega projects ' یہ ہمیں دیئے گئے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں آپ بالکل خوش رہیں' یہ position ہے۔

جناب والا! اب ایسے حالات میں یہاں جو صوبے میں بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اب یہ پولیس کیا ہے' ہم لوگ جو ہمارے صوبے کے ہیں وہ جانتے ہیں کہ levies اور پولیس میں کیا فرق ہے' یہ ایک بہانہ ہے یہاں لوگوں نے بیان کیا ہے کہ پولیس جو ہے writ of the state ' کون سے ہمارے صوبے میں writ of the state نہیں۔ ہاں ایک جگہ نہیں ہے' جب اس گیس کو یا ہمارے وسائل کوئلوں کو مفت لے جانا چاہیں گے' بغیر کسی خرچے کے۔ ہمارے لوگ بھوک سے مریں اور یہاں لوگ باقاعدہ five star ہوٹلوں میں رہیں۔ یعنی انہوں نے قبضہ کیا ہے۔ وہ وہاں گھر بھی نہیں رکھتے' ہوٹلوں میں رہتے ہیں' کوئٹہ کی چھاؤنی ہوٹل میں رہتے ہیں لیکن وہ کوئٹہ کی 14 میل زمین میں کوئلے کی mines کے مالک ہیں۔یہ position ہے۔ تو ایسے حالات میں جناب والا! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں جو مجموعی طور پر صورت حال ہے وہ ایسی ہے کہ عوام کا استحصال ہے اور جو ہمارے ملک کے component powers ہیں' federating units ' یہ قومیتیں' یہ صوبے' ان کی exploitation کا یہ بجٹ اور یہاں ہمارے دوستوں نے کالا باغ ڈیم کے بارے میں بات کی۔ آپ لوگوں نے وقت بہت کم رکھا ہے ورنہ اس پر بات ہونی چاہیئے' پانی کا مسئلہ' اس ملک میں سب سے زیادہ پانی پختونخواہ سرزمین پر ہے۔ اباسین' Indus جب خیرآباد پل سے گزرتا ہے تو million ایکڑ فٹ پانی وہاں سے گزرتا ہے۔ وہاں سے لیکر ڈیرہ اسمٰعیل خان تک right bank canal ہے۔ یہ ایک canal ہے جس کو چشمہ رائٹ بنک کینال کہتے ہیں اس میں تین ہزار کیوسک پانی ہے۔ یہاں لوگ بیٹھے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمارے پانی کا مسئلہ ہے

اور ہمارے پانی کا حساب دو۔ اس سال ان دنوں میں یہاں ہمارے سینیٹ میں پانی کا سوال پیدا ہوا تو میں جاؤں کہ پنجاب کو ایک لاکھ چھپن ہزار کیوسک پانی مل رہا تھا' سندھ کو ایک لاکھ کیوسک سے زیادہ پانی مل رہا تھا اور پشتون خواہ کی زمین کے لیے تین ہزار کیوسک پانی یعنی یہ ہے انصاف۔ اب یہاں وہ کہتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم بناؤ۔ اب اس کے دوسرے technical پہلو کی میں بات نہیں کروں گا۔ آپ نوشہرہ سے پشاور تک جائیں تو آپ خود دیکھ لیں گے کہ اگر وہاں پانی روک دیا گیا تو یہ علاقہ سیلابوں سے ڈوب جائے گا۔ وہ بات میں نہیں کرنا چاہتا' وہ اپنی جگہ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ پانی کا مسئلہ ہے۔ جب تک پشتون کے پانی کا حق تسلیم نہیں کیا جائے گا' یہ میں پھر کہتا ہوں کہ ہمارے عوام ایسے کسی فیصلے کو منظور نہیں کریں گے' نہ کسی کالا باغ ڈیم کو مانیں گے۔

غازی بروتھا' یعنی آپ دیکھیں کہ غازی بروتھا میں انہوں نے نہر بنائی اور وہاں بروتھا پر بجلی گرائی۔ غازی بروتھا پشتون خواہ صوبے کا ہے' تربیلا کے ساتھ ہے جس سے اباسین خشک ہو جائے گا۔ یہ انٹرنیشنل قانون میں کوئی نہیں کر سکتا۔ دنیا کا کوئی ایک انچ پانی کوئی نہیں چھوڑ سکتا' ہمارے تمام honourable members بتائیں کیا کوئی ایک انچ پانی کسی کو بغیر کسی جواز کے' بغیر پوری value کے دے گا؟ نہیں دے گا لیکن یہاں تو 93 بلین پانی ہے اس کے علاوہ باقی جو علاقے ہیں مثلاً گومل زام ڈیم نہیں بن رہا۔ وہاں کے انجینئروں کو قتل کیا گیا اور پھر یہ فیصلہ transfer ہوا ٹھیکے کا۔ بات کیا ہے؟ بات سیدھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ گومل زام بننے نہیں دیتا ہے۔ صرف یہ گومل زام ڈیم کے پانی کو کنٹرول کرے گا اور پانی کے کنٹرول سے ڈیرہ اسماعیل خان کو پانی ملے گا اور یہ نیچے لوگ دعویدار بیٹھے ہوئے ہیں۔

عرض یہ ہے کہ یہ کالا باغ اور یہ مسائل ایسے ہیں کہ اس میں اکیلا technical مسئلہ نہیں ہے۔ حقوق کا مسئلہ ہے ownership کا مسئلہ ہے' حق کا مسئلہ ہے۔ جو ہماری زمین ہے تربیلا سے لے کر یعنی اس سے اوپر بھی لیکن وہ جو tunnel ہے جو مفتی محمود صاحب کے نام پر تھا یعنی وہاں سے جب تک پانی تمام ڈیرہ اسماعیل تک ہمارے علاقے کو نہ ملے تو ایسے ہم ڈیم بنانے کا حق کسی کو نہیں دیں گے۔

جناب والا! باقی یہ مسائل ہیں مثلاً ابھی ہمارے صوبے میں بالکل لڑائی ہے اور اس لڑائی

میں ایک واضح سیاسی مسئلہ ہے' آئینی مسئلہ ہے۔ صوبائی خود مختاری کا مسئلہ ہے'وسائل کی ملکیت کا مسئلہ ہے۔ ایسے نہیں ہے کہ کوئی ایسے لوگ اٹھے ہیں کہ بس ایسے ہی کوئی سرکش ہے فلاں ایسا ہے' فلاں ایسا ہے۔ یہ مسائل ہیں۔ اس کے لیے پارلیمانی کمیٹی پہلے بنی تھی لیکن جناب وسیم سجاد صاحب کی آئینی سب کمیٹی نے رپورٹ نہیں دی۔ یہ مسائل ہیں۔ مشاہد حسین کی کمیٹی نے اپنی رپورٹ دی لیکن آئینی مسائل جس میں صوبائی خود مختاری' صوبائی ملکیت' وسائل کی ملکیت وغیرہ کے مسائل حل نہیں ہوئے اس لیے یہ لڑائی اگر آج بند بھی ہو جائے تو کل پھر شروع ہو جائے گی' کل بند ہو تو پھر شروع ہو جائے گی جب تک یہ مسائل حل نہ ہوں گے۔

اس طرح وزیرستان کا مسئلہ' وزیرستان میں واضح دیگر چیزوں کے علاوہ حکومت کے ادارے جو خارجی لوگوں کو یہاں لائے اور ان کو یہاں بسایا۔ ان سے وہ کیا کام لے رہے تھے وہ سب کو معلوم ہے۔ افغانستان میں مداخلت اور دوسرے قتل آج بھی ہو رہے ہیں۔ یہاں اس دن نثار صاحب نے کہا کہ کرزئی مفلوج ہے۔ مفلوج کی بات اپنی جگہ ہماری پالیسی کیا ہے؟ ہمارے وزیرستان میں کیوں خارجی لوگ رہتے ہیں۔وہاں پر اسی ہزار ہماری فوج موجود ہے۔ ہم کیسے ان کو پکڑ سکتے ہیں۔ کیا بات ہے ؟ اس کو دیکھیں ! یہ لوگ جو ہیں یہ خارجی عناصر ہیں وہ افغانستان میں مداخلت کرتے ہیں اور یہاں بھی جس طرح آپ خود دیکھ رہے ہیں ابھی مختلف چیزیں جو سامنے آ رہی ہیں اور پھر یہی مسئلہ آپ کے لیے ہوگا تو اس کے بجائے کیوں نہ اس کو حل کیا جائے اور اس کا حل یہی ہے کہ خارجی قوتوں کو بے دخل کر دینا چاہیے ۔ رہ گئی وہاں کی عوام جو ان کی grip میں آئے ہوئے ہیں۔ان کو protection دی جائے ۔ان پر ہوائی حملے نہ کیے جائیں ان پر فوجی حملے نہ کیے جائیں۔ سیاسی طور پر ان میں democratization ہونی چاہیے اور democratization ان معنوں میں ان کا جو status ہے وہ ان کے منتخب نمائندے اور ان کے جرگوں کے لوگ ہیں اور وہ با اختیار ہوں ۔ پولیٹیکل ایجنٹ بھی ان کے ماتحت ہو ' فوجی ایکشن بھی ان کے تحت ہو ' ابھی تو یہ ہے کہ پولیٹیکل ایجنٹ اور فوجی آفیسروں کا آپس میں اپنے لیے اقتدار کا مسئلہ ہے اور درمیان میں ملک کو نقصان پہنچ رہا ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں democratization ہونی چاہیے لیکن democratization کے معنی یہ نہیں ہیں یہاں جو لوکل گورنمنٹ والے مسئلے ہیں۔ ان کو مکمل باقاعدہ status کے ساتھ ان کو representative

ادارے اور ان کا اپنا ایک executive اور وہ executive باقاعدہ تمام Hill Stations خواہ وہ civil side پر ہو خواہ ملٹری side پر ہو اس پر ان کو غلبہ حاصل ہونا چاہیے ۔اس طرح ہمارے یہ مسائل حل ہوسکیں گے۔ جناب والا! میں اس کے علاوہ ڈار صاحب اور اپنے دوسرے دوستوں کے تمام اہم نکات کی second کرتا ہوں اور اس میں اہم ایک مسئلہ تعلیم کے بارے میں ہے ۔ تعلیم پرائمری ، مڈل ، میٹرک اور انٹرمیڈیٹ یا آگے ۔ تعلیم کے بارے میں ہماری جو پالیسی ابھی جا رہی ہے کہ اس میں privatization بھی ہو رہی ہے اور ہمارے ادارے جو ہیں وہ فیل ہو رہے ہیں۔ ہمیں یہ پالیسی تبدیل کرنی چاہیے ہمارے ان اداروں کو ہم سمجھتے ہیں کہ تعلیم یعنی لازمی ایک خاص حد تک وہ مڈل تک ہو سکتا ہے ، میٹرک تک ہو سکتا ہے وہ لازمی اور مفت ہو اور ہر ایجوکیشن جو ہے وہ سستی ہو ۔ یعنی ہمیں بتدریج اسی طرف جانا چاہیے ۔ یہ ابھی جو تعلیم کا مسئلہ ہے ۔ جناب والا! میں صاف عرض کروں ، تعلیم جو ہے ۔اب ہماری سوسائٹی میں ہمارے لیے ایک ناپید چیز ہے۔ کوئی آدمی اپنے بچے کو صحیح تعلیم اور معیاری تعلیم نہیں دے سکتا کیونکہ ہماری اکثریت کے پاس وسائل نہیں ہیں ۔ ایسے حالات میں تعلیم کیا ہوگی وہ جو کہتے ہیں کہ صرف چند طبقاتی طور پر ایک خاص فرقے کو کہتے تھے ۔ وہ کتاب پڑھتے بھی تھے اور سنتے بھی تھے۔ دوسرے اگر کتاب پڑھتے یا سنتے تو ان کے کان میں سیسہ ڈالا جاتا تھا ۔ اب ہمارے ملک کے عوام کو تعلیم کے حوالے سے بالکل ہم اس پوزیشن میں آ گئے ہیں کہ اکثریت جو ہے وہ تعلیم سے محروم ہو رہی ہے تو جناب والا! اس کے ساتھ ہم نے کمیٹی کو جو تجاویز دی ہیں۔ہماری request بھی ہے کہ یہ طریقہ کار اختیار نہ کیا جائے ۔ بجلی کا یہاں وزیر صاحب نے بھی اعلان کیا لیکن ڈیرہ اسماعیل خان ٹرانسمشن لائن ، لورالائی ، ڈیرہ غازی خان ٹرانسمشن لائن ، خضدار ، دادو ٹرانسمشن لائن کا expenditure وہاں لکھا ہوا ہے ۔nominal ایسی ٹرانسمشن لائن پر آئیں گے ان کو مکمل رقم درکار ہے ۔بالکل انگریزی میں کہتے ہیں کہ enough رقم چاہیے ایسا نہیں ہے کہ بس آدمی دے دیا۔نام لکھ دیا وہاں آ گیا۔۔۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال کیجیے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ،جناب والا! اسی طرح سڑکیں ہیں۔ وہ نام

بھی میں نے لیے ہیں کہ کوئٹہ سے قلعہ سیف اللہ' لورالائی ڈیرہ غازی خان' ژوب ڈیرہ اسماعیل خان و ڈیرہ غازی خان' اسی طرح پشتونخواہ شمالی میں چلدرہ سے کالام سوات تک تمام tourist علاقہ ہے لیکن وہاں پر سڑک آپ دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے راستے ہیں مثلاً کوئٹہ چمن وہ بھی خراب حالت میں ہیں۔ اسی طرح ایک زرعی یونیورسٹی سرد علاقوں کے لیے ضروری ہے۔ یہاں جو کہتے ہیں کہ تعلیم کے لیے میگا پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین، مندوخیل صاحب! وقت بہت ہو گیا ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے زرعی یونیورسٹی حب میں بنا لی ہے۔ بہت اچھی بات ہے لیکن سرد علاقوں کے لیے اپنی ضروریات ہیں۔ کوئٹہ میں ایک ایگریکلچر کالج موجود ہے اس کو up grade کرکے زرعی یونیورسٹی میں تبدیل کر دیا جائے۔ جناب والا! آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ طاہر مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Thank you Mr. Chairman! for granting me an opportunity to speak. The great misfortune in our country is that 98% of the masses are held hostage by 2% of the ruling elite. The feudals, Generals, Senior Bureaucrats, Business Tycoons, Industrialists and the land and money barons are holding the poor, meek, humble, oppressed and suppressed people which constitute 98% of our population as hostages since the creation of Pakistan.

All budgets that have come before therefore, represented the interest of this privileged 2%. They have always been feudal, multinationals, bankers and big business oriented. This is the first time that an honest effort has been made to provide a people friendly budget

and I congratulate the Finance Minister for doing a remarkably good job. But I must point out here that if we, the Senators or even we are coalition partners, had been consulted, I am sure a far better budget would have been produced. The love that each and every one of us in this Senate has for the people of Pakistan can not be disputed. Irrespective of which side of the political divide the Senators have something to say. It has been a tradition and a wise tradition in the history of mankind that when the Senate has spoken the rulers have listened. Be they be the conquerors of world from Athens or the conquer of Europe, ceaser of Rome, of any country, of any nation wherever the Upper House exists because it is a common beliefand it is a fact that the people who come to the Senate are mostly the best of the best. There are Scholars here, there are Engineers here, there are Doctors here, there are people who have been in politics all their lives, where the lumeries of the political horizon of Pakistan are in the Senate today. That is a tragedy. It has been pointed out time and again and inspite of the best efforts of you Mr. Chairman, for which we are all very grateful, the Government does not seem to realize the importance of not only its own Senators but also the worth and value of the Opposition and what they have to offer. The Senate must be respected. Each Senator is a link in the chain, that link is the link for a strong Pakistan. That link is the link for a united Pakistan. We represent the provinces so when the Senate speaks, the provinces speak. The nationalities which constitute this great land of ours and make this country worth living for and that's why, its worth dying for. They are the four provinces of this great nation

and this Senate is the representive of the federating units. It has to be listened to and it has to be given its due respect not only that which is enshrined in the Constitution of Pakistan but otherwise what is due to it by tradition, custom and usage.

The strategic design of the Budget is generally good but it is a question of implementation. For the implementation of this Budget which has come before the Senate for consideration, adequate funds and resource pools will be required and then it would need institutions and the necessary infrastructure to translate these proposals into realities on the ground. Has due consideration been given that inspite of six years good budgets one after another, we do not seem to be making the desired head way. The people of Pakistan are not being provided the relief that they deserve. The poor suffering masses have borne great hardship in silence and with patience. They have yet not been rewarded by the fruits of this nation. This is because almost all power has been usurped from the masses. The provinces have been left bankrupt and toothless tigers. All subjects have been taken from the provinces by the Centre and the masses are left to cater best for themselves. The Federal Government far removed from the masses, removed from the grass roots, is trying to impose its will on the people of Pakistan. The best of intentions are there Mr. Chairman, the best of intentions, the best of planning, the best of the funds that have come into circulation, all being wasted because provincial autonomy is not being granted. Grant provincial autonomy. Grant full provincial autonomy to the provinces and you will see that the

people of Pakistan will build this great nation and make it reach its destained destiny. Once provincial autonomy is granted, it will strengthen the provinces and the provinces will then strengthen the Centre. Over the years the Centre has usurped almost every subject and interferes in every sphere of life. Return to the people, their rights, return to them their freedom. Let them be franchised in the true sense of the word so that they can be active participants in the glorious process of building a strong, united, progressive, liberal, democratic and modern Pakistan as was envisaged by the Quaid-i-Azam and our founding fathers. In addition granting the provincial autonomy if you want this and any budget that is going to come after this to be a success. No progress in the true sense, no development, no enlightenment or no true democracy will ever come unless the strangle-hold of the feudal elite is broken, ruling elite, which has ruled this country since its inception. Until the power of this elite is broken and the feudals and feudalism. Doing with the feudal mentality comes to an end. Mr. Chairman, do these two things and the Government will find a loving nation, a participating nation, a nation which will be able to bring it to its true glory, to its true worth with unity thourghout the country.

Coming back to the prevailing situation and the budget, Mr. Chairman, this is the time of restlessness. It is a time of hardship, misery, privatization and concern for a large segment of the poor, long suffering and brutalized masses of Pakistan. Mr. Chairman, this is a summer of discontent. As far as Sindh is concerned, it has been hard done by

WAPDA in both water and electricity sectors causing great resentment and concern. Why the poor people of Sindh are given such step-motherly treatment by a national institution like WAPDA, I fail to understand. This requires to be addressed. The people of Sindh deserve to be treated at par with their brothers from any of the other provinces. With the people of Sindh, I must here also speak for the people of Balochistan who have undergone untold misery because of lack of water and lack of electricity.

Mr. Chairman, dark clouds lurk over Wazirstan and Balochistan. These are issues which have to be redressed and redressed quickly.

(Desks thumping)

The law and order situation in the country leaves much to be desired. Three main issues have caused great hardships, misery and concern to the people of Pakistan more than anything else in the last one year. One is the sugar crisis. Second, the spiral prices of consumer goods and third, the unbearable burdon of high prices of petroleum products. With regard to sugar, the real reason and the perpetuators of these artificial shortages are known to all.

Mr. Chairman, we live in an age of electronic marvel, the world is a global village. Independent TV networks and very dedicated and alert print media couplled with easy and cheap communications have resulted in a more enlightend and well informed public than ever before. You can not hide anything from them. Era of cover ups is over. Let alone all the people, you can't fool any of the people, any of the time any more. Defending the sugar barons responsible for the sugar crisis has caused a

great deal of embarrassment and loss of credibility to the government. Time has come to call a spade a spade.

(Desks thumping)

I urge the government to stop trying to protect the guilty. Let us have a transparent, fair and impartial investigation.

(Desks thumping)

Let the Senate Committee investigate the matter and then inform the public and if those culprits are found guilty, they should be given exemplary punishment. No one whatever his status, wealth or political clout must be permitted to play with the economy of Pakistan or the wellbeing of its people Hoarders and black marketiers must be taken to task. Let the people of Pakistan see that for the first time we have a Government that holds the honor, dignity and interest of Pakistan foremost and will not tolerate any anti-state or antipeople any more whosoever they may be. Action now will go a long way to regain a great deal of lost credibility.

Mr. Chairman. As far as the prices of petroleum products is concerned even a minor reduction in taxes in petroleum products will bring down the prices of many goods and services. Presently the price of petrol includes 43% in Government taxes. Whenever the price of petrol goes up so does the taxes. A 50% reduction in petroleum tax would be true relief. Unless this is done, any and all measures that have been suggested or are being contemplated to be undertaken will prove fruitless. Shortfall can be made up by taxing the big landlords and imposing duties on the Luxery

cars over 1300CC and other luxery itmes and we can find other ways. However, it has to be admitted that there has been a marked improvement in the economy. It is also a fact that the trickledown effect has not reached the masses. People can not live on hope andpromises they have to have food on the table to feed hungry mouths at the end of the day. The Government's performance has been good in the Macro Economics but again the benefits are not yet visible. However the good news are that the healthy figures quoted in the budget document. These bear testament to the fact that we are on the right track. Revenue collection of 704 billions rupees is in need impressive. Figures of 400billions rupees for development sounds good. 115 billion rupees for the Provinces to spend is good news. The PSDP of 320 billion will no doubt promote physical and social infrastructure which in turn will eradicate poverty. The GDP of 6.6 is good measured by any standards, and deserves to be commended. Let us not grudge credit where it is due. While welcoming the relief measures to workers we have to accépt and appreciate the fact that since Decemebėr, 2001 the Government servants pay has been increased four times, but. Mr. Chairman. it must be rememebered, that this has been necessitated due to the ever increasing price of consumers goods. The Government failed to control the prices. If we had provincial autonomy, if the power was with the people on the lower echelon, if we had the right aperatus at the right place these prices would have been controlled much better and the people would have been given some relief at least. Welcoming the award of dearness allowance of 15% to workers, I urge the honourable Finance

Minister to raise this, to consider the prevailing situation and to raise this amount to 20%. The same for the pensioners. All measures announced to ease the pitiable state of the widows, the workers, the orphans and the poor are very welcome because they are measures which will benefit the middle class, the lower middle class and the poorer segments of society. The government has done a good job by creating job opportunities. Employment is perhaps the best relief that the government can provide at this time for the people. Let us also create another first and let the jobs begiven on merit. The menace of ever rising prices cannot be curbed by edifices. Prices are controlled by one of the basic principles of economics that of supply and demand. Prices will remain stable if the supply is equal, if the supply falls below demand, the prices will rise. It is therefore, obvious that emphasis has to be laid on ensuring the supply of consumer items to the market and then doing it continuously. I request the honourable Minister for Finance to reconsider the monthly qualification pay announced to the teachers. This should be doubled. A nation that does not respect the teachers loses its moorings, its pride and hope for the future. The state of the teachers in Pakistan is pathetic. Those serving in government schools are getting less pay than pay given to our domestic servants and cooks. This is shameful. Their pay has to be raised substantially. Utility stores are being over rated. They will not be able to serve all the masses. They serve a very limited number of people and then they have their own problems.

Mr. Chairman: Please keep the timing in mind. Try to conclude now.

Senator Syed Tahir Hussain Mashhadi: Right sir, Livestock and dairy farming is progressing very well. In fact last year it proved to be the saviour for all the small farmers and the other little guys. They would have died of starvation had they not resorted to this. Launching of the Dairy Development Board and the Pakistan Dairy Development Company at the cost of 3.6 billion is awelcome step but it has its pitfalls. I hope that it is not going to be completely controlled by the Center and so becomes one more company run by the lethargic and disinterested civil servants by the remote control. The small farmers must be taken on board and be made partners. They must not be left out in the cold. They must be given proper participation and equity in these endeavours. Rapid development of the telecom and IT sector deserves to be commended. The education needs special attention and the grant should be doubled. With this, sir, if I have, your permission, I have noted down certain proposals which I have only three or four to save time, if you permit me I will just quickly read them out. These are my recommendations: One, increase in pay [illegible] pension of government servants for proposed 15% to 20 percent. Two, empower the local bodies with Magistratial powers compared with old District Magistrates to check prices, to eradicate black marketing and hoarding. Three, announce 50% reduction in government taxes in petroleum products. Four, two per cent

Capital Value Tax to be extended to include all residential and agricultural property, measuring more than 10 kanals in rural areas. Five, withdrawal of the 0.2 per cent tax on transactions in banks as it discourages savings. Six, fixed tax be imposed for all agriculture holdings. Seven, decision to exclude agriculture income for personal tax be withdrawn. All citizens must be treated equally both rural and urban. The proposed qualification based allowance to teachers 500, 700 and 1000 rupees be doubled. And lastly the levy of 30% GST on pesticides be reduced to ten percent and these are mostly used by middle class and lower farmers and reduced the import duty from present 90% to 50% on motorcycle and they are used by middle class lower income groups.

In conclusion sir, Pakistan is a vibrant nation. The mettle of our people is strong. Although corruption is eating into the every vitals of our national life and it is retarding our progress as desired but we still have resilience, we still have the courage. We have the capability, the capacity, the will to make this nation strong. Grant provincial autonomy and you will see a new nation emerge. You will see a stronger nation emerge and all these measures of the budget will be implemented in letter and spirit if we have the people at the lower levels working with us in harmony. Sir, we can succeed. Pakistan will attain its rightful place in the comity of nations. Pakistan and the Pakistani people can do it. They will succeed because they have the wit, the will, the faith and the persistence to succeed. Thank you sir.

Mr. Chairman: Syed Muhammad Hussain.

ایک سپیکر اور پھر اس کے بعد کھانا۔ آپ کو کھانے کا زیادہ مزہ آئے گا۔ سید صاحب وقت کا خیال رکھیے گا۔

سینیٹر سید محمد حسین، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) جناب چیئرمین! اللہ جل جلالہ نے اعلان فرمایا ہے بیع اور شراع جائز ہیں ان میں حصہ لینا چاہیے اور سود سے بچنا ضروری ہے۔ آج ہمارا ملک جو معاشی بحران کا شکار ہے صرف اسی وجہ سے کہ ہم نے وہ اصول اور وہ قوانین چھوڑے ہیں جن کا حکم ہمیں رب العزت نے دیا ہے۔ اگر آج بھی ہم ان قوانین پر عملدرآمد کریں تو انشاء اللہ ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔ اسلام میں، شریعت محمدی میں امیروں کا مال غریبوں کی طرف جاتا ہے زکٰوۃ کی صوررت میں، صدقات اور خیرات کی صورت میں لیکن ہمارے موجودہ نظام میں غریبوں کا مال امیروں کی طرف جاتا ہے۔ امیروں نے ایک جال بچھایا ہے، امیروں نے ایک بونڈری لگائی ہے غریبوں کو گھیرنے کے لیے، کارخانے امیروں کے پاس ہیں، جائدادیں امیروں کے پاس ہیں، تجارت امیروں کے ہاتھوں میں ہے، ان کی مرضی ہے جس طرح یہ ان کے دام لگاتے ہیں، ان کی قیمت لگاتے ہیں ان کے کرائے لگاتے ہیں۔ غریب دن بدن غربت میں پھنس رہا ہے، امیروں کے جال میں پھنس رہا ہے کیونکہ ہمارا نظام اسلامی نظام نہیں ہے، اسلام کے اصولوں پر ہم نہیں چلتے۔

جناب چیئرمین! بجٹ تو پیش کر دیا گیا، بجٹ صرف جمع اور تفریق کا نام نہیں۔ بجٹ صرف حساب کتاب کا نام نہیں۔ بجٹ میں خسارے کو کنٹرول کرنے کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ ہمارا معاشی نظام دن بدن خسارے میں جا رہا ہے۔ ہم دعوٰی کرتے ہیں کہ ہم نے کشکول توڑا ہے۔ میں کہتا ہوں بالکل کشکول توڑا ہے لیکن ہم نے گلے میں کشکول کی بجائے بوری اور مٹکا لٹکایا ہے۔ ہم دعوٰی کرتے ہیں کہ ہم IMF سے تعاون نہیں لیتے، قرضہ نہیں لیتے۔ میں کہتا ہوں اسی کی پالیسیوں پر ہم چل رہے ہیں۔ انہی کی شرائط پر ہم چل رہے ہیں۔ جو شرائط انہوں نے لگائی ہیں، انہی پر ہم چل رہے ہیں۔ یہ ہمارا دعوٰی غلط ہے کہ ہم ان سے تعاون نہیں لیتے۔

انہی کی محفل سنوارتے ہو چراغ تیرا ہے رات ان کی

انہی کا مطلب کہہ رہے ہو زبان تیری ہے بات ان کی

جناب چیئرمین! بنکوں کے کھاتوں میں دیکھیں، غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے، امیر امیر تر ہوتا جا رہا ہے۔ ان کے پاس ایسے وسائل ہیں کہ غریب اس کے پنجرے سے نہیں نکل سکتا۔ ان کے پاس ایسی چال ہے کہ غریب اپنا راستہ اختیار نہیں کر سکتا۔ بجٹ تو ہم نے پیش کر دیا، سن لیا ہم نے۔ ہم اس پر اعتراض نہیں کرتے کہ دفاعی بجٹ میں اضافہ ہوا ہے لیکن وہ بجٹ ہمیں کبھی منظور نہیں جس میں وانا یا دوسرے قبائل میں یا دوسری جگہ کے مسلمانوں پر گولے برسائے جا رہے ہیں، ایسے بجٹ کا وہ حصہ ہمیں منظور نہیں۔ Retired فوجیوں کو pension دی جا رہی ہے، اس پر بھی ہمیں اعتراض نہیں لیکن pension اس دفاعی بجٹ سے دینی چاہیے، عام بجٹ سے نہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ بنک والوں نے سہولت دی ہے قرضے دینے کے لیے، گاڑی خریدنے کے لیے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو قوم کو غلط راستے پر گامزن کرنے کے مترادف ہے۔ قوم کو اس بات کی ترغیب دینے کے مترادف ہے کہ اپنی چادر سے پاؤں آگے پھیلائیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اگر ایک بچے کے سامنے پھول رکھیں یا ایک بچے کے سامنے خوشنما کھلونا رکھیں وہ چار پائی یا کرسی سے چھلانگ بھی لگانے کا لیکن وہ پھول پکڑنے کی کوشش کرے گا، اس کو یہ نہیں پتا کہ یہ پھول لینے میں اس کو کتنا نقصان ہے۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے اور نہ ہی کوئی خوشی کی بات ہے۔

ہم نے سارے منافع بخش اداروں کو فروخت کیا۔ PTCL کو دیکھیے، ہمارے صدر محترم فرماتے ہیں کہ یہ ایک منافع بخش ادارہ ہے اور ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ دوسرے دن ان کے وزیر کا بیان آتا ہے کہ اس میں corrupt لوگ ہیں اور corruption زیادہ ہو رہی ہے، اس لیے ہم اس کو فروخت کرتے ہیں اور یہ دن بہ دن نیچے جا رہا ہے۔ ہمارے بیانات میں تضاد ہے، ہمارے قول و فعل میں تضاد ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ غربت کے خاتمے کے لیے، غربت میں کمی کے لیے، غریبوں کے لیے ہم نے Utility Stores قائم کیے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مہنگائی کا ایک ثبوت ہے، یہ آپ لوگوں کا

ایک خاموش اعتراف ہے ان Utility Stores کا قائم کرنا کہ ملک میں مہنگائی ہے اور ناکامی کا ثبوت ہے کہ اس کے علاوہ آپ کے پاس کوئی چیز نہیں ہے غربت میں کمی لانے کے لیے' صرف Utility Stores ہے۔ یہ ایک واضح ثبوت' آپ نے خاموش طریقے سے مان لیا لیکن اعتراف نہیں کرتے۔

Sales Tax 15%, میں کہتا ہوں 5% سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ دوائیوں پر ,tax جان بچانے والی دوائیوں پر .tax یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک آدمی مرتا ہے اور تڑپتا ہے' وہ دوائی نہیں خرید سکتا اور اگر خریدے تو آپ اس پر tax لگاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کوئی انصاف نہیں ہے۔ اگر مفت علاج عوام کو فراہم نہیں کر سکتے تو اوپر سے چھری تو مت رکھا کریں۔ پہلے بھی میں نے عرض کیا جناب چیئرمین! کہ نظام ہمارا اس لیے بدتر ہوتا جا رہا ہے کہ ہم شریعت کے اصولوں پر عمل نہیں کرتے۔ 23 دسمبر 1999 کو سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا کہ 30 جون 2002 تک تمام بنکوں میں اسلامی بنکاری ہوگی لیکن اس فیصلے کو ایک طرف کر کے تہس نہس کر دیا گیا۔ ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا کیونکہ بڑوں کے پیٹ نہیں بھرتے اسلامی نظام میں۔

افسوس کی بات ہے' مذہبی امور کے لیے جو پیسے آپ لوگوں نے رکھے ہیں وہ پیسے خاندانی منصوبہ بندی میں خرچ کیے جا رہے ہیں۔ مذہبی امور کے پیسوں کا خاندانی منصوبہ بندی میں خرچ کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ آسمان و زمین کا فرق ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی پر مذہبی امور کے پیسے خرچ کرنا غلط ہے' Convention منعقد کرتے ہیں ان پیسوں سے۔

ہم دعوے کرتے ہیں کہ 2007 تک پورے پاکستان میں بجلی پہنچائیں گے۔ میرے حلقے میں 95% آبادی بغیر بجلی کے ہے۔ ان چھ مہینوں میں آپ کیسے ان کو بجلی دے سکتے ہیں۔ میرے حلقے میں' FATA میں موبائل تک کی اجازت نہیں ہے حکومت کی طرف سے۔ یہ فاٹا پاکستان کا حصہ ہے یا کسی دوسرے ملک کا حصہ ہے۔ دوسروں کے لیے الگ قانون اور ہمارے لیے الگ قانون' ظالمانہ قانون۔ جس گاؤں سے میرا تعلق ہے' خدا حاضر ہے کہ اس میں بجلی نہیں ہے' اس میں ٹیلیفون نہیں ہے' اس میں پرائمری سکول تک نہیں ہے اور میرے گھر تک سڑک نہیں ہے۔ زمانہ کہاں تک پہنچ گیا اور ہم لوٹ مار میں مصروف ہیں۔ Tax ہم لگاتے ہیں' فلاں چیز

پر tax, فلاں پر tax, فلاں پر tax, یہ tax تو مسئلے کا حل نہیں ہے۔ اگر یہ مسئلے کا حل ہے تو میں کہتا ہوں کہ tax 15% کی بجائے 100% رکھیں تو مسئلہ ایک دن میں حل ہو جائے گا۔ جان چھوٹ جائے گی آپ کی، حکومت چلانا آپ کے لیے آسان ہو جائے گا۔ ایک پلاٹ خریدنے پر چار مرتبہ tax دینا پڑے گا۔ Transfer Tax, Property Tax, CVT اور بنک سے پیسے نکالنے کا tax. Tax, tax tax, یہ کوئی نظام ہے۔ CVT کے بارے میں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! CVT محترمہ بینظیر بھٹو کے زمانے میں یہ نافذ کیا گیا تھا لیکن اس کے مضر اثرات برآمد ہوئے کیونکہ پھر کوئی transfer نہیں کرنا چاہتا تھا اپنے پلاٹ کا اور جو tax transfer کا تھا وہ بھی حکومت کے خزانے میں نہیں جا رہا تھا کیونکہ کوئی transfer نہیں کر رہا تھا اپنے پلاٹ کا۔ اور پھر CVT کو نواز شریف کے زمانے میں ختم کر دیا گیا لیکن آج پھر وہی tax ہے۔ جب بعد میں آپ اس پر غور کریں گے تو اس پر ابھی سے غور کیوں نہیں کرتے اور اس کو ختم کر دیں۔

چینی کا بحران آیا ملک میں۔ NAB والوں نے پنجا ڈالنا چاہا لیکن افسوس ہمارے بڑے درمیان میں آگئے۔ میں اپنی تقریر صرف اس شعر پر ختم کرنا چاہتا ہوں اور چینی کے بارے میں صرف یہ شعر پڑھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بڑے جب اس میں آگئے کہ،

جس باغ کا مالی صیادوں سے آنکھ مچولی کرتا ہے
اے بلبل ناداں تو ہی بتا انجام گلستاں کیا ہوگا

شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: Sardar Latif Khosa sahib.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Mr. Chairman, we have a beautiful country Pakistan which is rich with all the natural resources conceivable on earth. Our Pakistan has the most strongest and hardworking people on the globe. We have 15 crore people, a manpower of which we can be proud of wherever the Pakistanis have gone they have shown their worth that they are the most hardworking

people and they have shown their worth and they have come up and they have earned the foreign remittances which are being remitted ever since. Sir, despite every thing, all the natural resources and all the riches and all the human resources that we have why is it that we have been now dubbed as a failed nation. Sir, why is it that from 34 number we have been downgraded to 9th and added amongst Sudan, Ethopia, Iritaria and the failed States.

Sir, Budget, again I would say is a reflection of the policies of the Government. It is a plan by which the Government wants to improve the lot of the people of its own country. So, it has been trumpeted ever since for the last six years that they have given the Budget which has been pro-people, which has brought about prosperity, which has brought about development and this time it is being said, it is a pro-people Budget. Sir, what type of a Budget is this? That the last and during the last year's what we found is that there were 1732 suicides during 11 months. 1732 suicides during 11 months, pre-budget, in the year. What does that show? The frustration. The people are dying out of frustration, out of a country which is so rich in all manners. Sir, again we find that who has been thriving on it? If we have such a rich country but such a poor people obviously somebody is thriving at the cost of the people of Pakistan and those who are thriving, unfortunately, again we find that there is an increase in the Budet and 250 billion rupees have been ear-marked for defence which is in addition and surplus by 27 billion almost 12% increase in the Budget in the defence and mind you sir, this is minus the pensions

on the defence personnels which have been transferred into the Civilian Budget. Also, sir, then the constructions of new Military GHQ have been classifed under the Development Budget and these also have been extracted out of the Defence Budget.

Sir, I fail to understand on the one hand, we say that we have very good relations with our neighbourers. We have signed lot of Memos of Understanding with India. We have no problem now on the frontiers and therefore, there is no external threat because we have the biggest deterrence in the nature of an atomic bomb and we are an Atomic Power. So, we don't need to spend all this on the Defence Budget and defence personnel. Sir, but shockingly enough we find that the Budget in Defence has been increased and we are not allowed to dilate on that. Are we going to purchase Mercedes Bens for the top elite? Are we going to have self-defence estates and defence housing colonies which we find everyday the Corp Commanders cutting the ribbons to open up that sir? Are we going to see that the kitties are going to be filled up because we find that those defence colonies prices have soared up to such an extent that those plots which are given to the personnels on throw away prices are sold in the open market in crores of rupees? Is the Budget, are we being asked to sanctify a Budget for defence personnel for this purpose? Because obviously we have been saying all along that we don't have any problem. Because we have a defence deterrence in the nature of an Atomic Bomb. So, why are we increasing this on the Defence Budget, sir, which is of course disproportionate to the award principle which the

Government trupmpets all over when there have been no danger at all? Are we sir going to have more Cantonment Areas in Balochistan or we are going to suppress the people of Balochistan through this expenditure?Are we going to have operations in Wazirstan to kill our own people and subjugate them, sir? Is it the purpose that we are going to conquer Pakistan over and over again sir? I am really surprised when I find that this Budget, how is being called as a pro-people Budget and how is it being called as one which is going to give development to the people of Pakistan and bring this in comity of Nation as a proud country? This is the one thing which disturbs and perturbs me and then on top of it what we find is that a poor country like this on the Prime Minister's House, we have an increase to 560 millions from 230 millions, this is 140% increase in the budget. Then again sir, the Awan-i-Saddar from 290 million this has been increased and this is again increased which is not understandable at all, and on security, law and order, we have 178 billion. Security for whom, the people of Pakistan are absolutely insecured, there is no writ of the Government, everybody feels insecure and everybody has a private guard or a private personnel and anybody sir, at will, chooses to commit a crime anywhere in the country. Are we going to protect the elitist of the elites in the Government hierarchy and are we giving these security assets 797 billion sir? Are we giving 178 billion for their protection? So, add up this also because this is not for the poor at all. So, what are we trying to make this budget? Is it a budget of a pro people or of a poor people? Sir, on the other hand what we find is that in the poverty level, kindly see the poverty

level has gone to such an extent that 40% people have gone beyond the poverty line and the rest of the ...... you see the figure, what we find is that these figurative jugglery which the budget has shown, is not reflective of the truth at all'. It is on the aggregate which has been taken into consideration but otherwise the poverty level of the poor has gone down tremendously and that shows that how suicides are being committed and how the people are suffering, the common man is suffering sir? The common man is weeping and the common man is crying and bleeding. For God's sake Pakistan is not meant for the elitist class.

Sir, look at the agriculture sector, we are an agrarian society, 70% of our population is there and what have we achieved from 6.7% which was targetted, we have achieved 2.4%, 2.4% in the agriculture sector. Sir, that is infact shocking for a country like Pakistan, what we should be stressing is, on the agro-based economy and we find in the budget there is the lollypop, there is nothing for that at all and on the contrary those who are fleecing the agriculturist, are the sugar industry sir, or are the textile industries not paying them anything and do you think sir, the wheat, the rice and all these crops which needs and Pakistan has, are they going to grow them, what we are going to do with the agriculture sector in our country? And sir, water is the biggest problem in the country. Sir, in a country where we have read that rain has become stressed where the indicators are that if we don't cater for that we are going to become another Ethopia. Sir, we are having peace with India but what we find is that India has squeezed our waters at the top which means that if India is

there, there is nothing on what we are trying to dilate and what we are trying to settle and which is also with the international fora and Indus Basen Treaty in 1960, again Ayub Khan holds it up what we find it that if we don't do something about it, that means the source of our water would be squeezed at that level which means Pakistan will dry up and Balochistan and Sindh would become a desert again and we would have calamity of the type that we have in Ethopia. The international community would again rush here to see that people are dying for that and what has been done in this. We are fighting on Kalabagh Dam, we could have gone for so many dams during the interregnum but except what we find in the budget again, is a preliminary thing, that you have given certain amount for Bhasha Dam which again would be an action fancying stage and will bear results for another ten years or another fifteen years. So, what we have not done is , we have not catered for small dams which were essential for the economy of Pakistan because unless you have water strickling down from the top right down to Sindh then all the parts of Pakistan, you are not going to have an agriculture improvement in the country and unless you go for an agro-based economy, you will not be able to improve the lot of the people of Pakistan.

Sir, again all concentration unfortunately has been towards urbanization, what we find is all excellence of education, all excellence of health care, all excellence of marketing etc. that has been concentrated into the couple of few cities and few big cities and all the rest of Pakistan has been ignored completely. Is that a budget which you call a pro-people

budget? Are we going only for the elitist class who are functional and living in posh areas of defence either in Lahore or in Karachi or in Islamabad and the rest of Pakistan has to be subjugated and make sub-servient to all development concentrated in the big urbanized cities. This is the type of a budget unfortunately that again we have and we saw sir, that Korea took a budget from us and after implementing that type of budget Korea has come up as a flourishing economy and it is a developed country by now but unfortunately we have not been able to do anything and for the last six years this government is trumpeting that they have done a lot. Is that what we have done for the people of Pakistan? Then again sir, you may see that in a country where unemployment is so much and we have such a big talent what we have is during the last 11 months, seven thousand five hundred and sixty retired and serving army personnel have been appointed on civil posts against lucrative packages. What are we trying to do? Are we trying to convert the civil society into a military dominated society? Are we bringing in all the military personnel on all the lucrative posts in the civilian sector after their retirement.

Sir, I wrote two letters to the, Chief Election Commissioner pointing him out that these people have been appointed after retirement on three years contract basis. Although there is no dearth of civil servants on the civil sides and this locks the whole civil structure of our service and creates a lot of frustration and the avenues of promotion are also gone and blocked. What is this? Is this a pre-election rigging in which they are going to take over the jobs and the elections are going to be held under a

military set up. Then what we saw is, we read sir, that even the police stations are going to be given to the army personnel and they would be incharge in control of all these affairs.

Sir, where are we driving at? The 15 crore people of Pakistan afterall want their own supremacy. They want empowerment and this is what we said in the charter of democracy which we have signed. In the charter of democracy which the other side has been proclaiming that tearing it apart and persecutory measures have been taken against our leadership also and it is on the rampage sir, again. What we have said is that we want to empower the people of Pakistan who are the real owners and assets of this country, of this beloved motherland and therefore, we want to give the army also their due share and they should be sub-servient to the civil administration and not be their rulers and controllers.

Sir, the present budget is not budget of the people of Pakistan. It is a budget of the army elite and the elitists who have prepared it. One can say , yes. It is a budget for them. It is a budget for the big industrialists. Sir, we already see that the agriculture sector has gone down the drain. If there is an automobile industry is flourishing, that is not for the poor at all which is going to benefit them. If the cement industry is flourishing and they can unite together, thirty four of them and they can fleece the people of Pakistan. Yes, of course, there you have.

If the sugar industry and the industrialists have ganged up and they have fleeced the people of Pakistan and enriched themselves and

filled up their kitties , Yes , they have become rich . Pakistan has become richer because their elitists have become richer because the Mercedez Benz have flourished into it , because the cement industrial people have flourished and they have enriched themselves , because a cement industrialist become more powerful and more wealthy and more riches have flowed into their kitty but sir, the question is; have we catered for the poor people of Pakistan? Sir, kindly see, look what we have done in this budget for the judicial system? Sir, the judicial system again has gone down the drain . There is hardly a Pakistani who sees that justice is forthcoming to him . Sir, we have not catered for any judicial autonomy in this budget at all . Sir, go and see the courts and I have the occasions because I am a practicing lawyer . In a small room a Sessions Judge who has the power to give a death sentence in the small dingy room with no ventilation at all and with no cooling at all he is working in a condition which you cannot imagine what is happening and he said, Khosa Sahib, for God's sake at least have an air conditioned or a cooler in my room so that we can work and look at the people who are flooding into it like fish, not for the people at all and kindly see , here is another interesting reading that the NAB has been given 797 million.

This is an increase by 25 million to the NAB . Now I failed to understand that the NAB itself generates a lot of money . They say that we have collected a lot of money and out of that money sir, they have a definite percentage which they all stick to their kitty.

So, it is shocking again that we are sanctifying an additional

budget for the NAB again to persecute the politicians or those who are honestly working and catering for industries and other items in the country. So, why are you giving so much to them.

On the other hand sir, the Pakistan Bar Council which is a statutory body, which is supposed to hold seminars and symposia and streamline the judicial system and the laws in this country' not a single penny has been taken for although in section 57 of the Legal Practitioners and Bar Council Act, it is mandatory upon the Federal Government to give budgetary allocation to the Pakistan Bar Council' which is the highest statutory body of Pakistan, so that they can streamline the laws through seminars, symposia and other wise.

Mr. Deputy Chairman: Please, keep in mind the time.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Yes, sir, not a single penny has been given to the Pakistan Bar Council. So therefore Sir, whether we see the judicial system, whether we see the agriculture system, whether we see the poverty alleviation, then another sir, kindly see anomaly which is in the budget for, which there is nothing, nothing has been stated for, is the wide yawning gap between the exports and imports of Pakistan. Kindly see, is that how we are going to strive? What is there in the budget to show that you are going to abridge this yawning gap so that Pakistan exports are increased and imports of vehicles, cars, Sir and there is no tax on luxury cars. Is that pro-people budget or pro-elites budget. Sir, therefore, unless, there is a policy of the

Government in fact, where the gap between the export and import is abridged unless the import is increased and unless there is a cognizance between the countries that the export and import has to balance with each other, you cannot have a development and there is no question that Pakistan can progress or prosper sir, this concerns me, this concerns my future, this concerns all the Pakistanis, so we would again say that the budget must be in consonance with the wishes and aspirations of the people of Pakistan. There is another fraud perpetrated in the budget, I say "fraud" sir, because 48 laws are sought to be amended through the budget by the National Assembly of Pakistan without regards to the Senate, Senate would be by passed, 48 laws are being amended under the Finance Bill of 2006 sir, and this is against the ....

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: Khosa Sahib, Please try to conclude now.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: This is violative of country's constitution itself. So, I would say sir, that this should not be allowed that the Senate should be by passed in the matters of legislative instruments also and the legislative business, that is our right in the provinces, have a right to dilate on that. The Cr.PC, is being amended, the Custom Act is being amended, Sales Tax Act is being amended, there are 48 laws which have been amended in the Finance Bill. Is that sir, not a blatant violation of the Constitution. So I would say that

this budget is neither a budget of pro-people, nor is a budget which fulfills the constitutional obligations and nor does it come up to the aspirations of the people of Pakistan. Thank you sir

سینیٹر کامل علی آغا (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور)، جناب چیئرمین! معزز رکن جناب محترم بابر اعوان صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ میں یہ explain کرنا چاہتا ہوں۔ کل انہوں نے ایک point raise کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ ان کے، پرویز اشرف صاحب، امین فہیم صاحب اور ان کے دیگر leaders کے خلاف مری میں کوئی FIR درج ہوئی ہے۔ FIR No. 189 dated 5th of this month. جناب چیئرمین! 337, 148, 149 PPC کے تحت یہ تھانہ مری میں درج ہوئی لیکن اس میں انہوں نے جو وضاحت دی ہے by written ان کی لیگل برانچ نے بھی اور ان کے ASP صاحب نے بھی، انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس میں افراد نامزد ہیں اور دیگر نامعلوم ہیں۔ اس میں جو ان کا شبہ تھا اور آج جو اخبارات نے بھی ان کی بات کو بڑا highlight کر دیا اور اخبارات میں یہ تاثر دیا گیا کہ ان کے قائدین کے خلاف اور ان کے خلاف مقدمہ ہے۔ یہ قطعی طور پر غلط ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں یہ رپورٹ on the Floor of the House سنا دیتا ہوں۔ اس کی نقل بھی ان کو فراہم کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ صرف نقل دے دیں۔ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟

سینیٹر کامل علی آغا، جی ہاں نقل دے دیں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! میں آپ کے توسط سے آغا صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اتنے pains لیے اور یہ تمام تفصیلات جمع کیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کا بھی نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے بھی فوری طور پر معلومات کی اور پھر رات گئے تک آپ مجھ سے بھی فون پر in touch رہے۔ So, I am thankful to you and to the Minister of State for Parliamentary Affairs.

Mr. Chairman: It is our duty. Any of our colleagues, if there is anything we will do with them *Insha Allah* we will find the whole House

responsive.

بابر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں؟

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب چیئرمین! میں پورے House کا بہت مشکور ہوں - یہاں پر تینوں جو major alliances ہیں' وہ Treasury Benches, MMA اور Democratic Alliance سے بھی' سارے دوستوں نے جو moral support دی اس کے لیے میں پہلے ان کا مشکور ہوں اور اس کے بعد Mr. Chairman, the House is indicted and we are very highly thankful toward your goodself and we are also thankful to the Minister who has taken all this pain اور میں اس میں ایک بات کا ضرور اضافہ کروں گا کہ ان کا وکیل ہونا ہمارے کام آیا۔ جس طرح سے انہوں نے اس کو handle کیا۔ وہ درست طریقہ تھا اور وہی طریقہ تھا جس میں انہوں نے پولیس کو corner کرکے یہ کہلوا لیا کہ ہم اس میں ملزم نہیں ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔ بڑی نوازش۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب چیئرمین! ہم سب آپ کے اور آغا صاحب کے مشکور ہیں۔ ایک اور شکریہ کا موقع اگر ہمارے ایک اور ساتھی شاہد بگٹی صاحب کو دیا جائے۔ شاہد صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ ان کے خلاف بھی FIR درج ہے۔

جناب چیئرمین، ہر طرف کوشش جاری ہے آپ یقین رکھیں۔ آپ تسلی رکھیں۔

Thank you. I think, we adjourn the House to meet again tomorrow morning at 10.00 a.m. sharp *Insha Allah*.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و لسلم علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again at 10 O'clock on Friday, the 9th June, 2006]